نواب زادی

[illegible]

اَب رات بھیگ چلی تھی۔

چاند ستاروں کے جھرمٹ میں گھرا ہوا اپنی نقرئی کرنوں سے فضا کے سکوت کو پراسرار بنا رہا تھا۔ درختوں کی سرد شاخیں خاموش تھیں۔ ہوا پرسکون تھی فضا کچھ رومانی سی ہو رہی تھی۔

اور

ثاقب اپنی مضطرب سوچ میں گم تھا۔

آج کا مشاعرہ بہت کامیاب رہا تھا اس کی نظمیں پسند کی گئی تھیں رومان اور سیاست کے خوبصورت ملاپ نے اس کی تخلیق کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ آج کے اس شاندار مشاعرے میں کامیابی کا سہرا اسی کے سر رہا تھا۔ قوم پروری اور رومان نوازی کے اس مشاعرے میں بڑی داد ملی تھی اُسے

نظم کے ہر بند کو بار بار پڑھوایا گیا تھا۔ سب ہی نے واہ واہ کے فلک شگاف نعرے بلند کرکے اس کے کلام کو والہانہ انداز میں سراہا تھا۔

مشاعرے کے اختتام پر اسے بے شمار لوگوں نے گھیر لیا تھا۔ چھوٹی، بڑی۔ کئی خوبصورت آٹوگراف اس کے ہاتھ میں آئیں۔ اور وہ لکھتا چلا گیا۔

لڑکیاں بھی تھیں ——!

لڑکے بھی ——!

بچے بھی ——! اور لوگوں کے اس ہجوم میں کالے برقعہ میں لپٹی ہوئی ایک خاتون آگے بڑھی اور اپنا سبک سا ہاتھ جس میں آٹوگراف اور قلم تھا آگے بڑھا دیا۔

ثاقب نے اس کی طرف دیکھا نہیں لیکن آٹوگراف پر اپنا ایک شعر لکھ دیا۔

خوبصورت ہاتھ نے آٹوگراف تھام لی اور اپنا برقعہ ٹھیک کرتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گئی ——!

اور یہ حسین سلسلہ جب ختم ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت قیمتی اور نفیس لیڈیز قلم جگمگا رہا تھا۔

قلم پر کسی سائرہ کا نام جھلک رہا تھا —— بالکل یوں جیسے سیاہ بادلوں سے چاند جھانک رہا ہو۔

وہ پریشان سا ہو گیا ——!

اس کے آس پاس بکھرے ہوئے لوگ جا چکے تھے۔

قلم اس کے ہاتھ میں تھا ——!

اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ قلم نہ ہو —— ایک خوشبو ہو جو اس کے حواس پر چھائی جا رہی ہو ——!

سائرہ کون ہے ——؟

کون ہے ——؟

اپنا قلم کیوں چھوڑ گئی ——؟

شاید جان بوجھ کر ——؟

یا ہو سکتا ہے وہ واپس لینے آئے —— مگر وہ اسی سوچ میں گم کھڑا تھا کہ ——

"گھر چلو گے یا یہیں رہنے کا ارادہ ہے ——" اس کا دوست اشرف اس کے پاس آکر بولا

"اں —— ہاں یار ——"

"یار چلو نا —— نیند آرہی ہے ——!" اشرف جمائی لے کر بولا

"چلو —— مگر ——"

"مگر کیا ——!"

"یہ قلم ——!"

" قلم ــــ " اشرف کی ساری نیند جیسے ٹوٹ گئی۔

کہنے لگا۔

" کوئی تحفہ مل گیا ــــ چلو اچھا ہوا ــــ تمہیں کوئی تو فائدہ ہوا اس شاعری سے ــــ قلم بہت قیمتی ہے ــــ شیفر ــــ واہ واہ دینے والے نے کیا ذوق پایا ہے۔"

" تم اپنی بکواس بند کرو تو میں کچھ بولوں ــــ " ثاقب اکتایا ہوا کہنے لگا۔

" اچھا تم اپنی بکواس شروع کرو ــــ " اشرف بولا

" یہ قلم کسی سائرہ نامی لڑکی کا ہے ــــ اور شاید بھول گئی ہیں محترمہ ــــ " وہ آہستہ سے بولا

" نام کیسے معلوم ہوا تمہیں ــــ " اشرف نے پوچھا

" قلم پر لکھا ہے ــــ " ثاقب بولا

" چلو کیا بُرا ہے ــــ رکھ لو ــــ "

" نہیں یار ــــ "

" سمجھ گیا ــــ " اشرف سوچتے ہوئے بولا

" کیا ــــ "

" یہی کہ لڑکی پاگل ہوگئی ہے ــــ "

" پاگل ــــ "

" ہاہا اس شاعری وائری کے چکر میں دے گئی ہے۔ کوئی نظم پسند آگئی ہو گی ــــ کسی غزل نے دل جیت لیا ہوگا ــــ "

" نہیں یار ــــ " ثاقب بولا

" رکھ دو بیٹا ــــ تم بنے پھرتے تھے اکڑ خوں ــــ شکست دے گئی محترمہ ــــ "

" مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا ــــ " ثاقب نے اپنا تکیہ کلام دہرایا۔

" اچھا ــــ رہو اسی زعم میں ــــ چلو پھر گھر چلیں ــــ "

" چلو ــــ "

اشرف نے ثاقب کو سکوٹر کے پیچھے بٹھایا ــــ اور اسکوٹر سٹارٹ کر دیا۔

" آج تم خوب جچے ــــ " اشرف بولا

" آں ــــ ہاں خاصا ــــ " ثاقب ابھی تک قلم کی فکر میں کھویا ہوا تھا۔

" تمہاری غزل اچھی تھی ــــ "

" ہاں ــــ "

" مجموعہ چھپوا ڈالو نا ــــ " اشرف بولا

" فی الحال امکان نہیں ــــ "

"کیوں ــــ؟"

"پیسے کی کمی ــــ؟"

"کسی ناشر سے بات کرتا ــــ"

"کروں گا یار ــــ" ثاقب بور ہو رہا تھا۔

"اشرف ــــ" ثاقب خیالوں میں ڈوبا ہوا کہنے لگا۔

"ہاں ــ؟"

"یار تم کسی سائمہ نامی لڑکی کو جانتے ہو ــــ؟"

"کئی ایک کو ــــ" اشرف بولا

"ایک تو سائمہ گرلز کالج میں لیکچرار ہے ــ" اشرف سوچتے ہوئے بولا

"اچھا ــــ" ثاقب جلدی سے بولا

"ہاں ــ مگر وہ تو بال بچوں والی عورت ہے ــــ وہ انتہائی قیمتی قلم
ایک شاعر کو بخشنے کی حماقت نہیں کر سکتی ــ؟"

"ہاں ــــ" ثاقب بجھ سا گیا

"ایک اور سائمہ بھی ــــ؟"

"وہ کون ہے ــــ" ثاقب نے پوچھا

"وہ ــــ وہ اپنے کالج کی لائبریرین ــــ کروشیا نما لڑکی سوکھی سی
مگر وہ اتنا قیمتی قلم رکھ بھی نہیں سکتی ــ؟"

"بور کر رہے ہو تم ــــ" ثاقب جھلا کر بولا

کو کوئی روپ دینے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

"ملی قلم والی ــــ" اشرف نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔

"نہیں ــــ؟"

"تو بس پی جاؤ ــــ؟"

"پی جاؤ ــــ؟" ثاقب نے اسکی نقل اتاری

"ارے بھائی خفا کیوں ہوتے ہو ــــ؟ اگر وہ قلم تمہیں اتنا
ہی بھاری لگتا ہے نا ــ تو مجھے دے دو ــــ؟"

"مجھے دے دو ــــ صورت دیکھی ہے کبھی ــــ" ثاقب
بولا

"خوبصورت ہوں ــ پیارا پیارا سا ہوں ــ" اشرف بولا

"اپنی امی جان کے لئے ــــ" ثاقب ہنس کر بولا

"نہیں اس معاملے میں بھی شکست دے دوں گا ــ آج کل بڑی
لڑکیوں کی مائیں، پھوپھیاں، خالائیں مجھے دیکھنے آ رہی ہیں" اشرف
بڑے فخر سے بولا

"کیوں ــــ" کیا تمہارے گھر پر آج کل چڑیا گھر کا بورڈ لگا ہے ؟
ثاقب بولا

"جھکی ہو تم ــ جل گئے نا ــــ؟"

"ہاں یار جل تو گیا ہوں ــــ" ثاقب بولا

"ابھی اور سوچو گے بیٹا —— اچھا سچ سچ بتاؤ" واقعی قلم والی

نہیں ملی ——؟

"نہیں ——!"

"چلو چھوڑو —— کوئی سرپھری ہوگی —— تم یہ کہو کہ کا پروگرام

پکا ہے نا ——؟"

"ہاں بالکل ——!" ثاقب بولا

"ایک ہفتے کا پروگرام بنایا ہے گرم کپڑے رکھ لینا —— سردی ہو

گی ——!" اشرف نے کہا۔

"سب انتظام کر لیا ہے میں نے مگر ہوگا کون کون ——؟

"تم اور میں ——!"

"بس ٹھیک ہے —— سب ہوتے ہیں تو خوب ہنگامہ ہوتا ہے اور

میں ذرا ہنگامہ پسند نہیں کرتا ——!" ثاقب متانت سے بولا

"ہاں تم تو لکھو گے نظمیں —— اور میں کروں گا شکار۔ اس

لئے دونوں ہی چلتے ہیں —— اگر باقی بھی چلے گئے تو تاش میں ہی

وقت گزر جائے گا ——! اور کچھ نہ ہوگا ——!"

"ٹھیک ہے ——!"

دونوں پروگرام بنانے لگے —— اشرف تو چلا گیا۔

اور ثاقب

یوں ہی الجھا الجھا سا بیٹھا مستقبل کے ادھورے سے

خاکے کو رنگ دینے کی کوشش کرنے لگا۔

تعلیم ختم ہو چکی تھی ——!

اور اب اسے اپنا مستقبل سنوارنا تھا ——!

جو اس کے ابّا جان کا خواب تھا ——!

زندگی میں اسے اپنے ابّا جان سے بے انتہا پیار تھا ——!

شفیق اور بردبار ——!

اور پیار کیوں نہ ہوتا ——!

انہوں نے اسے ماں کا پیار بھی دیا تھا —— اور باپ کا بھی ——!

ثاقب چھوٹا سا تھا کہ اس کی امّی کا انتقال ہو گیا تھا ——!

اس کے بعد اس کے ابّا نے شادی نہ کی ——!

ثاقب ہی ان کے لئے سب کچھ تھا ——!

ثاقب کو کسی اعلیٰ عہدے پر دیکھنا ان کی سب سے بڑی خواہش تھی۔

اور اب وہ بہت خوش تھے ——!

وہ زمانہ قریب آ گیا تھا ——!

آج کل ابّا کے چہرے پر سرخی دیکھ کر ثاقب سوچ میں پڑ جاتا ——!

کیا ابا کی خواہشیں پوری ہوں گی ——؟

"کہاں کھو گئے بیٹے ——!" اس کی سوچ ابّا کے چہرے میں الجھ اور

"ابا جان — آئیے —" وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا

"کب جا رہے ہو —" امجد کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے

"صبح —"

"سردی ہو گی — گرم کپڑے رکھ لینا —" ان کی تمام محبت ان کی آنکھوں میں سمٹ آئی —!

"رکھ لئے ہیں جی —"

"کب لوٹو گے —"

"ایک ہفتے کا پروگرام ہے —" ثاقب سعادتمندی سے بولا

"اچھا ہے — کچھ ہوا تبدیل ہو جائے گی — تم واپس آؤ گے تو تمہیں خوشخبری سناؤں گا —" وہ مسکراتے ہوئے بولے

"اب سنانے میں حرج کیا ہے —"

"آؤ گے پھر سہی —"

"یہ ہفتہ سسپنس میں گزرے گا —" ثاقب ہنس دیا

"شریر —" امجد ہنس دیئے

"کچھ پیسے ابا جان —" ثاقب بولا

"ہاں — یہ لو — پانچ سو روپے ہیں" انہوں نے جیب سے نوٹ نکال کر ثاقب کو دیئے —!

"شکریہ ابا جان —"

"اچھا بیٹے میں سیٹھ صاحب کے ہاں جا رہا ہوں — بے بی رومی کی سالگرہ میں دو ہفتے رہ گئے ہیں —"

"اسی سلسلے میں بات کرنا ہے —"

"اس بار بھی سالگرہ سابقہ روایات کے مطابق ہو گی —"

ثاقب نے پوچھا

"بڑھ چڑھ کر — سیٹھ صاحب کی تو ایک ہی بیٹی ہے —"

"لاکھوں کی مالک —" اس بار شاید کوئی نیا انکشاف بھی ہو —"

امجد مسکراتے ہوئے بولے

"کیا مطلب —؟"

"شاید بے بی کی ENGAGEMENT وغیرہ"

"اوہ —"

"کوئی نواب زادہ ہی ہو گا —" ثاقب بولا

"OF COURSE — بڑے لوگ ہیں ناطہ بھی کسی بڑے آدمی سے ہی جوڑیں گے —"

"اچھا ہے — بے بی رومی بھی بڑی اچھی لڑکی ہے —"

"خوبصورت — خوش مزاج — اور ذہین —" ثاقب بولا

"بالکل —! مجھ سے بہت پیار کرتی ہے —"

پرسوں کہنے لگی — خانصاحب — میری سالگرہ کا تحفہ

لے لیا آپ نے ___ میں نے کہا ___ بیٹی تمہیں میرا تحفہ پسند آئے گا!
پتہ کیا کہنے لگی ___ کہنے لگی ___ آپ کے لائے ہوئے سارے تحفے
میرے پاس ہیں ___" یہاں تک کہ پانچویں سالگرہ والی گڑیا بھی۔
" امجد ہنس ہنس کر ___ محبت اور خلوص سے بے بی اور ہی کی محبت
کے قصے دہراتے رہے ___!

اور ثاقب مسکراتا رہا ___!

" بیٹے ___ بے بی کی سالگرہ تک واپس آجانا ___" امجد بولے

" جی حضور ___" ثاقب بولا

" اچھا اب میں چلوں ___ خدا حافظ ___"

امجد سیٹھ صاحب کے ہاں چلے گئے ___

اور ثاقب نے سوچا ___ اس بار وہ بے بی روبی کے لئے تحفے میں
ایک غزل کیوں نہ لکھ دے ___" جس میں ان کے تمام احسانات ___ اور
اس کی آئندہ زندگی کے لئے دعا ہو ___" پرخلوص دعا ___"
"ENGAGEMENT" کے موقع پر واقعی نظم ٹھیک رہے گی۔

اور یہ نظم وادی کی برفانی ہواؤں میں لکھی جائے گی ___!

اور اس قلم سے لکھی جائے گی ___

جو کوئی انجانی شخصیت اسے دے گئی ہے ___!

اپنا پروگرام بنا کر وہ مسکرا دیا ___!

اور اشرف کے ہاں چل دیا ___!

اشرف نے چائے کی پیالی ثاقب کو دی۔ اور بولا

" اب کہو ___"

" کیا کہوں تمہارے پلے بھی کچھ پڑے ___" ثاقب مسکرایا۔ اور
کہنے لگا۔

" پچھلے دو گھنٹے سے میں اپنا دماغ تم پر بے دریغ ضائع کر رہا ہوں مگر
تم ___ تم اشرف ہی رہے ___"

" تم کرتے ہو الٹی بات ___ بھلا انسان اور آدمی میں کیا فرق
ہے۔ دونوں ایک ہی جانور کے نام ہیں ___"

" فرق ہے ___" اشرف

" کیا بھلا ___"

پچھلے دو گھنٹے سے ثاقب اپنی زندگی ـــــ اپنے خیالات ـــ اور اپنے مستقبل کے بارے میں اس سے باتیں کر رہا تھا۔

" ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ انسان اور آدمی ـــــ "

ثاقب بولا

" لیکن ـــــ " اشرف نے کہا۔

" لیکن کیا ـــــ میں مان ہی نہیں سکتا ـــــ " ثاقب اپنی بات پر اڑا ہوا تھا ـــ ثاقب نے پلکیں جھپکائیں ـــ جیسے اس نے پلکوں کے اشارے سے سوال کیا ہو ـــ کیا خیال ہے ـــ "

اور اشرف اس روز روز کی بحث سے تنگ آچکا تھا۔ اس لئے خاموش ہو جانا ہی مناسب سمجھا ـــ

کچھ دیر تک خاموشی رہی ـــــ پھر ثاقب نے صلح پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیچی TONE میں بات شروع کی ـــ اس نے کہا

" دیکھو اشرف، انسان اس دنیا میں اکیلا تو نہیں ہے ـــــ اسے زندہ رہنے کیلئے دوسرے لوگوں کے ساتھ واسطہ رکھنا پڑتا ہے ۔ اور دراصل زندگی تو ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے ہم سب لوگ دراصل ایک طویل مقابلے میں مبتلا ہیں ـــ چاہتا ہوں ـــــ میں تم سے، آس پاس کے لوگوں سے، بہت آگے نکل جاؤں ـــــ راہوں کا تعین فطری میلان طبع کرتا ہے ـــــ بہرحال مختصر یہ ہے کہ زندگی ایک مسلسل کوشش کا نام ہے

جب یہ کوشش ختم ہوتی ہے تو انسان ـــ انسان بھی ختم ہو جاتا ہے آدمی باقی رہ جاتا ہے ـــ "

" یار عجب فلسفہ ہے تمہارا ـــــ مگر بہرحال بیان جاری رہے ۔

اشرف کچھ سمجھتے ہوئے کچھ نہ سمجھتے ہوئے متاثر ہو کر ثاقب کی تقریر سن رہا تھا۔

" ہاں تو میں کہہ رہا تھا ـــــ " ثاقب نے کہا ـــــ بس مالی اعتبار سے جسمانی اعتبار سے کسی بھی اعتبار سے بہت سے لوگوں سے کمتر ہوں گا۔ مگر میں نے اس سلسلے میں کوئی کوشش کی ہی نہیں ۔ ہاں ذہنی اعتبار سے اگر کوئی ہستی مجھے اپنے آپ سے بہتر نظر آئے تو پہلی ملاقات میں تو میں اس سے متاثر ہوتا ہوں۔ اور پھر میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ آئندہ جب میں اس سے ملوں تو بجائے اس سے متاثر ہونے کے ـــــ اسے متاثر کر سکوں ـــ "

" چنانچہ ـــــ !!! " اشرف نے پوچھا ـــ اشرف کا چہرہ بھی اس وقت سوالیہ نشان بن کر ثاقب کے سامنے آیا ـــ "

" چنانچہ یہ کہ ـــــ اس دنیا میں نہ جانے کتنی قسم کے لوگ ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں جتنے انسان بھی اس دنیا میں ہیں اتنی ہی ان کی قسمیں ہیں اتنے ہی COMPLEX اتنے ہی IDEALS اور اتنی ہی ناکامیاں ہیں ـــ "

"اچھا ـــــ تو مطلب اس تمام گفتگو کا یہ ہوا ـــــ کہ آپ نے خواتین کو اپنی اس تقریر میں بالکل ہی نظر انداز کر دیا ـــــ" اشرف نے کہا

"نہیں ـــــ نہیں ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ" ثاقب نے کہا۔ دراصل خواتین کو تو قدرت کی طرف ہی سے درجہ دوم عطا ہوا ہے اس لئے ان کی ذہانت یا صلاحیت کا ذکر تو فضول ہی ہے۔ ناقص العقل ہیں نا ـــــ!"

"ہاں یہ تو ہے ـــــ!" اشرف قائل ہو گیا تھا ـــــ! "مگر ثاقب اس کا مطلب تو یہ ہوا ـــــ کہ تم اس بات پر یقین رکھتے ہو کہ کوئی خاتون ذہین ہونے کا دعوے نہیں کر سکتی ـــــ!"

ثاقب مسکرایا ـــــ! "ہاں تقریباً یہی بات ہے کیونکہ خاتون جب بھی کسی مرد کو قائل کرنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں تو درحقیقت وہ اپنے قائل ہونے کا بہانہ چاہتی ہے ـــــ محبت ہی کو لے لو ـــــ"

"ہاں ـــــ ہاں ـــــ!" اشرف نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا "محبت کے معاملے میں تو مردوں کو ہمیشہ ہی تو جیتتے دیکھا ہے ـــــ!"

"ہو سکتا ہے ـــــ میں مانتا ہوں ـــــ لیکن میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں ـــــ میں تو صرف شکست کھا جانے کو ـــــ قائل ہو جانے کو محبت کا نام دے سکتا ہوں ـــــ دیکھو نا ـــــ ایک مرد ایک عورت کی طرف اسی لئے متوجہ ہوتا ہے کہ وہ اسے CONQUER کرنا

چاہتا ہے اس کوشش میں اسے جو مشکلات پیش آتی ہیں ـــــ وہی دردِ محبت ہے ـــــ حاصلِ عشق ہے ورنہ باقی تو سب خیریت ہے۔"

"کیا مطلب ـــــ؟" اشرف بولا

"مطلب یہ کہ اگر درمیان میں شب و روز کا سلسلہ اور حالات کی ناسازگاری حائل نہ ہو ـــــ مرد عورت ایک دوسرے سے ملتے رہیں ـــــ اپنے خیالات اپنے احساسات ایک دوسرے کو CONVEY کر سکیں تو شاید لمبے اور طویل عشقوں کا قصہ ہی ختم ہو جائے ـــــ آپ لڑکے اور لڑکی کو ایک ہفتہ بحث کیلئے دے دیں ـــــ نتیجہ سامنے آجائیگا ـــــ!

لڑکی کو لڑکے میں چند خوبیاں نظر آتی ہیں وہ ان خوبیوں کو ایک ہزار ایک لاکھ اور بسا اوقات ایک کروڑ سے ضرب دیں اور ایک گوشت پوست کا بنا انسان اچانک دیوتا ـــــ اور نہ جانے کیا بن جاتا ہے۔

اور اسی طرح لڑکے کو لڑکی میں اپنے IDEAL کی ہلکی سی کوئی ایک جھلک نظر آجاتی ہے۔ وہ فوراً اپنے ذہن سے RECONCILE کر لیتا ہے اور ایک اچھی خاصی لڑکی کو خوابوں کی ملکہ ـــــ حسن کی رانی ـــــ اور حاصلِ زندگی بنا لیتا ہے ـــــ!"

اشرف نے اچانک پوچھا

"تمہارا اپنا اس سلسلے میں کیا خیال ہے ـــــ؟"

"میرا ذاتی خیال ہے کہ محبت ـــــ دراصل ایک ایسی ضرورت ہے

جیسے شاعروں نے ـــــ ہم نے ـــــ اور تم نے ـــــ سب نے مل کر لفظ محبت ـــــ سے تعبیر کیا ہے ۔ ورنہ آپ بدصورت عورت کے عشق میں یا محبت میں کیوں نہیں مر سکتے ـــــ ؟ یا ایک معمّر، معزّز اور بیمار بڑھیا سے عشق کیوں نہیں کرتے ـــــ کیونکہ یہ جذبہ تو دراصل خودغرض قسم کی ایک ضرورت ہے جس کی تکمیل انسان چاہتا ہے ـــــ اور کچھ میں تو ـــــ تم جانتے ہو ـــــ اگر کبھی زندگی میں کسی خاتون سے متاثر ہوا بھی تو ـــــ اس کے ذہن سے ہوں گا ـــــ ورنہ ظاہری شکل و صورت اور GLAMOUR میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ـــــ اور پھر جب مرد یا عورت ـــــ یہ فقرہ کہتے ہوں گے کہ مجھے تم سے محبت ہے تو کس قدر مضحکہ خیز SITUATION بنانے کے ذمہ دار ہوتے ہوں گے ۔ کیونکہ یہ تو بالکل ہی ایسا ہے جیسے میں کسی کے سامنے فوری طور پر اقرار کر لوں کہ میں آپ کے مقابلے میں بالکل بیوقوف ہوں ۔ اگر کوئی یہ کہنا گوارہ کر سکتا ہے تو یقیناً محبت بھی کر سکتا ہے ۔"

ـــــ "مگر یار ثاقب ـــــ" اشرف نے کہا "یہ فلموں، افسانوں اور شاعری میں جو عشق و محبت کا ذکر ہے وہ کیا ہے ـــــ ؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری شاعری کس خوشی میں ظہور پذیر ہوئی ہے ـــــ"

ثاقب نے ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا ـــــ اور ہنستے ہوئے بولا

"سب FRAUD ہے ـــــ جھوٹ ہے ـــــ اور میری شاعری ـــــ ؟ وہ تو میں اس کیلئے کرتا ہوں ۔ جو اس زمین پر نہیں ـــــ اس جلتے سورج کے نیچے اس کا کوئی وجود نہیں ـــــ وہ تو ایک خیال ہے ـــــ ایک وہم ہے ـــــ ایک تصور ہے ـــــ جس کے متعلق میں نے ہمیشہ یہی تمنا کی ہے کہ وہ اس دنیا کے تختے پر مجھے کبھی نظر نہ آئے ـــــ کیونکہ اگر وہ مجھے مل گئی ـــــ تو میرا ذہن اس سے اچھا سوچنے لگے گا ۔ اور وہ میرے IDEAL کی حیثیت سے کمتر ہو جائے گی ۔"

اشرف بولا

"مگر یار ثاقب ان فلموں نے اور ادب نے تو عشق کو اتنا عام کر دیا ہے کہ واں تو ذات پات اور STATUS کے بغیر ہی سب کچھ ہو جاتا ہے ـــــ"

"اشرف عجب بات تو یہ ہے کہ لوگ LOVE IN FIRST SIGHT سے متاثر ہو کر تمام کہانیاں بناتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ محبت جو پہلی نظر میں ہو جاتی ہے نفسیاتی طور پر بھی غلط ہے کیونکہ جیسا کہ نفسیات کے ماہر فرماتے ہیں کہ انسان کی آنکھیں ہی وہ ذریعہ ہیں جن سے وہ نفسیاتی لہریں TRANSMIT کر سکتا ہے ۔ آخر ان لہروں کو بھی تو کچھ عرصہ چاہیئے ۔

"مگر ـــــ خیر ـــــ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں

کہ اگر انسان فرض کرو ــــ واقعی کسی سے متاثر ہوتا ہے تو دونوں ذہنوں میں کوئی نہ کوئی ہم آہنگی ضرور ہونی چاہیئے ــــ جیسے مجھے یقین ہے کہ ایک شہر میں پرورش پانیوالی لڑکی اچانک کسی دیہاتی مرد کو دیکھ کر دل نذرانہ نہیں کر سکتی کیونکہ آج کی لڑکی کے تصوّر میں جب بھی کوئی آئے گا۔ BELL BOTTOM پتلون ٹائیٹ، جیکٹ اور BEATLES کی طرح بالوں والا لڑکا آئے گا مگر واہ ــــ ہمارے ادیب نہ جانے کیا سوچتے ہیں ــــ وہ فوراً ایک شہر کی لڑکی کیلئے دیہاتی مرد منتخب کر لیتے ہیں اور لڑکی بیچاری قلم کے اشارے سے دیہاتی مرد کی باہوں میں سمٹ جاتی ہے اور اسی طرح شہری بابو کا کسی گاؤں میں چلا جانا ضمانت ہے اس بات کی کہ اب وہاں کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ اور وہی ہوتا ہے ــــ ساری عمر گھر میں بندھے ہوئے جانوروں کی ــــ بدبو سونگھنے والی ــــ اپنے اردگرد دیہات کا ماحول رکھنے والی لڑکی جس کا دماغ کسی طرح باہر کی دنیا سے متاثر نہیں ہے۔ یکایک شہری بابو کے لئے بے چین اور بیقرار ہو جاتی ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ گاؤں کی رہنے والی۔ اگر خیالوں میں کسی مرد کا تصوّر کرتی ہو گی تو اس شخصیت میں سب سے نمایاں چیز اس کا پھڑ پھڑاتا ہوا پگڑی کا شملہ ہو گا یا پھر بیل کاندھے پر رکھے ہوئے گبھرو جوان ــــ وغیرہ وغیرہ

دراصل اسی ASSOCIATION کیلئے جسے ہم ــــ یا تم عشق یا محبت کہتے ہیں۔ چند دن اکٹھے رہ کر ایکدوسرے کو سمجھنے کی کوشش میں کامیاب ہونے یا ناکام ہونے کا نام ہے ــــ

"بہرحال ــــ بھئی اشرف ہم تو اس سے قائل ہوں گے جو ہمیں واقعی قائل کرے گا ــــ

"ہاں ــــ ہاں ــــ! تم رک کیوں گئے ــــ" اشرف بولا

"بس کیا بتاؤں ــــ جی چاہتا ہے ــــ کوئی ــــ ہو ــــ کوئی ایسی شخصیت ہو ــــ جس کے سامنے میں ہار جاؤں ــــ شکست کھا جاؤں ــــ!

میں اپنی ہار بھی نہ چھپا سکوں ــــ اس کی جیت کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہوئے خوشی محسوس کر سکوں ــــ اس شخصیت کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کر سکوں ــــ"

مگر یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے ــــ بہرحال ــــ میں نہ جانے کیا چاہتا ہوں ــــ؟ ــــ کیوں چاہتا ہوں ــــ کب چاہتا ہوں ــــ کیسے چاہتا ہوں ــــ مجھے تو اپنی AMBITIONS کے بارے میں ابھی تعین کرنا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے زندگی مجھے ایسے مقام پر لے آئی ہے جہاں ہر طرف راستے ہیں۔ آسان راستے۔ ہموار راستے۔ لیکن ان سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ جانتا ہوں آسان راستے کبھی کہیں نہیں پہنچتے ــــ

دشوار راستے کہاں ہیں میرا جی چاہتا ہے راستے کی دشواری میرے سامنے آئے تاکہ راستے CONQUER کرنے کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا مزا چکھ سکوں۔ بچپن میں بلیڈ سے میں ہاتھ کاٹ لیا کرتا تھا اور پھر بلیڈ سے کٹی ہوئی جگہ پر زبان رکھنے سے ایک میٹھی نمک ایک خوشگوار لذّت ـــ درد کی لذّت جیسے ہونٹ پوری ٹیس جذب کرلیتے تھے ، مجھے ایسی زندگی ـــ چاہیئے ـــ ایسے دن چاہیئیں ـ جن کی روشنی میں مجھے کچھ نظر نہ آئے ـــ ایسی راہیں چاہیئیں جن کے اندھیروں میں گہرے سمندروں کا سکوت ہو ـــ ایسے سمندر جس میں طوفان آتے ہیں اور پھر طوفان کے بعد ایسا سناٹا جیسے ـــ کسی نے پوری کائنات کو چپ رہنے کا حکم دے دیا ہو ـــ یا ایسا شور جیسے آسمان پوری قوت سے زمین سے ٹکرا گیا ہو ـــ ! کچھ تو ہو ـــ یہ کیا زندگی ہے ـ کچھ CLIMAX ہونا چاہیئے۔

ثاقب نے سر اٹھا کر دیکھا ـــ اشرف جا چکا تھا ـــ اس کی کرسی خالی تھی ـــ ثاقب مسکرایا ـــ کہ نہ جانے میرے دوست مجھ سے متفق کیوں نہیں ہوتے ـــ میری شاعری کی تعریف کرنیوالی ہر خاتون کو میرا دوست بنا دیتے ہیں ـــ اور نہ جانے کیا کیا سوچتے ہیں ـــ باوجود اس کے کہ جو لڑکی صرف میرے اشعار کو پڑھ کر میرے متعلق

رائے قائم کرلیتی ہے ـــ اس کے پاگل ہونے میں کیا شبہ ہے ـــ یا کم از کم بیوقوف ـــ اور بیوقوف شخصیّت تو جیسے میرے لئے گالی ہے ـــ یہ لڑکیاں بھی عجیب ہیں ـــ نہ جانے کیوں ان کا ذہن اپنے لئے خود فریبی کا جال بنتا رہتا ہے ـــ وہ ہر وقت اس دام میں گرفتار رہنا چاہتی ہیں ـــ مگر خیر ـــ ثاقب کا ذہن جیسے تھک گیا ـــ اس نے ایک طویل انگڑائی لی ـــ اور پھر باہر کی کھڑکی کھول دی ـــ !

آسمان پر ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔

وادی میں شدید برف باری ہو چکی تھی۔ سردی میں بڑا تیکھا پن آگیا ــــ ساری وادی کو سفید لباس میں دیکھ کر اس کا ذہن نفسیات کے تانے بانے میں الجھ گیا ــــ اس نے سوچا ــــ سفید رنگ ــــ جس صورت میں ہو ــــ بنیادی طور پر اس کا تاثر ایک ہی ہوتا ہے۔

ایک طرف اسے سفید لباس میں ملبوس مغربی دلہن نظر آئی۔ ارمانوں کی دنیا میں پہلا قدم رکھتے ہوئے سفید لباس ــــ اور پھر جیسے اس کے ذہن نے جھٹکا کھایا ــــ ارمانوں بھرے دل دنیا سے منہ موڑنے کے بعد اسی رنگ میں پناہ تلاش کیا کرتے ہیں ــــ سفید رنگ اسے کی اوفیلیا یاد آنے لگی ــــ جو محبوب کے انتظار میں شفاف

دودھیا سفید پانی میں جھاگ کے رنگ کے لباس میں ڈوبی یوں بہتی چلی گئی جیسے وہ بھی اسی پانی کا حصہ ہو ــــ سادگی مگر تاثر سے بھرپور سفید رنگ اس کے سامنے پوری وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے آج قدرت اپنی کائنات کو نیا رنگ دے رہی ہو ــــ ایسا رنگ جس میں کوئی حیوانی جذبہ شامل نہ ہو۔

مکانوں کی ڈھلوانی چھتیں ــــ درختوں کی شاخیں۔ بجلی کے تار سڑکیں ــــ اور بل کھاتے ہوئے راستے برف کی تہہ میں ڈھکے ہوئے ہیں۔

دیو قامت درخت اپنے بازوؤں پر برف کے سفید گالے اٹھائے خاموشی اور سکوت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

اس برفانی فضا میں

ثاقب اور اشرف ایک چھوٹے سے کافی ہاؤس میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگ شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے موسم کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

آؤٹ ڈور شوٹنگ کیلئے آئے ہوئے فلم یونٹ کے لوگ اپنی لوکیشن کے بارے میں مغز کھپا رہے تھے۔ ثاقب اور اشرف کے قریب والی ٹیبل پر فلم کے فوٹوگرافر موسم کی خرابی کا رونا رو رہے تھے۔!

" آسمان ابر آلود ہے اس لئے شوٹنگ نہیں ہو سکتی ہے۔

" ثاقب ــــ!" اشرف آہستہ سے بولا

" کیوں ــــ!" ثاقب ماحول سے بے نیاز باہر نظریں جمائے اپنے اشعار

کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔

" یار ـــــ ان فلمی لوگوں سے دوستی کیوں نہ کی جائے ـــ !"

" کیوں ـــــ ؟" ثاقب بولا

" شوٹنگ وغیرہ دیکھیں گے ـــ !"

" ہمیشہ بور کیا کرو ـــ !"

" کیا برائی ہے ـــ !"

" کر لو دوستی ـــ !"

اور

اشرف نے واقعی ایک فوٹو گرافر سے دوستی کرلی۔

ان سے پتہ چلا کہ قریب ایک قصبہ ہے چاندپور، وہاں ایک نواب زادی رہتی ہے ـــ اس کی کوٹھی بڑی خوبصورت ہے یہ لوگ وہاں شوٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن نواب زادی نے اجازت نہیں دی۔

یہ ساری رپورٹ اشرف نے واپس آکر ثاقب کو ایک سانس میں سنا دی۔

" تو پھر میں کیا کروں ـــــ " ثاقب ہنس کر بولا

" رعب جھاڑوں ـــــ " اشرف بولا

" کیسا رعب یار ـــ !"

" میں کہتا ہوں ـــ تمہارے بارے میں ـــ کہ یہ صاحب ـــ

نواب زادی کے ماموں ہیں ـــ ذرا خاطر ہو جائے گی ـــ !"

" نہ یار ـــ !"

" اچھا ماموں نہیں بنتے تو کزن بن جاؤ ـــ " اشرف بولا

" نہیں ـــ آپ کی بڑی مہربانی ـــ آپ مجھے اپنے فراڈ میں شامل نہ کریں ـــ "

" تم بڑے بور ہو ـــ دیکھو نا کتنے مزے ہو جائیں گے ـــ اور شغل رہے گا۔

" نہیں بھئی نہیں ـــ "

" مان جاؤ بیٹے ـــ "

" نہیں ـــ !"

" میں نہیں بولوں گا ـــ "

" مر جاؤں گا تو پھر تو ـــ "

" مر جاؤ ـــ " اشرف بیزاری سے بولا

" جاؤ ـــ جو چاہے کرو ـــ " ثاقب مان گیا

" شاباش ـــ "

اشرف چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے فوٹو گرافر کی ٹیبل کے پاس چلا گیا۔

" آیئے ـــ " فوٹو گرافر بولا

"صاحب بات یہ ہے ــــ کہ وہ صاحب جو بیٹھے ہیں نا ــــ"

"وہ نواب زادی کے کزن ہیں ــــ فسٹ کزن ــ

"اچھا ــــ فوٹو گرافر خوش ہو کر بولا

"ہاں میں نے ان سے بات کی ہے وہ کوٹھی ماموں حضور نے بڑے شوق سے بنوائی تھی ــــ وہاں کے نقشیں در و دیوار ــ محرابیں ــ واہ واہ ــــ جیسے کسی شہنشاہ نے اپنی دولت کا ــــ سہارا لے کر

"آپ جیسے غریبوں کی محبت کا مذاق اڑایا ہو ــــ"

"حسن کے ایسے نادر نمونے ہیں کہ بیان سے باہر ــــ" اشرف تعریف کرتے ہوئے بولا

"تو جناب ہم نے ان سے ریکویسٹ کی تھی ــــ" فوٹو گرافر بولا

"تو ٹھیک ہے ہم بات کرتے ہیں ــــ" اشرف بولا

"بڑی مہربانی ہوگی ــــ میں آپ کو اپنے پروڈیوسر سے ملواتا ہوں ــــ"

فوٹو گرافر اپنے پروڈیوسر کو بلا لایا ــــ

"آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ ہمیں شوٹنگ کی اجازت دے دیں

پروڈیوسر اپنے پان آلود دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا

"بات نواب زادی سے کرنا پڑے گی ــــ" اشرف بولا

"چلئے میں اپنی کار میں قصبے تک آپ کو لے چلوں ــــ"

"ہاں ہاں ضرور ــــ"

اشرف بولا

"بہت بہت شکریہ جناب ــــ"

"مگر ذرا ٹھہرئیے میں نواب زادی کے فسٹ کزن سے بات کر لوں ۔

اشرف بولا

"بہتر ــــ"

اشرف ثاقب کے پاس آ کر بولا ــــ "کام ہو گیا ــــ"

"کیسا کام ــــ؟"

"چلو ــــ چاندپور جا رہے ہیں ــــ"

"کیوں ــــ"

"بس چلو ــــ سنا ہے نواب زادی کی کوٹھی دنیا کی خوبصورت ترین جگہ ہے ــــ"

"چلو ــــ نظم لکھ لینا ــــ"

"بغیر واقفیت کے کیسے ــــ" ثاقب اشرف کے پروگرام سے لاعلم تھا۔

"یار SOURCES بن گئے ہیں نا ــــ تم خاموش رہو ۔ بس جیسے میں کہوں ویسے کرتے جاؤ ــــ"

"معلوم نہیں کیا کرتے ہو تم ــــ" ثاقب جھلا کر بولا

"چلئے نواب صاحب ــــ" پروڈیوسر قریب آکر کہنے لگا۔

"نواب صاحب ــــ؟" ثاقب حیرت سے بولا

"ہاں ہاں چلئے نا نواب صاحب ــــ" اشرف جلدی سے کہنے لگا۔

ثاقب تذبذب کے عالم میں ساتھ ہولیا۔

باہر کار کھڑی تھی۔

کار میں بیٹھتے ہی پروڈیوسر کہنے لگا۔

"بڑا کرم کیا آپ نے نواب صاحب ــــ ہی۔ ہی۔ ہی ــــ"

"جی ــــ؟؟" ثاقب حیرت سے بولا

"جی ہاں بڑی نوازش ــــ دراصل ہم کلر فلم بنا رہے ہیں ہماری فلم میں خوبصورت بنگلے کا بڑا دخل ہے ــــ اس کے لئے ہمیں آپ کا بنگلہ بڑا پسند ہے ــــ! وہ تو جی ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کا تعاون حاصل ہوگیا ــــ جی ــــ!"

ثاقب نے کچھ کہنا چاہا ــــ لیکن اشرف نے بات اچک لی

"کوئی بات نہیں جی ــــ یہ تو ہمارا فرض تھا کہ آپ کی مدد کرتے"

ثاقب آس پاس راستوں کے مناظر دیکھ رہا تھا اور اشرف پروڈیوسر سے باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ سڑکیں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

اور ڈرائیور ان اونچے نیچے راستوں پر بڑی احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔

ثاقب کو اس نئے ڈرامے کا کچھ حد تک اندازہ تو ہو چکا تھا۔ مگر اب جو کچھ ہو گیا تھا اسے نبھانا بھی ضروری تھا اگر وہ اشرف کا ساتھ نہ دیتا ــــ تو اشرف کی بے عزتی ہوتی تھی۔ اس لئے وہ حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنے ذہن کو تیار کرنے لگا۔

اشرف اس کا بے تکلف دوست تھا ــــ اور اس دوستی میں ایک عجیب سی خوبصورتی اور دلچسپی تھی۔

ثاقب کو زندگی سے لگاؤ تھا ــــ محبت تھی ــــ وہ بھی زندگی میں نئے تجربات کو بہت اہم اور ضروری سمجھتا تھا۔ اس میں کسی حد تک اشرف کا ہاتھ ضرور تھا۔

وہ قدم قدم پر اپنی حرکات ــــ اپنی باتوں سے اسے یہ بتاتا رہتا کہ زندگی صرف سوچنے کا نام نہیں کچھ اور بھی ہے۔ دلچسپ بھی ــــ خوبصورت بھی ــــ اور رنگین بھی ــــ

ثاقب نے اپنی ذاتی زندگی میں پابندیوں کو کبھی راستے میں نہیں آنے دیا تھا۔

ایک معرکہ خیز فلسفہ اور انفرادی اصول اس کے بیشتر اعمال کی بنیاد ہوتے ہیں۔

وہ یقیناً متفکر نہیں تھا ـــــ لیکن ایک سوچنے والا ذہن اور محسوس کرنے والا دل اس کے پاس تھا۔

جو قریب قریب بے مزہ تھا ـــــ ضدی بھی ـــــ اور اکھڑ بھی ـــــ!

کار کو ایک دھچکا لگا ـــــ اور چونک گیا

"کیا ہوا ـــــ" پروڈیوسر نے پوچھا

"گاڑی آدھی برف میں دھنس گئی ہے جی ـــــ" ڈرائیور بولا

"پھر ـــــ؟"

"دھکا لگا کر نکالنی پڑے گی ـــــ"

"اوہ ـــــ!"

"ذرا آپ بھی تکلیف کیجئے ـــــ" پروڈیوسر اشرف سے کہنے لگا۔

"جی ـــــ جی ہاں ـــــ" اشرف ثاقب کو تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا

ثاقب اترنے لگا تو پروڈیوسر بولا ـــــ آپ بیٹھئے نواب صاحب ـــــ!

"یہ کیا کم مہربانی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلے آئے ـــــ"

ثاقب مسکرا دیا

اور اشرف کھسیانی ہنسی کے ساتھ نیچے اتر آیا۔

بڑی مشکل سے گاڑی چلنے کے قابل ہوئی۔

اب اندھیرا ہونے لگا تھا ـــــ اور برف پھر گرنے لگی تھی۔

شام ہوتے سب چاندپور پہنچ گئے۔

"اشرف ـــــ" ثاقب آہستہ سے بولا

"ہوں ـــــ"

"اب کیا ہوگا ـــــ"

"اللہ بہتر کرے گا ـــــ"

"پروگرام تو بتاؤ ـــــ پھنسوا دیا نا ـــــ" ثاقب جھلا کر بولا

"چپ ـــــ!" اشرف پروڈیوسر کی موجودگی کا احساس دلاتے ہوئے بولا ـــــ

گاڑی کوٹھی کے سامنے جا کر رکی۔

"نواب صاحب ـــــ" پروڈیوسر بولا

"جی ـــــ!"

کوٹھی آ گئی ـــــ ہم یہیں کار میں بیٹھے ہیں آپ تکلیف کیجئے ـــــ" پروڈیوسر لجاجت سے بولا

"میں بھی یہیں انتظار کر لیتا ہوں اشرف اندر جاتا ہے ـــــ"

ثاقب مسکراتے ہوئے بولا

"میں ---- میں ---- میں کیوں نواب صاحب ----" اشرف گھبرا گیا۔

"ہاں ہاں نواب صاحب سچ کہتے ہیں ---- آپ معلوم کر لیجئے کہ نواب زادی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں یا نہیں ----" پروڈیوسر بولا۔

"جی ---- ا ---- چھا ---- اشرف گاڑی سے اتر کر اندر چلا گیا۔ اور ثاقب مسکراتے ہوئے کوٹھی کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے اشرف کا بھرکس نکلنے والا تھا۔

لیکن تھوڑی دیر بعد خلافِ توقع ---- اشرف صحیح سلامت باہر نکل آیا۔

"کیا ہوا ----" ثاقب ہنسی چھپاتے ہوئے بولا

"جی ---- وہ ---- کہیں گئی ہیں ---- صبح ملیں گی ----!"

"اچھا اچھا ---- تو ہم صبح آجائیں گے ----" پروڈیوسر بولا۔

"نواب صاحب آپ تو یہیں قیام کریں گے نا ----" پروڈیوسر کہنے لگا۔

"جی ---- جی ---- ہاں ----" ثاقب بولا

"اچھا تو میں صبح سویرے ہی آجاؤں گا ----!" پروڈیوسر بولا

"جی ---- !"

دونوں گاڑی سے اتر تو آئے مگر حیران حیران۔

"اچھا جی ---- خدا حافظ ----" پروڈیوسر تو چلا گیا اور وہ دونوں ---- کوٹھی کے سامنے کھڑے کوٹھی کو صرف دیکھتے رہے۔

"مروا دیا نا اسی سردی میں ----" ثاقب بولا

"رات کہاں رہیں گے ----!" اشرف بے بسی سے بولا

"سڑکوں پر ----!" اور SHOW OFF کرو ----"

"چپ رہو یار ----"

"کوئی ڈاک بنگلہ ہے یہاں ----" اشرف نے قریب گزرتے ہوئے راہ گیر سے پوچھا

"جی ہاں ---- مہمان خانہ ہے ----!"

"کہاں ہے بھئی ----!" اشرف بولا

"وہ سامنے ----!"

"ہم وہاں رہ سکتے ہیں ----!" اشرف بولا

"جی ہاں ----!" مگر نواب زادی کی اجازت ضروری ہوگی ----!"

"تو پھر اجازت کہاں سے لیں ----!"

"نواب زادی سے ـــــ" سامنے کوٹھی میں چلے جائیے۔"

راہ گیر تو چلتا بنا۔

اور دونوں پھر تذبذب کی حالت میں کھڑے رہے۔

"چلو یار غم کیوں کرتے ہو ـــــ مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔"

"چلو ـــ نواب زادی سے اجازت لینا ہوگی ـــــ" ثاقب اپنے مخصوص انداز میں بولا

"چلو ـــ"

دونوں کوٹھی کے اندر داخل ہوئے ـــــ ملازموں سے پوچھتے ہوئے لمبی لمبی راہداریاں طے کرنے کے بعد وہ ایک عالیشان سجے سجائے ڈرائینگ روم میں تھے۔

کوٹھی واقعی ـــــ دنیا کی خوبصورت ترین جگہ تھی۔

فن اپنی معراج پر تھا ـــــ

ایک بوڑھا آدمی قریب آتے ہوئے بولا

"فرمائیے ـــ"

"جی ـــ ہم پردیسی ہیں ـــ رات گزارنا چاہتے ہیں ـــ"

"جی ـــ نواب زادی صاحبہ کے حکم کے مطابق آپ مہمان خانے میں ٹھہر سکتے ہیں ـــ"

"بابا ـــــ" پردے کے پیچھے سے ایک موسیقی نواز آواز آئی

"نواب زادی صاحبہ ـــــ" بوڑھا سر جھکا کر کھڑا ہوگیا

"انہیں فردوس بریں میں ٹھہرایا جائے ـــــ" وہی نغمگی پھر ابھری۔

"جی بہتر ـــ"

"آئیے حضور ـــ"

"شکریہ ـــ" ثاقب آہستہ سے بولا

بوڑھا دونوں کے ساتھ لمبی لمبی روشیں طے کرتا ہوا باہر آگیا۔

کوٹھی کے قریب ہی ایک خوبصورت جگہ تھی ـــ بیلوں سے ڈھکی ہوئی اور وہ بیلیں برف سے موٹی ہوگئی تھیں ـــ برف ان پر جھول رہی تھی اس خوبصورت جگہ کا نام فردوس بریں تھا۔

بوڑھا دونوں کو کمرے میں لے آیا۔

سرخ قالین اور سرخ رنگ کے فرنیچر نے کمرے میں جیسے آگ سی لگا رکھی تھی۔

"تشریف رکھیے ـــ"

"یہ BELL ہے جس چیز کی ضرورت ہو منگوا لیجئے گا ـــ"

"جی ـــ" ان دونوں کی جیسے زبان بند تھی

"مہمان خانہ یہی ہے ـــ" اشرف لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں بولا

"جی نہیں ـــ یہ فردوس بریں ہے ـــ یہاں نوابصاحب
مرحوم کے خاص مہمان ٹھہرا کرتے تھے ـــ اور آج ـــ نوابصاحب
کی وفات کے بعد پہلی مرتبہ آپ یہاں آئے ہیں ـــ" بوڑھا
غمزدہ آواز میں بولا

"جی ـــ" اشرف بولا

"جی ـــ" نواب زادی حضور یہاں کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں
دیا کرتیں ـــ"

"بڑی مہربانی ان کی ـــ" اشرف بولا

بوڑھا چلا گیا

تو اشرف بولا

"یار چٹکی کاٹو ـــ"

"کیوں ـــ"

"خواب تو نہیں دیکھ رہا ـــ اس کی آنکھیں حیرت سے
پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"نہیں ـــ" ثاقب سنجیدگی سے بولا

"تو ـــ تو ـــ پھر ـــ"

"ہوش کرو ـــ ندیدوں کی طرح ہر چیز کو نہ دیکھو ـــ"

"مگر ـــ ثاقب ـــ تم نے سنا نہیں یہاں نواب صاحب

کے خاص مہمان ٹھہرا کرتے تھے ـــ اور باقی لوگ اس مہمان خانے میں
مگر ـــ ہمیں یہاں کیوں ـــ سمجھ نہیں آرہا ـــ اتنی اہمیت ـــ
اب اگر وہ پردہ ڈیو سر آجائے تو واقعی رعب پڑ جائے ـــ"

ثاقب مسکرا دیا۔

نوکر کافی لے آیا ـــ ساتھ خشک میوے تھے۔

اشرف نے نوکر سے بھی کچھ پوچھنا چاہا لیکن ثاقب نے منع
کر دیا۔

"کیا کرتے ہو تم ـــ"

"مجھے تو ڈر لگ رہا ہے ـــ"

"نواب زادی نے ہمیں اتنی اہمیت دی ہے ـــ کیوں ـــ"
اشرف رونی صورت بنا کر بولا

"یہ تو میں بھی نہیں سمجھا ـــ" ثاقب بولا

"چلو بھاگ جائیں ـــ کہیں صبح بنتے ہی نہ اینٹھیں ـــ
اشرف بولا

"بکو مت ـــ"

لمحے بیت رہے تھے۔

سوتی جاگتی رات آگئی۔

برف باری کی رات

"بس تو باہر چلا ——" ثاقب بولا

"ابھی نہ جاؤ —— صبح چلیں گے —— میرے خیال میں —— دو چند روز نواب زادی کے مہمان رہنا چاہیئے ——" اشرف بولا

"تاکہ وہ کہے کہ جانے کہاں سے ندیدے لوگ آگئے ہیں ——" ثاقب بولا

"تم تو ہو سدا کے بد انسان —— شکریہ ادا کرو میرا —— نہ میں چکر چلاتا نہ تم یہاں آتے ——!"

"شکریہ تو میں تمہارا اس وقت ادا کروں گا بیٹے —— جب یہاں سے نکالے جائیں گے ——!" ثاقب ہنسا

"کھانا لگ گیا حضور ——!" نوکر سر جھکا کر سامنے کھڑا تھا۔!

دونوں کھانے کے کمرے میں چلے آئے۔

مرمر کی میز پر خوبصورت برتنوں میں پرتکلف انواع اقسام تھے

اشرف ڈرا ڈرا سا تھا ——!

اور ثاقب الجھا الجھا ——!

کھانے کے بعد دونوں کافی دیر باتیں کرتے رہے ——

اور پھر جانے کس وقت نیند آگئی۔

باہر برف گر رہی تھی —— یوں جیسے آسمان پر بیٹھا کوئی روئی دھنک رہا ہے۔

رات بیکراں خوابوں کی حسین وادیوں میں گزر گئی ثاقب کسی قدر اپنے آپ کو ہلکا محسوس کر رہا تھا —— اشرف پلنگ پر گٹھڑی بنا سو رہا تھا۔

ثاقب نے باتھ روم میں جاکر منہ ہاتھ دھویا —— اور باہر نکل گیا۔

ساری رات برف گری تھی —— سارا قصبہ برف کی موٹی تہہ میں لپٹا ہوا تھا۔

اونچی نیچی پہاڑیاں سفید سفید ہو رہی تھیں

چلتا ہوا وہ نیچے ڈھلوان پر اتر گیا

"سنو ——!"

ثاقب کی سماعت پر نغمگی کی لہریں رینگ گئیں

وہ رک گیا۔

مڑ کر دیکھا

وہ سامنے کھڑی تھی ۔۔۔!

تبسم کی ہلکی سی لکیر اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی تھی ۔۔۔

سیاہ بالوں کے درمیان اس کا چہرہ یوں لگ رہا تھا
جیسے وہ پورن ماشی کی مدماتی کرن تھی۔

ثاقب کو یوں لگا
جیسے اسے دیکھتے دیکھتے تھک گیا ہو۔

کتنی دیر سے وہ خاموش ۔۔۔ بے حس اور بے حرکت اسے دیکھے جا رہا
تھا بالکل یوں جیسے وہ کوئی زندہ وجود نہ ہو ۔۔۔ بس ایک عکس ہو ۔۔۔
ایک تصویر ہو ۔۔۔ یا کسی گیت کا حصہ ہو ۔۔۔ بے آواز اور مجرد ۔۔۔!

"سنو نا ۔۔۔!" وہ ہنس دی

اور اسے یوں لگا جیسے اس کی روح آسمان کی وسعتوں کو چیر کر ۔۔۔
اندھیرے کے سمندر میں سے گزرتی ہوئی پھر اس کے جسم میں داخل ہو
گئی ہو اور تب اس میں زندگی کا احساس جاگا ہو ۔۔۔!

"شہر سے آئے ہو ۔۔۔!"

وہ اپنے دودھیا بدن کی لہکاروں سے جادو جگاتی ہوئی

لال کانچ کی چوڑیوں سے جلترنگ سجاتی ہوئی اپنی آواز کا طلسم بکھیرتی ہوئی
اس کے قریب آ گئی ۔۔۔!

"میں نے پوچھا شہر سے آئے ہو ۔۔۔!"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"سچی ۔۔۔!"

"ہاں ۔۔۔ مگر تم ۔۔۔!" وہ کھویا کھویا سا بولا

"میں نے شہر نہیں دیکھا ۔۔۔" وہ اپنے کالے بالوں کی لٹ
انگلی پر لپیٹتے ہوئے بولی

"شہر نے بھی تمہیں نہیں دیکھا ۔۔۔" ثاقب اس کے چہرے میں
کھویا ہوا بولا

وہ شرما سی گئی ۔۔۔ اس کے گالوں نے جیسے شفق کا رنگ چرا
لیا ہو ۔۔۔!

کہنے لگی ۔۔۔!

"تم شہر میں رہتے ہو ۔۔۔" اس کے چہرے پر بھولپن تھا ۔۔۔ اور
کنول سی آنکھوں میں حیرت ۔۔۔!

"ہاں ۔۔۔!"

"کیوں ۔۔۔؟"

"یہاں رہنا میرے بس میں ہوتا تو ضرور رہ جاتا ۔۔۔!" وہ

ہنس دیا

"بس میں کیوں نہیں ہے ——؟"

"تم نہیں جان سکتیں ——؟"

"بتاؤ گے تو جان جاؤں گی ——؟" وہ ہنس دی

"وہاں میرے آبا ہیں —— اور میں وہاں ان کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا ——"

"انہیں بھی یہاں لے آؤ ——؟" اس نے ایک دم اس کی مشکل کا حل بتا دیا۔

"وہ یہاں نہیں آئیں گے ——؟"

"کیوں ——؟"

"وہ وہاں کام جو کرتے ہیں —— ہمارا گھر وہاں ہے ——؟"

"کام یہاں بھی کرتے ہیں لوگ ——" وہ آہستہ سے ہنسی

"ہاں —— کرتے تو ہیں —— مگر ——؟"

"مگر —— وگر —— کچھ نہیں جی —— سب نہ آنے کے بہانے ہیں" وہ تیز آواز میں بولی

"مگر —— تم اصرار کیوں کرتی ہو ——؟"

"تو —— خود ہی تو کہتے ہو یہ جگہ تمہیں اچھی لگتی ہے ——؟"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ہاں —— اچھی تو لگتی ہے —— تم —— یہاں رہتی ہو ——؟"

وہ کھویا کھویا سا بولا

"ہاں ——؟"

"اکیلی ——؟"

"نہیں —— بابا کے ساتھ ——؟"

"تمہارا نام کیا ہے ——؟" ثاقب اس کی کٹورے جیسی آنکھوں میں کھو کر رہ گیا۔

"میرا نام —— سائلہ ——" وہ ہنس دی۔

"سائلہ ——" وہ چونک گیا

"کیوں برا لگا تمہیں ——"

"نہیں —— یونہی ——"

"یوں ہی تو نہیں ضرور کوئی بات ہے ——" وہ اسے چھیڑنے کے انداز میں بولی۔

"کوئی بات نہیں ——" اس کے سامنے قلم پر کندہ نام رقص کر رہا تھا —— مگر —— جانے وہ سائلہ کون تھی اور سیدھی سادھی بھولی بھالی دیہاتی لڑکی بھی سائلہ تھی۔

"بتاؤ نا ——؟"

"کیا ——؟"

"ساتھ کوئی اور بھی ہے ——"

"ہاں —— ہے ——"

"تمہاری کیا لگتی ہے ——" وہ ہتھیلیوں پر چہرہ ٹکا کے بولی

"میری کچھ بھی نہیں میں نے تو اسے دیکھا ہی نہیں ——"

"تو پھر تم کیسے جانتے ہو ——"

"وہ —— چھوڑو —— تم کیا باتیں لے بیٹھی ہو —— یہ بتاؤ ——"

"تم نے نواب زادی کو دیکھا ہے ——"

"نواب زادی ——" سائرہ آہستہ سے بولی

"ہاں —— جو یہاں رہتی ہے ——"

"دیکھا ہے میں نے ——" وہ برا سا منہ بنا کر بولی

"مگر تم کیوں پوچھتے ہو ——" وہ جلدی سے بولی

"یونہی پوچھ لیا —— نواب زادی نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ہمیں اپنے گھر ٹھہرایا —— پردیسی تھے نہ ہم ——"

"ہم ——"

"ہاں —— میرے ساتھ میرا ایک دوست بھی ہے سو رہا ہے بنگلے میں ——"

"پردیسی تم —— تم بہت اچھے ہو —— تم نے میرے

سارے سوالوں کے جواب دے دیئے۔

"کیا مطلب ——"

"یہی کہ تم میری باتوں سے تنگ آ کر بھاگ نہیں گئے۔ اب ایک سوال کا جواب مجھے اور دے دو ——" وہ اپنا خوبصورت سر اٹھا کے بولی

"وہ کیا ——" ثاقب ہنس کر بولا

"وہ یہ —— کہ جو گیت بناتے ہیں —— وہ کون لوگ ہوتے ہیں ——"

"کیا ——" ثاقب آہستہ سے بولا

"ہاں —— جو اتنے پیارے پیارے گیت جانے کیسے بنا لیتے ہیں پردیسی جو گیت بناتے ہیں وہ ان کا مطلب بھی سمجھتے ہیں یا یونہی لوگوں کو بیقرار کرنے کا کھیل کھیلتے ہیں۔ مجھے وہ لوگ بڑے اچھے لگتے ہیں پردیسی ——"

"اچھا ——" ثاقب مسکرا دیا

"تم گیت بنا سکتے ہو ——" وہ بڑی بڑی آنکھیں کھولتے ہوئے بولی۔

"ہاں ——"

"اچھا —— تو مجھے ایک گیت سنا دو —— وہ گیت میں

اس پگڈنڈی پر کھڑے ہوئے گایا کروں گی ــــ؟

اور ــــ تب ــــ وہ ــــ شائد ــــ

"بنا دوگے نا ــــ؟"

"ہاں بنا دوں گا ــــ" ثاقب اسے محبت سے دیکھتے ہوئے بولا

"کب ــــ؟"

"جلدی ــــ؟"

"گیت ایسا بنانا ــــ جو کبھی کسی نے دیکھا نہ سنا ہو ــــ جس میں خوشیاں ہو ــــ اکیلا پن نہ ہو ــــ پردیسی مجھے خوشیوں اور ہنگاموں سے بڑا پیار ہے ــــ مگر میں اکیلی ہوں ــــ" کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

دن کا دھندلا سا اجالا پھیل رہا تھا

"میں ــــ میں اب چلی ــــ بنا دوگے نا گیت ــــ؟"

"ہاں ــــ؟"

اور اگلے لمحے وہ ڈھلوانوں سے اترتی ــــ مڑ مڑ کر دیکھتی ہوئی اس سے دور ہوتی جا رہی تھی ــــ؟

"کہاں ہو ثاقب ــــ؟" اشرف دور سے آتا دکھائی دیا۔

یار کہاں غائب ہو گئے ــ میں تو ڈر گیا ــــ کہیں نواب زادی نے تمہیں ــــ ارے بھئی کہاں ہو ــــ؟"

وہ اسے کھویا کھویا دیکھ کر بولا

"آں ــــ ہاں ــــ اشرف ــــ؟"

"لو بھئی ــ تم تو ۔ گئے ــ؟"

"اشرف تم یقین نہیں کرو گے ــــ ابھی ابھی وہ چلی گئی

"نواب زادی ــ؟" اشرف بولا

"نہیں بھئی ــــ سائلہ ــــ؟"

"سائلہ ــــ کون سائلہ ــــ؟"

"ایک سیدھی سادھی معصوم پہاڑی دوشیزہ ــــ یقین کرو اشرف ــــ بس وہ یوں تھی جیسے تیز رو آبشاروں کی نزاکت ــــ دریاؤں کی مچلتی ہوئی لہروں کی روانی ــــ میں نے آج تک ایسی لڑکی نہیں دیکھی ــــ ایسا پاکیزہ حسن نہیں دیکھا۔

"ہو گئی کیا ــــ؟"

"کیا ــــ؟"

"محبت ــــ؟"

"وہ میرے دل و دماغ کو جھنجھوڑ گئی ہے ــــ اگر اسی کا نام محبت ہے تو مجھے اقرار ہے ــــ؟"

"سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ــــ میرے خیال میں اب بھاگو پروڈیوسر آتا ہی ہوگا ــــ؟"

" یہ زیادتی ہے نواب زادی کا شکریہ ادا کرنا ہوگا۔

" تو چلو ـــ !

دونوں کوٹھی میں آئے

بوڑھا ملازم انہیں پھر اسی ڈرائینگ روم میں لے گیا۔

" ہم جا رہے ہیں بابا ـــ اور نواب زادی حضور کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں ـــ !" ثاقب بولا

" بابا !" ـــ پردے کے پیچھے وہی موسیقی سے بھرپور آواز ابھری

" خادم ہمہ تن گوش ہے حضور ـــ !" بوڑھا سر جھکائے کھڑا تھا ـــ :

" ہمارے مہمانوں کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی ـــ "

" ہم نے یہاں رہ کر اس خوبصورت موسم ـــ آپ کے خوبصورت قصبے اور آپ کی پرخلوص مہمان نوازی کا پورا لطف اٹھایا ہے اور ہم اسی لئے حاضر ہوئے تھے کہ آپ کا شکریہ ادا کریں ـــ " اشرف نے بمشکل الفاظ جمع کئے تھے وہ سارے اس نے کہہ دیئے

ثاقب خاموش تھا۔

اور ترنم ریز آواز کے جادو سے مدہوش ـــ !

" حضور ـــ وہ ایک فلم پروڈیوسر ہیں ـــ آپ کی کوٹھی میں ـــ ارے گ کرنا چاہتے ہیں ـــ اگر کوئی مصلحت نہ ہو تو اجازت

دے دیجئے ـــ !" اشرف رہ نہ سکا

" نواب زادی حضور پہلے انکار کر چکی ہیں ـــ !" بوڑھا بولا

" بابا ـــ !" انہیں اجازت دے دی جائے ـــ !

پردے کے پیچھے سے دبی میٹھی اور پیاری آواز ابھری۔

" شکریہ ـــ " اشرف خوش ہو کر بولا

" بابا ـــ !" مہمانوں سے پوچھا جائے کہ وہ مزید قیام کا ارادہ رکھتے ہوں تو ہمیں خوشی ہوگی ـــ " نواب زادی شائد انہیں پردے سے سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔

" جی ـــ یہ عزت افزائی کا شکریہ ـــ !"

" مگر ہمیں جلدی واپس جانا ہے ـــ !" ثاقب کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولا

" اچھا ـــ خدا حافظ ـــ !"

دونوں جب باہر آئے ـــ تو اشرف لڑنے کے انداز میں بولا

" کہاں کرتے ہو یار ـــ !" مزید قیام کی اجازت مل رہی تھی اور تم اپنی ہی چلاتے ہو ـــ کچھ دن مزے میں گزر جاتے ـــ "

" جی ہاں ـــ تم تو ان لوگوں میں سے ہو جو نکالے جاتے ہیں خود بخود کبھی نہیں جاتے ـــ چلو سیدھی طرح ـــ اتنا ہی کافی ہے ـــ !"

" جاؤ یلد ـــ !" اشرف بُرا سا منہ بنا کر بولا

باہر پروڈیوسر صاحب انتظار میں تھے۔

" آپ کو فردوس بریں سے دیکھ کر آرہا ہوں۔ پتہ چلا آپ اندر ہیں" پروڈیوسر بتیسی نکالے بے وجہ ہی ہنس رہا تھا۔

" نواب زادی صاحبہ کے پاس آپ کے لئے ہی گئے تھے ـــ"

اشرف بولا

" تو ـــ تو جناب پھر ـــ؟"

" لو سن لو ـــ ہم جائیں اور اجازت نہ ملے ـــ جائیے آپ مینجر سے مل لیجئے ـــ!" اشرف عزور سے بولا

" اچھا ـــ کیا ہم شوٹنگ کر سکتے ہیں ـــ" پروڈیوسر کو یقین نہ آرہا تھا۔

" ہاں ہاں جائیے ـــ" اشرف بولا

" شکریہ نواب صاحب ـــ!"

پروڈیوسر ثاقب سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا

ثاقب صرف مسکرا دیا۔

پروڈیوسر تو مشکور ہوتا ہوا منیجر کے پاس چلا گیا ـــ اور ثاقب اشرف کے ساتھ بس میں واپس وادی کی طرف ـــ

" تم اگر نہ ہوتے تو میں پروڈیوسر سے کمیشن لیتا۔"

اشرف بولا

" آ گئے اپنی اوقات پر ـــ!" ثاقب ہنس کر بولا

بس اونچے نیچے راستے پر لڑھکتی ہوئی چل پڑی۔

پھر وہی مانوس کمرہ —— وہی گھر —— !

وہی ابا جان جن کی صورت وہ بچپن سے دیکھتا چلا آرہا تھا۔

وہی در و دیوار —— !

وہی سب کچھ تھا اور ثاقب تھا۔

ابا جان آج کل سارا سارا دن سیٹھ فخر الدین کے ہاں گزارتے رات بھی دیر سے آتے۔

بے بی کی سالگرہ کے سارے انتظامات انہیں کے ہاتھ میں تھے۔

ثاقب نے کتاب نکالی اور رضائی ٹانگوں پر پھیلا کر پڑھنے کی نیت سے لیٹ گیا۔

لیکن کتاب کے صفحوں پر ——

پیین والی سائلہ —— پہاڑ والی سائلہ —— !

اور نواب زادی گڈمڈ سی ہونے لگیں۔

جھلّا کر اس نے کتاب پھینک دی۔ اور ٹرانسسٹر آن کر دیا۔

ایک مسحور کن سا نغمہ تھا۔

اور

اس مدہوش کن آواز کو سن کر اس کے ذہن میں خوبصورت آوازوں کی لہریں پھیلنے لگیں۔

" پردیسی —— ! جو لوگ گیت لکھتے ہیں —— وہ کون ہوتے ہیں کون ہوتے ہیں —— کون ہوتے ہیں —— ؟

" بابا —— ہمارے مہمانوں کو فردوس بریں میں ٹھہرایا جائے

ثاقب نے ہراساں ہو کر چاروں طرف دیکھا —— وہ تھا اور اس کی تنہائیاں —— !

" سو گئے بیٹا —— ؟ " امجد کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔

" نہیں ابا جان —— آیئے —— ! " وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" لیٹے رہو بیٹے —— ! میں چند باتیں کروں گا —— پھر تم آرام کرو —— "

" جی —— " ثاقب سعادتمندی سے سر جھکا کر بولا

" بیٹے ۔ کل بے بی کی سالگرہ ہے ۔۔!"

" جی مجھے علم ہے ابا جان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

" بیٹے سیٹھ صاحب نے آج ایک بات مجھ سے کی پہلے تو مجھے یقین نہیں آیا۔ بہر حال ۔۔۔ مختصر یہ کہ سیٹھ صاحب نے رومی کیلئے تمہارا انتخاب کیا ہے ۔"

" جی ۔۔۔ " ثاقب کو یوں لگا جیسے ابا نے کوئی انہونی بات کہہ دی۔

" ہاں بیٹے ۔۔۔ " امجد کی خوشی ان کی آنکھوں میں سمٹ آئی

" مگر ابا جان ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ۔۔ " ثاقب بولا۔

" میں نے بھی سیٹھ صاحب سے یہی کہا ۔۔۔ مگر ان کا کہنا ہے کہ اس میں ناممکن بات کونسی ہے۔ ثاقب مجھے بہت پسند ہے اور رومی کو بھی پسند ہے۔ دولت کی میرے پاس کمی نہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ رومی کا ہے۔

" مگر ابا جان ۔۔۔! ہمارا ان کا کوئی جوڑ نہیں ۔۔"

ثاقب سنجیدگی سے بولا

" میں نے یہ بھی کہا ۔۔۔ کہنے لگے جوڑ کیوں نہیں ۔۔ آپ بھی انسان

اور ہم بھی انسان ۔۔۔!"

" ہم میں اور ان میں جو فرق ہے وہ آپ نے سمجھایا انہیں۔" ثاقب نے کہا۔

" ہاں ۔۔۔ میں نے امیری غریبی کے اس فرق کی طرف ان کی توجہ دلائی ۔۔۔ تو ۔۔۔ تو کہنے لگے۔ " امجد ۔۔ تم نے انسانیت کیخلاف بات کی ہے میں اس فرق کو کچھ بھی نہیں سمجھتا ۔۔۔ یہ ساری بات محنت کی ہے ۔۔ میں بھی محنت کرتا ہوں ۔۔ اور تم بھی۔ خدا نے مجھے زیادہ دیا ۔۔ اور تمہیں کم ۔۔ کل وہ تمہیں میری جگہ پر اور مجھے تمہاری جگہ پر کر سکتا ہے۔ لہٰذا یہ آنی جانی چیزیں ہیں ۔۔ ان سے کیا ہوتا ہے

" تو ۔۔ تو آپ نے ۔۔۔!"

" مجھے تمہاری سعادتمندی سے توقع تو یہی ہے۔ کہ میرا فیصلہ تمہارا فیصلہ ہے ۔۔ مگر پھر بھی میں نے یہی مناسب سمجھا کہ فیصلہ تم کرو گے ۔۔ صبح مجھے سیٹھ صاحب کو جواب دینا ہے۔ تم اچھی طرح سوچ لو ۔۔ اور یہ خیال رکھنا کہ سیٹھ صاحب ہمارے محسن ہیں انہوں نے ہمیں کبھی بھی غیر نہیں سمجھا تمہاری زندگی کو سنوارنے میں کس قدر ان کا ہاتھ ہے ۔

" ابا جان ۔۔۔ آپ نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو ۔۔ مجھے کیا

اعتراض ہو سکتا ہے ـــــ" ثاقب آہستہ سے بولا

" مجھے یہی امید تھی بیٹے ـــــ سلامت رہو ـــ" امجد نے محبت سے بھرپور آواز سے کہا۔

ثاقب مسکرا دیا۔

اور امجد بیٹے کو پیار سے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ثاقب کے ذہن میں جو کچھ تھا اُن سب میں ردمی کی صورت بھی گڈمڈ ہونے لگی۔

اس اتفاق پر وہ مسکرا دیا۔

مگر اب تو اسے حالات کے مطابق ایک صورت کو ذہن میں رکھنا تھا۔

مگر ابھی وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔

سیٹھ فخرالدین کی کوٹھی نور میں نہائی ہوئی تھی۔

مسرتوں کی پریاں تمام کوٹھی میں ناچتی پھر رہی تھیں رنگ برنگی کاروں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ مہمان خوبصورت لباسوں میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ہر ہونٹ پر تبسم کی کلیاں چٹک رہی تھیں۔

لڑکیوں کے گلابی رخسار شعلوں کی طرح دمک رہے تھے اور لڑکیاں ردمی کے گرد جمع تھیں۔

جس کی کومل پلکیں شرم کے بوجھ سے جھکی جا رہی تھیں اور قوس وقزح کے رنگوں میں ڈوبی ہوئی تتلیاں اس سے اٹھکیلیاں کر رہی تھیں۔

ثاقب سرمئی سوٹ میں اشرف کے ساتھ کونے میں بیٹھا تھا وہ ہمیشہ کی طرح نارمل تھا ـــــ ہونٹوں پر کبھی کبھی سی مسکراہٹ تھی۔

اس کا ذہن جانے کیوں حال کی رنگینیوں سے ہٹ کر اس ویرانے میں بھٹک رہا تھا۔ جہاں اس نے ایک رات گزاری تھی وہ برف میں ڈوبی ہوئی اداس اداس سی فضا۔

وہ کہر میں نہائی ہوئی تنہائیاں ـــ!

اسے لگا ـــــ جیسے وہ موہنی سی سائکہ ـــ اس کی مرادوں کا پیکر ہو ـــ! آرزوں کا مرکز ہو ـــ خوابوں کی تعبیر ہو ـــ!

اس کے ذہن کے ایوان میں وہ تبسم کی نورانی کرن بازو پھیلائے کھڑی تھی۔

سامنے ـــــ رومی گلابی ریشمی لباس میں بیٹھی کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تقریب شروع ہونے میں تھوڑی دیر تھی

"ثاقب ـــ" اشرف نے آہستہ سے کہا

"ہاں ـــ"

"رومی پیاری لڑکی ہے ـــ" اشرف بولا

وہ صرف مسکرادیا۔

"خوش نصیب ہو یار ـــ"

وہ تب بھی مسکرادیا

سیٹھ فخرالدین اس کے قریب آئے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تقریب میں دیر کیوں ہو رہی ہے سیٹھ صاحب ـــ"

سیٹھ صاحب کے ایک دوست بولے۔

"نواب زادی کا انتظار ہے ـــــ" سیٹھ بولے

اشرف اور ثاقب نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا

"نواب زادی رومی کی عزیز سہیلی ہے ـــ اور ہر سالگرہ پر ضرور تشریف لاتی ہیں ـــ"

سیٹھ صاحب تو اپنے دوست سے باتیں کرتے ہوئے دوسری جانب چلے گئے۔

اور اشرف کہنے لگا۔

"نواب زادی بھی آرہی ہیں محترم ـــ"

"ہاں ـــ اسکی خوبصورت آواز اب بھی میرے ذہن میں گونجا کرتی ہے ـــ" ثاقب کھویا کھویا سا بولا

"اتنی اونچی اڑان کا کوئی فائدہ نہیں ہے انسان کے قدم زمین نے پکڑ رکھے ہیں۔ وہ چاند پر جاتا ہے تو واپس ضرور آتا ہے اور

پھر آج تمہاری منگنی ہے ۔۔۔! اشرف بولا

ثاقب مسکرا دیا۔

" اس تقریب کی خصوصیت یہ ہے کہ منگنی کا بالکل اچانک اعلان ہوگا ۔۔۔" اشرف بولا

" ہاں ۔۔۔ ثاقب بولا

" اسی لئے میں بھی حیران تھا کہ لوگ تمہاری طرف توجہ کیوں نہیں دے رہے ۔۔۔" میں تمہارے ساتھ جڑ کر اسی لئے بیٹھا ہوں کہ نظریں مجھ پر بھی پڑ رہی گی۔ شائد اپنا کام ہو جائے ۔۔۔"

ثاقب ہنس دیا۔

" نواب زادی تشریف لا رہی ہیں ۔۔۔ باہر سے کسی نے اطلاع دی

لوگ احتراماً کھڑے ہو گئے۔

ثاقب کی نظروں میں زیادہ اشتیاق تھا۔

وہ ہال میں داخل ہوئی۔

بس یوں لگا ۔۔۔ ہال میں ایک اجالا اتر رہا تھا۔

سفید ریشم کے لباس میں ۔۔۔ جس پر جگہ جگہ مہین سفید تارے ٹکے ہوئے تھے۔

ثاقب اسے دیکھ کر جیسے اپنی جگہ پر منجمد ہو گیا تھا۔ اسے چمکتی ہوئی برف اور جگمگاتی وادی یاد آ گئی۔

اور جیسے ۔۔۔ اس کی رگوں میں خون جم گیا تھا۔

وہ ۔۔۔ لوگوں سے ہاتھ ملا رہی تھی ۔۔۔ مسکرا رہی تھی۔

" واہ ۔۔۔" اشرف آہستہ سے بولا

مگر ثاقب جوں کا توں کھڑا تھا ۔۔۔!

اس کے دل میں سیماب کا سا اضطراب تھا۔

اور نواب زادی ۔۔۔ عارضوں کے گلاب کھلائے مسکراتی ہوئی ردی سے باتیں کر رہی تھی۔

سب لوگ بیٹھ گئے ۔۔۔ لیکن ثاقب جیسے بیہوشی کے عالم میں کھڑا تھا۔

" بیٹھو یار ۔۔۔ اشرف نے کندھے سے پکڑ کر کہا

" آں ۔۔۔ ہاں ۔۔۔!"

" کیا ہوا ۔۔۔" اشرف بولا

" یہ وہی ہے اشرف ۔۔۔ بالکل وہی ۔۔۔ ثاقب کی نظریں نواب زادی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں ۔۔۔!

" کون وہی ۔۔۔!"

" وہی جو مجھے قصبہ میں ملی تھی ۔۔۔ دیہاتی روپ میں ۔۔۔"

" پاگل ہوئے ہو کیا ۔۔۔" اشرف بولا

" میں سچ کہہ رہا ہوں اشرف ۔۔۔ یہ وہی ہے ۔۔۔

باسکل وہی ــــ!

"سالگرہ اور نواب زادی ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں ــــ"

ثاقب کھویا کھویا سا بولا۔

"بکواس ہے تمہاری ــــ ہاں ویسے نواب زادی بہت ہی خوبصورت ہیں ــــ اپنی آواز سے بڑھ چڑھ کر ــــ!"

اشرف جانے کیا کیا کہہ رہا تھا۔

اور ثاقب کو یوں لگ رہا تھا ــــ!

جیسے........ سورج کی اوّلین کرن سے شبنم کی ایک بوند پیدا ہو گئی ہو ــــ!

وہ موگرے کی طرح سبک سبک تھی۔

جوہی کی کلیوں کی طرح مہک انگیز ــــ

ثاقب کے دل کی کائنات میں وہ چھائی جا رہی تھی۔

اس کے رگ و پے میں خوشگوار لہریں رینگ گئیں۔

حالانکہ آج اس کی منگنی تھی۔

مگر دل پر کیا گزر رہی تھی۔

یہ وہ جانتا تھا۔

سالگرہ کی تقریب شروع ہو گئی۔

روحی نے کیک کاٹا ــــ!

مگر ثاقب کی نظریں نواب زادی کے گلابی چہرے پر تھیں۔

وہ سب میز کے گرد جمع تھے ــــ!

سیٹھ ثاقب کا بازو تھام کر اسے میز کی طرف لے گئے

"بیٹی ــــ ان سے ملو ــــ" سیٹھ نے ثاقب کو نواب زادی کے سامنے کھڑا کر دیا۔

نواب زادی نے نظریں اٹھائیں

ثاقب کی نظروں سے نظریں ملیں۔

نواب زادی کے بدن کا تمام خون جیسے اس کے چہرے پر آ کر جم گیا تھا ــــ!

ثاقب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی ــــ پیار سے بھرپور مسکراہٹ ــــ!

آنکھوں میں بے تابی کا سمندر تھا۔

اور یہی کچھ نواب زادی کی آنکھوں میں تھا۔

شرم ــــ خوشی ــــ اور بیتابی سے اس نے اپنا سبک سا ہاتھ ثاقب کی طرف بڑھایا۔

ثاقب نے وہ ہاتھ تھام لیا اس کا پیکر لرز گیا جیسے اس نے بجلی کی ننگی تار کو چھو لیا ہو۔

"یہ ثاقب ہے بیٹی ــــ!" سیٹھ صاحب بولے

"میں انہیں جانتی ہوں انکل ——" وہ خوابیدہ آواز میں بولی

"اچھا —— " سیٹھ صاحب مسکرائے۔

"یہ ثاقب بھی ہیں —— شاعر بھی ہیں —— گیت لکھتے ہیں ——

ہے نا —— وہ ہنسی ——!"

اور ثاقب چاہت کی بیکراں دنیا میں سلگنے لگا۔

"آپ گیت کیسے لکھ لیتے ہیں ——!" اس نے حیا سے بوجھل آواز میں کہا۔

"سائلہ —— " ثاقب کے لب کپکپائے۔

وہ آہستہ سے ہنسی —— پلکوں کی جھالر لرز گئی

سیٹھ صاحب کسی اور صاحب کو ریسیو کرنے چلے گئے۔ تو ثاقب نے اس کا نازک ہاتھ تھام لیا۔

اس کی رگ رگ میں برقی لہریں دوڑ گئیں گلاب کی پنکھڑی

جیسے نرم و ملائم ہاتھ کا لمس اس کے شریانوں میں آتش سی پیدا کرنے لگا

وہ اپنی تمام چاہت کو اپنی آواز میں سمیٹ کر بولا

"سائلہ ——!

اس نے حیا سے بوجھل تبسم کے ساتھ اسے دیکھا

مگر —— مگر —— چلئے —— یہاں سے باہر چلئے —— یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔" وہ پریشان ہو کر بولا

"کیوں —— مچلتی ہوئی آرزوؤں نے اسکی آنکھوں میں کہکشاں بکھیر دیں ——!

"اسی لئے کہ ——" وہ آہستہ سے بولا

اور اسی لمحے سیٹھ صاحب کی بھاری آواز گونجی۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین ——!" ردمی کی سالگرہ کے مبارک موقعہ پر میں ایک اور خوشخبری بھی سنانا چاہتا ہوں ——" وہ بے تابی سے بولا۔

"سائلہ چلو —— چلو یہاں سے —— میرے ساتھ ——"

"انکل خوشخبری سنا رہے ہیں ——!" وہ ہنستی ہوئی بولی

مگر —— وہ گھبرا رہا تھا۔

سیٹھ صاحب بولے

"تو وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں نے اپنی پیاری بیٹی ردمی کیلئے ساتھی کا انتخاب کر لیا ہے ——! سائلہ نے زور زور سے تالیاں بجائیں —— وہ بڑی خوش ہو رہی تھی۔

اور ثاقب یوں کھڑا تھا جیسے اسے ابھی ابھی سزائے موت کا حکم سنایا جانے والا ہو ——!

تو حضرات ——! سیٹھ صاحب مسکرا کر بولے

"میں نے ردمی کے لئے ثاقب امجد کا انتخاب کیا ہے ——!"

عین اسی لمحہ سائمہ کا خوبصورت چہرہ جو ابھی خوشی سے کھل رہا
تھا۔ یوں لگا جیسے اچانک مرجھا گیا ہو۔ کہ جیسے اچانک دنیا اجڑ گئی
طوفان آ گیا ---!

زلزلے سے دھڑا دھڑ عمارتیں گر رہی ہیں --- اور وہ ملبے کے ڈھیر تلے
دبتی جا رہی ہو۔

اس نے بڑے درد سے ثاقب کی طرف دیکھا۔

اس کی نظریں نہ تھیں۔

بے تاب لہریں تھیں ---!

جو بند توڑ کر بہہ جانا چاہتی تھیں ---!

وہ نظریں نہ تھیں۔

اسکے شبستان کے اجڑنے کی کہانیاں تھیں ---!

گلہ --- شکوہ --- بیتابی --- غم --- درد ---

سب ہی کچھ تو تھا ان نظروں میں ---!

ثاقب لٹا لٹا سا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مبارک سلامت کا شور تھا ---!

سومی کی ہنسی تھی ---!

قہقہوں اور خوشیوں کا سمندر تھا ---!

اور سیٹھ صاحب کی آواز گونج رہی تھی۔

لیکن اس شور میں وہ لہریں بند توڑ کر بے تابی سے بہہ نکلیں
اور سائمہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے باہر نکل گئی۔

ثاقب اس کے پیچھے لپکا ---!

مگر وہ کار میں بیٹھ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔

اور ثاقب جاتی ہوئی کار کو دیکھتا رہ گیا ---!

اندر خوشیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا ---!

دل اجڑ گیا

تمنا پامال ہو گئی ۔۔۔!

نواب زادی ۔۔۔ جس کی قسمت پر دنیا رشک کرتی تھی۔

جسے دنیا کی کسی شئے کی کمی نہ تھی ۔۔۔!

جو لاکھوں کی جائیداد کی تنہا وارث تھی ۔۔۔!

اپنے خوبصورت کمرے میں پلنگ پر اوندھے منہ لیٹی سسک رہی تھی ۔۔!

اکیلی ۔۔۔!

اور تنہا ۔۔۔!

ذہن کے نہاں خانوں میں اس نے ثاقب کو ہی چھپایا ہوا تھا۔

ماضی کے دریچے ایک دم نیم وا ہو گئے ۔۔۔ اور ان میں سے وہ دن جھانکنے لگے۔ جب وہ ثاقب کی شاعری کی شیدائی تھی ۔۔۔ خیالوں ہی خیالوں میں کتنی تصویریں بنا ڈالی تھیں اس نے ۔۔!

ثاقب کی شاعری کی وہ شیدائی تھی ۔۔!

کسی رسالے میں اس کی کوئی چیز چھپتی ۔۔۔ وہ کئی کئی بار پڑھتی اور پھر اسے پتہ چلا کہ ثاقب شہر میں ہونے والے مشاعرہ میں خود اپنا کلام سنائے گا۔ وہ اڑتی ہوئی وہاں پہنچی ۔۔۔ اس کا حسین بت خیالوں میں سجائے ۔۔!

سیاہ برقعے میں لپٹی ہوئی وہ سامعین میں بیٹھی ثاقب کے اسٹیج پر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

لوگ اسے پہچانتے تھے ۔۔۔ اس لئے وہ چھپی ہوئی بیٹھی تھی۔

ثاقب اسٹیج پر آیا۔

تو اسکی دھڑکنوں نے اسے بتا دیا۔

"یہ وہی ہے ۔۔! جس کی تصویر تم بنا چکی ہو ۔۔!"

"یہ وہی ہے ۔۔! جسے تم نے دل میں سجایا ہے ۔۔!"

"وہی ہے ۔۔! جس سے تمہارے خواب آباد ہیں ۔۔۔ تمہاری زندگی میں بہار ہے ۔۔!" اس کا بانکپن ہے ۔۔!"

اور تب مشاعرے کے اختتام پر اس کی آٹو گراف اور قلم بھی،

لوگوں کے جھرمٹ میں ثاقب کے ہاتھ میں تھا۔

آٹوگراف اس نے لی۔

اور قلم جان بوجھ کر ثاقب کے پاس چھوڑ کر چلی آئی اس کا جی تو چاہتا تھا کہ وہ ثاقب کو اپنے ہاں بلائے ____

مگر حیا مانع تھی ____ اور یہ بھی ڈر تھا کہ اگر ثاقب نہ آیا تو.....

ہر بار سوچ کر رہ جاتی ____!

اور ایک روز اس کا محبوب خود چل کر اس کے گھر آیا اسے پتہ چلا کہ ____

کوئی مہمان ہیں جو اس کے ہاں قیام کرنا چاہتے ہیں ____؟

وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ مہمان کون ہیں ____؟

لیکن جب پردے کے پیچھے سے اس نے ثاقب کو دیکھا تو اسے اپنی لگن کی سچائی پر اعتبار آ گیا۔

یہ اس کی لگن تھی ____ جو اسے اس کے دروازے پر کھینچ لائی تھی ____!

اسے سمجھ نہ آ رہی تھی ____ کہ وہ اپنے محبوب سے کیسے ملے۔

کس طرح اس سے باتیں کرے ____!

وہ اس کا مہمان تھا

اور نواب زادی کی حیثیت سے وہ اپنے دل کی بات کس طرح اس

سے کہہ سکتی تھی ____!

سوچ سوچ کر اس نے سوانگ بھرا ____!

اور وہ پہاڑی دوشیزہ کے روپ میں اس سے ملی اس سے باتیں کیں۔

بے قرار جذبے کو کچھ سکون ملا

اور اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ثاقب کو اپنے ہاں بلائے گی ____

مگر یہ اچانک اتفاق ____!

اس سے مل کر اسے کتنی خوشی ہوئی تھی ____ مگر یہ خوشی صرف چند لمحے کی تھی ____!

کسے معلوم تھا کہ وہ اتنی دولت مند ہوتے ہوئے بھی مفلس کر دی جائے گی ____!

وہ تڑپ رہی تھی ____!

ثاقب!

تقدیر نے ہمیں ایکدم مفلس کر دیا ____!

دل ٹکڑے ہو گیا ثاقب ____!

اس رات اس پر کئی بار غنودگی چھائی ____ لیکن نیند نہ آئی

کمرے میں نیلا بلب روشن تھا ____!

ایک دھندلا سا اُجالا ــــ!

کھڑکی کے باہر ہوا چنگھاڑ رہی تھی ــــ!

اس نے گھڑی دیکھی

دو بجے تھے ــــ!

بے چینی تھی ــــ بے قراری تھی ــــ!

ذہن میں درد کا سمندر ابل رہا تھا ــــ!

اور نیند کے سارے دروازے بند تھے ــــ!

بستر پر شکنیں پڑتی رہیں ــــ!

اور بے قرار

اور مجروح

بستر پر اوندھے منہ گری سسک رہی تھی ــــ!

ایک بھونچال تھا ــــ!

جو گزر گیا ــــ ایک زلزلہ تھا جو اپنے اثرات چھوڑ گیا۔ ایک حرکت تھی جس کے بعد بھی سکون نہ ہو سکا۔

اور اب ثاقب جو ایک پر رونق شہر تھا ــــ رنگین۔ خوبصورت اور زندگی سے بھرپور ــــ

اب ــــ اب وہ ــــ ایک مٹی کا ڈھیر تھا ــــ!

اجڑے شبستانوں کی کہانیاں تھیں ــــ اور ان سے اٹھتا ہوا دھواں ــــ گھٹن اور چبھن ــــ اور اس کا لرزاں لرزاں سا سایہ

وہ رات ــــ!

جو اس کے لئے ــــ اچھی زندگی ــــ تابناک مستقبل ــــ

اور خوشیاں لائی تھی ___!

وہی رات ___

اسے محرومیاں ___ پچھتاوا ___ اور درد دے گئی تھی۔

اور وہ

بجھے الاؤ کے دھوئیں میں جانے کیا کھوج رہا تھا ___!

کئی راتوں سے وہ سو نہ سکا تھا ___!

جانے کونسا جذبہ تھا ___ جو رہ رہ کر ٹھہر ٹھہر کر دل کے اندر کلبلا رہا تھا۔

کچھ ایسے اسرار تھے جن پر سے پردہ اٹھتا بھی تھا۔

اور نہیں بھی ___!

اور جب پردہ ایک لمحہ کیلئے اٹھتا تو .... تو اسے سائلہ کی آنکھیں نظر آتیں ___!

جن میں ___ زندگی کا نچوڑ تھا۔

اس نے اس جذبے کو کوئی نام دینا چاہا۔

جانے کتنی راتیں اس نے جاگ کر گزار دیں تھیں ___ مگر اس جذبے کو کوئی نام نہ دے سکا تھا۔

اس کی پوری زندگی میں یہ وقت کبھی نہ آیا تھا ___ جب وہ بےچین ہوا ہو ___ جب وہ دکھی ہوا ہو ___!

اس نے ہر دکھ اور ہر تکلیف کو سہا تھا لیکن آج حالات کی دھند میں اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

اسے وہ زمانہ یاد آیا ___ جب وہ گلابی سردیوں میں کالا پرانا کوٹ پہن کر کالج جایا کرتا اور سوٹ پہن کر آنے والے دولت مند طلباء اس سے ہٹ کر بیٹھا کرتے ___!

اس وقت بھی اسے یوں محسوس ہوتا وہ اپنے وقت کا بادشاہ ہے

اس نے صرف یہ سوچا تھا کہ اسے کرنا کیا ہے ___؛ اس کا یقین اس بات پر تھا کہ زندگی میں محنت اور فکری انفرادیت ہی دو بڑی طاقتیں ہیں ___!

اس لئے وہ اپنی غربت کے باوجود کبھی کمتری کے احساس کا شکار نہ ہوا تھا اس نے ہمیشہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی ___!

اور یہی بات اسے ممتاز بنا گئی تھی ___!

اس کا دوستوں کا الگ مقام تھا ___!

اس کے کلام میں زندگی تھی ___ شکست نہیں تھی ___!

مگر آج ___!

یہ جذبہ ___!

یہ دوری ___!

یہ آگ ___! وہ سلگتا رہا ___!

ثاقب ــــ!

صرف ایک لمحہ ہماری کائنات کو بخش دو ــــ ہماری ویران جھولی
آپکی نگاہ کی منتظر ہے۔

صرف ایک لمحہ

ہم اسی کو سمجھا ہوئے مارے مارے پھرتے رہیں گے ــــ آپ کو
ہماری ــــ ہماری عبادت ــــ ہمارے سجدوں ــــ کی قسم ــــ!

صرف ایک لمحہ ــــ!

قربت کا ایک لمحہ ــــ!

مخملیں بستر ــــ پر وہ ایک لاش کی مانند پڑی سسک رہی
تھی ــــ!

ہوا ز

ایسا معلوم ہوتا تھا ــــ جیسے ساری وادی ــــ سوگ میں
ڈوب گئی ہو ــــ اور کہہ رہی ہو ــــ!

نواب زادی ــــ!

وہ کون ہے
جو تمہارا دل توڑ گیا ہے ــــ تم ٹوٹ پھوٹ گئی ہو ــــ!

کون پتھر ہے وہ ــــ!

شاید کوئی انسان ــــ!

یا انسان کے روپ میں چھپا ہوا پتھر ــــ!

اسے لگا ــــ جیسے وہ سونے اور چاندی کی دیواریں ــــ کہہ رہی
ہوں ــــ!

انسان ــــ!

تو نے قدرت کا ہر راز پا لیا ہے۔

تو نے زمین کا سینہ چیر کر موہنجوڈارو کو دریافت کر لیا ــــ تیری عقل و
فہم نے تجھے چاند تک بھی پہنچا دیا ہے۔

لیکن تیرا اخلاق آج بھی وہیں ہے ــــ!

جہاں پتھر کا زمانہ ہے۔

تو آج بھی پتھر ہے ــــ!

اور نواب زادی کو یوں لگا

جیسے ـــــ اس کا وجود چٹخنے لگا ہو ـ !

نواب زادی حضور ـــــ

نواب زادی حضور ـــــ

خادمہ نے کئی بار اسے پکارا

اس نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھایا ـــــ کہنے لگی۔

" ہمیں کہہ دیا نا سنبل ہمیں اکیلا چھوڑ دو ـــــ !"

" حضور ـــــ باہر کوئی آیا ہے ـــ !"

" کہہ دو ـــــ ہم نہیں مل سکتے ـــ !" وہ ٹوٹی آواز میں بولی

" بہت کہا حضور ـــــ مگر وہ کہتا ہے کہ وہ ضرور مل کر جائے گا !"

" کون ہے ـــ !"

" ایک نوجوان ـــــ !"

" کیا چاہتا ہے ـــ ؟" وہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولی

" کہتا ہے کہ بہت دور سے آیا ہوں ـــ ملنا چاہتا ہوں ـــ "

" اسے بلاؤ ـــ اور پردہ کھینچ دو ـــ !"

" جی ـــــ !" خادمہ چلی گئی۔

وہ ویسے ہی اوندھے منہ لیٹی تھی۔

کچھ دیر بعد خادمہ آئی اس نے پردہ کھینچ دیا۔

اور بولی

" نواب زادی حضور فرماتی ہیں ـــــ آپ ـــــ !" خادمہ بولی

" میرا نام ثاقب ہے ـــــ " وہ دھیمی سی آواز میں بولا

نواب زادی نے ایک نظر پردے پر ڈالی۔

سارے غم اپنی آواز میں چھپا کر کہنے لگی۔

" کیسے زحمت کی ـــ ؟"

ثاقب خاموش تھا ـــــ لیکن اس کی جلتی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کیوں آیا ہے ـــ !

نواب زادی نے بمشکل اپنے آپ کو سمیٹا اور پردے کے قریب آ گئی کہنے لگی۔

" ہم نے کچھ پوچھا تھا آپ سے ـــ ؟"

ثاقب اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

بیتابی کے عالم میں وہ آگے بڑھا اور پردہ ہٹا دیا ـــ

نگاہوں سے اس نے نواب زادی کے سوگوار چہرے

وہ تڑپ گئی ـــــ بے قراری ـــ

ابھی ابھی اس نے دعا مانگی تھی ـــ کہ ؟

ایک لمحہ ـــ

وہ اپنی تمام زندگی اس لمحے،

اور وہ لمحہ اسے مل گیا ـــ

مگر — !

یہ لمحہ تو زیادہ اذیت — زیادہ تڑپ دے رہا تھا۔

کہنے لگی۔

"آپ — یہاں —"!

"اتنی بیگانی نہ بنو سائرہ —"!

"بیٹھئے تو سہی —" وہ بھی ڈرائینگ روم میں آ گئی۔

"سائرہ —" گھٹی ہوئی آواز میں اس نے پکارا۔

ثاقب —"!

وہ سب کچھ بھول کر اس کے سینے سے لگ گئی — !

اور ثاقب

نے اپنے جلتے ہوئے ہونٹوں سے اس کے بالوں کو چھو لیا

"کیا چاہتے ہے کے بازو پر ہونٹ رکھے رد دی۔

"کہتا ہے کہ بہت دد

"اسے بلاؤ — اور پردہ نے جھنجھوڑ دیا ہو

"جی —"! خادمہ

وہ ویسے ہی اوندھے منہ لیٹی سی

کچھ دیر بعد خادمہ آئی اس نے پردہ کھینچ

ے الگ ہو گئی۔

اور بولی

اپنی بے قراری پر قابو پاتے ہوئے کہنے لگی

" جائیے — ثاقب لوٹ جائیے — جائیے — چلے جائیے

جائیے —!

"سائرہ — سنو تو —! ثاقب کھویا کھویا سا بولا

"خدارا چلے جائیے —"! آنسو اس کی آنکھوں سے بہتے چلے

جا رہے تھے —!

کہتی ہوئی وہ اندرونی کمرے کی طرف چلی گئی۔

اور ثاقب چند لمحے ہلتے ہوئے پردے کو دیکھتا رہا۔

پھر تھکے تھکے قدموں سے کوٹھی سے باہر نکل آیا — !

باہر غضب کی سردی تھی۔

خاموشی نے تمام ہنگاموں کو اپنے اندر جذب کر رکھا تھا۔

سناٹا تھا

اور سرد ہوا چل رہی تھی۔

رات گناہ گار کے دل کی طرح سیاہیاں سمیٹے بڑھ رہی تھی۔

اور فضا کسی بیوہ کے دل کی مانند اداس اور ویران تھی۔

اور ثاقب

اس درخت کے نیچے ——

جہاں سائرہ اس سے دیہاتی روپ میں ملی تھی —— کب سے اکیلا کھڑا تھا ——!

اسے اس سردی کا کوئی احساس نہ تھا —— اور احساس بھی کیوں ہوتا ——

اس کا وجود چاہت کی آگ میں تپ رہا تھا —— ہوائیں اس کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر لوٹ جاتیں —— یا شاید اس کے جسم کی گرمی سے گھبرا کر لوٹ جاتیں۔

اس خوبصورت وادی

نے ڈھیر ساری کربناک —— یادیں اس کی جھولی میں ڈال دی تھیں

ثاقب

جس نے ہمیشہ حالات کے پنجے مروڑے تھے ——

جسے لفظ شکست سے چڑ تھی ——

آج اجڑا اجڑا سا کھڑا تھا ——!

سامنے ——!

سائرہ کا محل تھا ——!

اس کی جنت تھی —— جس میں ہر طرف حسن کی برقی کوند رہی تھی ——!

رنگینیاں تھیں

مگر وہ یہاں آکر پتھر کا بت بن گیا تھا ——!

کئی روز سے وہ چاہت کی آگ میں سلگ رہا تھا —— اور اپنے آپ

کو روک رہا تھا

کہ یہاں نہ آئے ـــــ!

مگر یہاں اس کا دل ـــ اس کا دماغ ـــ اسے شکست دے گیا

تھا ـــ!

اور وہ اس جذبے کو دل میں لئے یہاں آن پہنچا تھا ـــ

وہ نواب زادی کو دیکھنے کے لئے بیقرار تھا۔

" نواب زادی ـــ

" سائمہ ـــ

اُسے ملی ـــ

چاہت اور بیقراری کا وہ لمحہ ـــ اسے یاد آیا تو ـــ

اس کے وجود میں دہکتی آگ تیز ہوگئی۔

سائمہ ـــ!

اسی لمحے اس کے کندھوں پر کسی نے ہاتھ رکھ دیئے ـــ

برف کی طرح ٹھنڈے ہاتھ ـــ!

اس نے مڑ کر دیکھا

وہ سامنے کھڑی تھی ـــ بھیگی بھیگی پلکوں کو جنبش ـــ

دیکھ کر وہ تڑپ گیا۔

سائمہ ـــ

ثاقب ـــ وہ روئی

ثاقب نے باہیں پھیلا دیں ـــ

وہ کھڑی رہی ـــ!

" آجاؤ سائمہ ـــ آؤ میں تمہیں ان باہوں میں چھپا لوں۔

اور زندگی یوں ہی تمام ہو جائے ـــ!

تب وہ روتی ہوئی ـــ سسکیاں لیتی ہوئی اس کے سینے سے

لگ گئی ـــ!

کتنا سکون ـــ کتنی راحت ـــ یہ خوشی مجھ سے چھیننا

مت ـــ وہ جذبات میں بھیگی ہوئی آواز میں بولا

مگر

اس نے اپنا چہرہ تڑپ کر اٹھایا ـــ

چہرہ کیا تھا ـــ

مجسم سوال تھا ـــ!

افسردہ اور ویران ویران آنکھیں تھیں ـــ!

چھم چھم برستی ہوئی حسین آنکھیں ـــ!

سائمہ ـــ! میں دنیا چھوڑ دوں گا ـــ سب کچھ ـــ مگر

تمہیں نہیں ـــ!" کہتے ہوئے وہ مسکرایا

سائمہ کی نظریں جھک گئیں ـــ!

" روح میں بس گئی ہو تم ——— درد بن کر رگ رگ میں سما گئی ہو ——— یہ شفق ——— یہ مہتاب ——— یہ شبنم ——— یہ پھول ——— اور یہ گھٹائیں بنی ہوئی بالوں کی لٹ ——— زندگی کا سوال بن گئی ہے ——— سائرہ ———" وہ انگلی سے اس کے گالوں ——— اس کے ہونٹوں اور اس کی بھیگی پلکوں سے آنسو کے قطرے ——— اور ماتھے پر آئی ہوئی لٹ کو چھوتے ہوئے بولا

مگر ———

ہمارے اور آپ کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے

ثاقب نے اس کے ہاتھ تھام لئے اور بولا

" میں یہ فاصلہ مٹا دوں گا ——— میں حالات کو شکست دے دوں گا۔

سائرہ کی آنکھوں میں چمک آگئی ——— نگاہیں سوال بن گئیں

" ہاں ———!

" ثاقب ———!" حیا سے بوجھل آواز میں وہ بولی

جانِ ثاقب ———!

اس نے اس کے ہاتھ آنکھوں سے لگا لئے ———!

" آیئے چلیں ———!

" کہاں ———!" وہ محبت میں کھویا ہوا بولا

" فردوس بریں ———!"

" نہیں ———" وہ مچل گیا

" ٹھنڈ لگ جائے گی آپ کو ———" وہ ہنس دی۔

" چلو ———!

وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ———

سب کچھ بھول کر شاد ——— اور خوشی میں ڈوبے ہوئے کوٹھی آ گئے۔

نواب زادی کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی ———!

راہداریاں طے کرتے ہوئے ——— ثاقب نے دیکھا

نواب زادی کے تمام ملازموں کے چہروں پر خوشی تھی۔

" بابا ——— وہ خوشی سے بھرپور آواز میں بولی

" نواب زادی حضور ———!

" بابا آج ہم بہت خوش ہیں ———" وہ ہنس کر بولی

" خوشی مبارک ہو حضور ———!

" سنبل ———!

" نواب زادی حضور ———!

" صدقہ نہیں اتارو گی ——— اس نے مسکرا کر ثاقب کی طرف دیکھا۔

" جی ———!

خادمہ نے روپے لاکر سامنے رکھ دیئے

"بس ـــ اتنے سے ـــ؟" وہ برا سا منہ بنا کر بولی

"بھول ہوگئی مجھ سے ـــ!" شبنل کانپ گئی

"جاؤ ـــ پھر کھڑی کیوں ہو ـــ! ڈھیر سارے روپے سمیٹ اور کرو ـــ جانتی نہیں ہو ـــ یہ کون ہیں ـــ!"

"جانتی ہوں حضور ـــ"

"تو جاؤ ـــ!"

شبنل چلی گئی ـــ!

"آیئے آپکو ہم اپنے آبا حضور سے ملوائیں ـــ!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"جی ـــ!" ثاقب اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

ایک لمبی سی گیلری میں نواب زادی کے آباؤ اجداد کی قدآدم تصاویر آویزاں تھیں۔

ایک بڑی تصویر کے سامنے جاکر وہ رک گئی۔

کہنے لگی ـــ!

"یہ ہمارے آبا جان ہیں ـــ" کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں اداسی آگئی۔

ثاقب نے دیکھا ـــ ایک رعب دار چہرہ تھا ـــ

"آبا حضور زندہ ہوتے تو آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ آبا حضور کی یہ خواہش تھی کہ ہم شادی کریں ـــ!"

"مگر ـــ مگر ـــ خیر چھوڑیئے ـــ!" وہ اگلی تصویر کی طرف بڑھ گئی ـــ!

"یہ دادا جان ہیں ـــ؟"

"اور یہ چچا ـــ؟"

"اور ـــ اور ـــ یہ ـــ" ثاقب نے ایک اور تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

تصویر ایک نوجوان کی تھی ـــ جس کے چہرے پر سختی تھی۔ دونوں بھنویں جڑی ہوئی ـــ اور ایک طنزیہ سی مسکراہٹ ـــ!

"یہ ہمارے کزن ہیں ـــ ان چچا کے بیٹے ـــ اور ان کا نام ہے جابر بیگ ـــ!"

وہ جابر کی تصویر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

"وادی چاندپور ہمارے دادا کی جاگیر ہے ـــ" وہ مسکراتی ہوئی اپنے خاندان کا جغرافیہ بتلانے لگی۔

"آبا حضور نے دادا جان کے بعد جاگیر کا نظام سنبھالا ہوا تھا

"چچا جان آبا حضور کے کزن تھے ـــ! اور چچا کے بیٹے جابر یہاں سے چند کوس پر اپنے آبائی گھر میں رہتے ہیں ـــ ابا حضور کی واحد

اولاد ہم ہی ہیں ـــــ امی حضور کی وفات کے بعد انہوں نے شادی
نہیں کی ـــــ!

اور اب ہم نے آبا حضور کی جگہ سنبھالی ہوئی ہے ـــــ" وہ ہٹر
ہٹر کر دلکش انداز میں بولی

ثاقب خاموش تھا۔

"آیئے چلیں ـــــ!"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی

"چلئے ـــــ!" وہ مسکرا کر بولا

دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے ـــــ!

سنبل کافی لے آئی۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ پھر اداس ہو گئی ـ کہنے لگی

"جانے کیوں ـــــ؟ ہمارے دل میں کچھ چبھ رہا ہے ـ جیسے ہم
کوئی زیادتی کر رہے ہیں ـــــ!"

"کیسی زیادتی ـــــ!" وہ آہستہ سے بولا

"رومی کے ساتھ ـــــ" وہ پھیکی سی آواز میں بولی

"زیادتی تب ہو گی کہ اگر میں رومی سے شادی کر لوں ـــــ"

"مگر ـــــ!"

"اس لئے کہ میں اسے محبت نہ دے سکوں گا ـــ میں بے سکون رہوں

گا۔ اور رومی ـــــ پچھتائے گی کہ کس خبطی سے اس کا پالا پڑ گیا

وہ ہنس کر بولا

وہ خاموش سن رہی تھی۔

"اسے مجھ سے صرف اتنی عقیدت ضرور ہو گی کہ میں اس کا منگیتر بنا دیا
گیا ہوں۔ اور میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اس کے یہی جذبات ہوتے
اور اب بھی ایسا ہو گیا تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا ـــ اسے ایک
شوہر چاہئے۔ اور وہ چاہے کوئی بھی ہو گا ـــــ وہ اسی سے محبت کرے
گی ـــــ!"

"کاش ہمارے دل سے یہ بات نکل جائے ـــــ ثاقب ہم کسی کا دل
نہیں توڑ سکتے ـــــ ہم خود مٹ جائیں گے ـ پر ـــــ!"

"شی ـــــ!" ثاقب نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔

سنبل نے دوسرے کمرے میں موسیقی کی مدھر کن لہریں بکھیر دیں

اور یہ رات ـــــ!

یہ سوتی جاگتی رات ـــــ!

ہولے ہولے سرکنے لگی۔

ثاقب نے اپنی تپتی ہوئی پلکیں سائرہ کی ٹھنڈی ہتھیلیوں پر
رکھ دیں ـــــ!

وہ دونوں چپ تھے ـــــ!

آنکھیں بند تھیں ۔ !

لیکن ان بند آنکھوں میں ایک ناقابل بیان نور تھا

وہ اس کے سینے سے لگی لافانی زندگی کی دھڑکنیں سنتی رہی ۔۔۔ !

اور ثاقب ۔۔

نے اس کے لبوں کی مسکراہٹ کو اپنی انگلی کے پور سے چھو لیا۔

دلکش گیت کے بول سازوں کو چومتے ہے ۔ !

ستارہ اس کے سامنے تھی۔

اس کے گلابی لباس میں تارے جڑے ہوئے تھے۔

ثاقب کو یوں لگا۔

جیسے پھولوں کے گھر میں رہنے والی ۔۔ اور ستاروں کا لباس پہننے والی

محبت سے بھرا ہوا دل بھی رکھتی ہیں ۔۔ !

وہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہی تھی ۔ !

دیکھے جا رہی تھی ۔ !

ثاقب نے اس کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔ تو وہ دھیرے سے

کہنے لگی۔

" کچھ دکھائی دیا ان آنکھوں میں ۔۔ ؟"

" ہاں ۔۔ !"

" کیا ۔۔ ؟" وہ سرگوشی کے انداز میں بولی

" محبت ۔۔ !"

" سچ ۔۔ ؟"

" ہاں ۔۔ !"

" تو پھر اب ہمارے ہو جایئے ۔۔۔ !" وہ ضد کر بیٹھی۔

" وہ تو ہوں ۔۔ !" وہ جذباتی انداز میں بولا

" یوں نہیں ۔۔۔ ہم تھک گئے ہیں ثاقب ۔۔۔ اپنی یہ دنیا سنبھال لیجئے ۔۔ اور ہمیں صرف محبت میں ڈوب جانے دیجئے۔ بخدا ہم تھک گئے ہیں ۔۔ ہم سے کچھ نہیں ہوتا ۔۔۔ خدا کے لئے اب یہاں آ جایئے ۔۔۔ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہو جایئے ۔۔۔ ہم سے انتظار بھی نہیں ہوتا ۔۔۔ ثاقب ۔۔ ہمیں اگر کسی چیز سے ڈر لگتا ہے نا ۔۔ تو وہ انتظار ہے ۔۔ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہے ۔۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ہم پر اس وقت کیا گزرتی تھی ۔۔ ثاقب ہمیں انتظار کی تڑپ نہ دیجئے گا ۔۔ ہم مر جائیں گے ۔۔ ہم مر جائیں گے

وہ اس کے زانوں پر سر رکھے پھر رو دی۔

ثاقب نے اس کی بھیگی آنکھوں سے لرزتے آنسوؤں پر اپنا گال رکھ دیا۔ اور کہنے لگا۔

" جانِ ثاقب ۔۔۔ ! اب انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ تمہیں ! ہم جلدی واپس آئیں گا ۔۔۔ اور پھر تمہیں دلہن بنا کر اپنے

گھرے جاؤں گا —

وہاں میری دُنیا ہے — !

جو —

شائد تمہیں پسند نہ آئے — !

• ایسا نہ کہیئے ثاقب — آپ چاہیں گے تو ہم سب کچھ
چھوڑ دیں گے — ہم آپ کی دنیا میں رہیں گے — ہمیں کچھ
نہیں چاہیئے — !

ہماری دُنیا تو آپ ہیں — !

رات

بھیگ رہی تھی

ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے — !

پھولوں کی باتیں کرتے ہوئے — !

زندگی کی باتیں — !

پیار کی باتیں کرتے ہوئے — !

ایک دوسرے پر مر مٹنے کی باتیں — !

صبح وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر نکل گئی — !

کار میں بیٹھ کر اس نے ثاقب کو اپنی پوری جاگیر کی سیر کرائی — !

ثاقب نے دیکھا

نواب زادی لوگوں کے دلوں میں رہتی تھی —

ہر ایک کی ہمدرد — !

ہر ایک کی مونس — !

ہر ایک کی غمگسار — !

اور بستی کا ہر فرد اسے دعائیں دیتا تھا —

آج بستی والوں نے دیکھا — نواب زادی بہت خوش ہے اور
اسکی خوشی بستی والوں کی خوشی تھی —

وہ سب بھی خوش تھے ــــ!

وہ دونوں لوگوں میں گھرے ہوئے کھڑے ہوئے تھے کہ ایک لڑکی آگے بڑھی۔ ! کہنے لگی۔

" نواب زادی حضور ــــ ایک عرض ہے ــ!"

" کہو ــــ!" وہ ثاقب کی طرف دیکھ کر مسکرادی۔

" مہمان کی آمد کی خوشی میں ہم نے ناچ گانے کی محفل رکھی ہے۔

اور ــــ اور ــــ!"

" اجازت ہے ــ!" نواب زادی مسکرا کر بولی

" تو حضور ــــ آج رات ــــ جشن ہوگا ــــ!" لڑکی بولی

" ضرور ہوگا ــــ ہم ضرور آئیں گے ــ!"

نواب زادی نے کہا۔

سارا دن وہ گھومتے رہے ــــ سہ پہر میں وہ ایک جھیل کے کنارے تھے۔

" ثاقب ــــ یہ ہماری دنیا ہے ــــ!" وہ بہکی بہکی سی کہنے لگی ــ!

برف پوش پہاڑوں کی گود میں محو خواب ڈل جھیل ثاقب کو بڑی اچھی لگی۔ کہنے لگا۔

" تمہاری دنیا بڑی حسین ہے ــــ

ڈل جھیل کا نیلگوں پانی ہلکے ہلکے سے سروں میں جلترنگ بجاتا ہوا۔ ڈوبتے سورج میں شفق کی لالیوں سے اٹھکیلیاں کرتی ہوئی ڈل کے مخملیں سینے پر سُبک روی سے بہتی ہوئی لہریں ــــ

جیسے کائنات کی نبضیں ڈوب رہی تھیں ــــ اور ڈوب ڈوب کر ابھر رہی تھیں۔

اسے لگا ــــ جیسے نواب زادی بھی ایک لہر ہے ــ جھیل کی ایک سُبک سی لہر ــ!

" ثاقب ــ!

نواب زادی کی خوابیدہ آواز ابھری

" ثاقب ہم نے ان لہروں سے پہروں باتیں کی ہیں ــ ہم ان کی زبان سمجھتے ہیں ــ ہم نے بارہا آپ کا چہرہ ان لہروں میں دیکھا ہے ــ ثاقب ــــ یہ لہریں ہمارے ہر راز سے واقف ہیں۔

ہم ہنستے ہیں تو ــ یہ بھی ہنستی ہیں ــ!

" اب یہ ہمیشہ ہنستی رہیں گی سائلہ ــــ ثاقب نے اس کا سبک سا ہاتھ تھام کر کہا۔

کنول کے پھول جھیل کی چھاتی پر یوں پھیلے ہوئے تھے جیسے ایک بہت بڑے زرد پیلے تھال پر قطار اندر قطار ہزاروں دھڑکتے دل سجا کر رکھ دیئے گئے ہوں ــ!"

ڈل کے مشرقی کنارے پر کھڑی پہاڑی پر چشمہ کے قریب ایک ویران کھنڈر تھا۔

" وہ کھنڈر کیسا ہے —" ثاقب کھویا کھویا سا بولا

" وہ — سنا ہے دو محبت کرنے والے دنیا چھوڑ کر آبسے تھے۔ بہت پرانی بات ہے۔ دنیا والوں نے انہیں ملنے نہ دیا تو وہ دونوں ان ویرانوں میں آبسے اور یہاں ان کی زندگی تمام ہو گئی۔

" تم نے محسوس کیا سائلہ —! ثاقب بولا

" کیا — ؟

" اس کھنڈر کو دیکھ کر ایک لمحہ جاگتا ہے۔ صدیوں پرانا لمحہ —

" ہاں —! سائلہ بولی

" کیا بھلا —؟

" محبت کا لمحہ —؟

" ہماری دنیا میں محبت ہر جگہ ملے گی آپکو —" وہ آہستہ سے بولی —

" تمہاری دنیا بڑی حسین ہے —" ڈرتا ہوں اگر تمہیں میری دنیا پسند نہ آئی تو —؟

" ایسا نہ کہیئے —" سائلہ نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

" ہاں سائلہ — میری دنیا میں ایک چھوٹا سا گھر ہے اس گھر میں کوئی قالین نہیں۔ کوئی ریشمی پردہ نہیں — سنگ مرمر کا فرش نہیں — رنگ برنگے پھولوں کے تختے نہیں۔ خوبصورت محرابیں نہیں — بس یوں سمجھو کہ — میری ضرورت کی چند چیزیں ہیں —! اور میں ہوں —؟

" ثاقب —! وہ آہستہ سے بولی

" ہمیں افسوس ہوا یہ آپ کی بات سن کر — یہ بلندیاں اور یہ پستیاں — یہ زندگی کے نشیب و فراز — یہ سب ہم نے بنائے ہیں نا — انسان بنیادی طور پر تو ننگا پیدا ہوا ہے یہ لباس ہم نے بنائے ہیں — کسی کا حالات نے ساتھ دیا — وہ سوٹ پہنتا ہے۔ اور کوئی حالات کی چکی میں پس گیا — وہ پھٹے کپڑے پہنتا ہے — ہم نے یہاں — اس بستی میں — اس جلتے سورج کے نیچے بارہا دیکھا اور محسوس کیا ہے۔ کچھ لوگ جن کے دل میں یہ فرق ہے — وہ کپڑے پہن کر بھی ننگے ہیں اور انسانیت سے معمور لوگ عریاں ہو کر بھی ننگے نہیں —؟

" لیکن سائلہ آج کا انسان صرف لباس سے پہچانا جاتا ہے ثاقب بولا

" ہم آپکو قائل کریں گے —" وہ ہنس پڑی

"تائب ہو گئے نواب زادی حضور ـــــ!

ثاقب مسکرا کر بولا

رات کو اس نے اپنا پسندیدہ لباس پہنا اور عارضوں کے گلاب
کھلائے وہ ثاقب کے ساتھ ناچ گانے کی محفل میں بیٹھی تھی۔

لڑکیاں ناچ رہی تھیں ـــــ!

خوشی کے نغمے فضا میں تیرتے پھر رہے تھے ـــــ!

اور وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے ـــــ!

رات گئے وہ وہاں سے لوٹے ـــــ

تو سائلہ نے کہا

"آپ سو جایئے ـــــ صبح آپ کو جانا ہے ـــــ"

"آج نیند نہ سہی ـــــ"

وہ مسکرایا ـــــ!

"آپ سو جایئے ـــــ ہم آپ کے پاس بیٹھے رہیں گے

رات وہ سامنے گلابی ریشم کے مخملیں بستر پر تکیوں کے بل
بیٹھا تھا ـــــ!

اور وہ بالکل سامنے اسے دیکھے جا رہی تھی

جیسے ایک پجارن ـــــ!

دیوتا ـــــ کبھی مسکرا دیتا ـــــ اور کبھی سوچ میں کھو جاتا۔

مگر پجارن کو اس کے ہر روپ سے پیار تھا

صبح اسے جانا تھا ـــــ اور یہ خیال اس کے دل میں
چرکے لگا رہا تھا ـــــ!

"کہاں چلے گئے تھے بیٹے ۔۔۔؟" امجد اس کے یوں اچانک چلے جانے سے پریشان تھے ۔ اسے دیکھ کر بولے

"ابا جان ۔ وادی چلا گیا تھا ۔۔۔ معافی چاہتا ہوں۔ آپکو اطلاع نہ دے سکا ۔۔۔!" وہ شرمندگی سے بولا

"اشرف بھی پریشان تھا کئی بار آچکا ہے ۔۔۔!" امجد بولے

ثاقب خاموش کھڑا رہا۔

"تم آرام کرو ۔۔۔ مجھے سیٹھ صاحب نے بلایا ہے ۔۔! کچھ دیر بعد آجاؤں گا ۔۔۔ پھر باتیں کریں گے ۔۔۔" امجد اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے باہر نکل گئے۔

اور وہ چین کا سانس لیتے ہوئے باتھ روم چلا گیا ۔۔۔!

تولیہ سے چہرہ رگڑتے ہوئے جب وہ باہر نکلا تو اشرف بیٹھا تھا۔ وہ کچھ روٹھا روٹھا سا تھا۔۔۔

"ہیلو مائی ڈیئر اشرف ۔۔۔!" ثاقب ہنس کر بولا

"بکواس بند کرو ۔۔۔" اشرف سنجیدگی سے بولا

"معافی دے دو ۔۔۔!"

"یہ کوئی شرافت ہے ۔۔۔!" اشرف غصہ سے بولا

"کہہ تو دیا معاف کر دو ۔۔۔!" ثاقب اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔

"اتنی کیا ایمرجنسی ہو گئی تھی یار جو مجھے بھی اطلاع نہ دی اور غائب ہو گئے ۔۔۔!"

"پریشان بہت تھا میں ۔۔۔" ثاقب بولا

"کیوں ۔۔۔!"

"تم تو جانتے ہو نا ۔۔۔ وہ رومی کی سالگرہ کے دن کا واقعہ" ثاقب بولا

"تو کیا رومی کے ساتھ گئے تھے ۔۔۔" اشرف بولا

"سنو تو سہی ۔۔۔!"

"لو یہ عجیب لڑکی نکلی ۔ منگنی ہوتے ہی تمہیں لے اڑی ۔۔۔" اشرف بولا

"تم سنو تو میں کچھ بولوں ۔۔۔ !" ثاقب جھلا گیا

"ہاں بولو ۔۔۔ !"

"میں دادی چاند پور گیا تھا ۔۔۔"

"کیوں ۔۔۔؟" اشرف بری طرح چونکا

"نواب زادی سے ملنے ۔۔۔!"

"ہوں ۔۔۔ سمجھا ۔۔۔" اشرف اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا

"ہاں اشرف ۔۔۔! مجھے اعتراف ہے ۔ نواب زادی میری زندگی بن چکی ہے ۔۔۔ وہ مجھے نہ ملی تو میں ۔۔۔ مر جاؤں گا۔"

ثاقب اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا

"ثاقب ۔۔۔ تم تباہی کی طرف جا رہے ہو ۔۔۔" اشرف زندگی میں پہلی بار اتنا سنجیدہ ہوا تھا۔

"اشرف میں خود نہیں جانتا ۔۔۔ مجھے کیا ہو گیا تھا ۔۔۔ میں نواب زادی کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ۔۔۔"

"اور رومی ۔۔۔؟" اشرف بولا

"رومی ۔۔۔ میں اس سے شادی نہیں کر سکتا ۔۔۔ میں ابا جان سے آج ہی کہہ دوں گا ۔۔۔" ثاقب بولا

"سوچ لو ۔۔۔" اشرف بولا

"سوچ لیا اشرف ۔۔۔!" اب میں ایسے مقام پر ہوں جہاں کچھ سوچنا بے کار ہے ۔۔۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے ۔"

"میں تمہاری باتیں سن کر حیران ہوں ثاقب ۔۔۔!" اشرف بولا

"کیوں ۔۔۔؟"

"تم تو کہا کرتے تھے ۔۔۔ مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا ۔ کہاں گئے تمہارے دعوے ۔۔۔ کہاں گئی تمہاری عقل و فہم ۔۔۔!"

"اشرف ۔۔۔ نواب زادی سے واقعی میں ہار مان گیا ہوں ۔۔۔! وہ ۔۔۔ وہ تم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے ۔۔۔! حسین ہے ۔ خوش خلق ذہین اور ہمدرد ۔۔۔ اور مجھے بے حد چاہتی ہے ۔۔۔! اشرف اس کی خوابیدہ خوابیدہ سی آواز ۔۔۔ اب بھی میرے ذہن کے ایوانوں میں گونج رہی ہے ۔۔۔ اس کے جگر جگر کرتے ہونٹ میرے لئے زندگی کا پیغام لاتے ہیں بالکل انوکھی زندگی ۔۔۔ اب تو سوچتا ہوں کہ وہ ہمیشہ سے میرے ساتھ رہی ہے ۔۔۔ اس کا تصور ہی میری راہ میں روشنی کرتا رہا ۔۔۔!

میں اپنی شاعری میں اسی کے خد و خال ابھارتا رہا ہوں تصور میں اس کے حسین و رنگین خاکے بناتا رہا ہوں ۔۔۔ اسی سے میں نے پہروں باتیں کی ہیں ۔۔۔!

اور اشرف ۔۔۔ اس نے بھی میری وارفتگی کی آہٹ سن لی ہے

وہ مجھے مل گئی —— مجھے دنیا مل گئی —— میں اس سے دور رہ کر زندہ نہیں رہ سکتا ——!

اشرف خدا کے لئے تم بھی میری مدد کرو —— ابّا جان سے کہہ دو —— کہ وہ سیٹھ صاحب سے معذرت کرلیں —— رومی اچھی لڑکی ہے —— اسے کہیں اور بیاہ دیں —— مگر —— میں —— اشرف وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی —— مجھے اس کے پاس جلدی جانا ہے

وہ بے تاب لہجے میں بولا

"مجھے افسوس ہے ثاقب —— میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا ——" اشرف سنجیدگی سے بولا

"یوں نہ کہو اشرف ——!"

"جب تمہارے اتنے حوصلے ہیں تو خود ہی بات کرلو انکل سے ——!"

اشرف نے کہا

"خود —— ہاں اشرف —— میں خود ہی بات کروں گا —— اور آج ابھی —— کیونکہ وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی ——" آتے سمے وہ کتنی اداس تھی —— مجھے رخصت کرتے ہوئے اس کا پیکر خشک پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ اس کی آنکھیں رونے سے سوجی سوجی سی تھیں —— دل کے تمام جذبات آنکھوں میں سمٹ آئے تھے کہنے لگی۔

"ہم سے انتظار نہیں ہوتا ثاقب —— ہم بہت انتظار کر چکے ہیں آپکا —— اب مزید تاب نہیں ——!

وہ آنچل سے آنکھیں پونچھ رہی تھی —— اور میں چلا آیا ——

ثاقب کے لہجے میں محبت اور چاہت تھی ——!

وہ شوق، مسرت اور جذبات میں ڈوبا ہوا اشرف کو سب کچھ سنا رہا تھا ——

اور اشرف گم صم سا بیٹھا تھا —— اسے علم تھا کہ امجد جہاں ایک شفیق اور حلیم باپ ہے۔ وہاں وہ سیٹھ کا پرانا ملازم بھی ہے۔ وہ کبھی نہیں چاہے گا۔ کہ سیٹھ کو کچھ کہہ سکے —— اسے ثاقب کی اس والہانہ چاہت سے وحشت سی ہو رہی تھی —— مگر اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو وہ ایک دم روک بھی نہ سکتا تھا ——!

خاموش بیٹھا رہا ——!

"اشرف —— !" ثاقب بولا

"ہوں ——!"

"آج میں اس پر نظم لکھوں گا —— اس کے شعور پر رومانیت یوں چھائی ہوئی تھی جیسے ساون بھادوں کی گھٹائیں آسمان پر محیط ہوں ——!

اشعار نرم رو آبشار کی مانند بہتے اور گنگناتے محسوس ہو رہے تھے

مگر ـــ اشرف ـــ سوچ رہا ہوں ـــ نظم کتنی ہی حسین تیکنک
میں کیوں نہ ڈھل جائے ـــ وہ نواب زادی سے حسین تو نہیں ہو سکتی
تصویر اصل کے مقابلہ میں کسی طرح نہیں آسکتی اشرف ـــ کاش
اس میں وہی حسین توازن نمایاں ہو جائے ـــ جو نواب زادی ـ کی
آنکھوں، ہونٹوں، اور رخساروں سے نمایاں ہے ـــ! کاش میں
نواب زادی کے ہلالی ابروؤں سے زیادہ خوبصورت تخلیق پیش کرسکوں
اشعار مسلسل میرے ذہن میں گونج رہے ہیں ـــ!

ذہنی خلاؤں میں اس کی آواز کا ترنم بکھرا پڑا ہے۔

"میں ـــ میں لکھوں گا ـــ ضرور لکھوں گا ـــ!"

"تم ہوش میں تو ہو ثاقب ـــ" اشرف گھبرا کر بولا

"ہوش میں ـــ" وہ ہنسا

"ثاقب خدا کے لئے جذباتی نہ ہو ـــ حالات کو سمجھو ـــ!
اس وقت تمہاری جذباتیت تباہی لے آئے گی۔

انکل کو صدمہ ہو گا ـــ سمجھو تو ـــ اور پھر سیٹھ صاحب
کی بے عزتی بھی ـــ" اشرف نے پھر اسے سمجھانا چاہا ـــ!

مگر وہ اس کی باتیں کہاں سن رہا تھا ـــ وہ تو ـــ
نواب زادی میں کھویا ہوا تھا ـــ!

امجد سے جب اس نے بات کی تو وہ سکتے میں رہ گئے

"کیا کہہ رہے ہو ثاقب ـــ" ہمیشہ سے محبت کرنے والے امجد
کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا ـــ چہرے کی رگیں ابھر آئیں۔

"ابا جان ـــ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ـــ" وہ آہستہ
سے بولا

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو ـــ" غلط تو میں ہی سوچ رہا ہوں
میں پوچھتا ہوں تم ہوش میں تو ہو ـــ!"

وہ طنز کے تیر برساتے ہوئے بولے۔

"ابا جان میں رومی سے شادی نہیں کرسکتا ـــ" اس نے پھر
اپنی بات دہرائی ـــ!

"کیوں ــــ" امجد گرج کر بولے

"بس ــ یہ یوں ہی ــ!"

"یوں ہی ــ کیوں ــ؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ ــــ میں اسے خوش نہیں رکھ سکتا ــ"

وہ رکتا ہوا بولا

"یہ بات پہلے کیوں نہیں کہی تم نے ــــ" غصّے کا پارہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔

"جی ــ وہ ــ وہ ــ!"

"دیکھو ثاقب ــــ میں نے سب کچھ تمہیں پوچھ کر کیا ہے اب تم انکار نہیں کر سکتے ــ تمہیں یہ شادی کرنا ہوگی ــ!"

امجد اپنا غصہ دبا کر بولے۔

"ابّا جان ــــ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں ــــ بس میں نے کہہ دیا کہ میں یہ شادی نہیں کر سکتا ــــ" وہ بے بسی سے بولا

"مگر ــ مگر کیوں ــ؟"

"اس کا جواب میرے پاس نہیں ــ!"

"تو یوں کہو کہ میری سفید داڑھی پر کیچڑ ملنا چاہتے ہو۔ میری بے عزتی کروانا چاہتے ہو ــــ مجھے زندہ نہیں دیکھ سکتے تم ــ!"

"ابّا جان ــــ!" وہ تڑپ گیا

"تو اور کیا کہوں ــــ" امجد کی آنکھیں بھیگ گئیں

"ابّا جان ــــ میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں لیکن میرے خیال میں ابھی وقت گیا نہیں ــــ آپ سیٹھ صاحب سے کہہ دیجئے وہ مان جائیں گے۔

"میں ــ!"

"چپ رہو ثاقب ــــ سیٹھ صاحب کے احسانوں کا یہ بدلہ ہے جو تم دے رہے ہو ــــ سوچو تو سہی ــــ تم جیسے قلاش کا انتخاب اُن کا تم پر احسان نہیں تھا ــــ بدنصیب ــــ! انہوں نے امیرزادے چھوڑ کر تمہیں اپنا بیٹا بنایا میرا ایک ایک رُواں ان کے احسانوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ اور سن لو کہ میں مر سکتا ہوں ــــ لیکن ان کا دل نہیں توڑ سکتا ــــ یہ میرا فیصلہ ہے ــ!"

"ابّا جان ــــ!" ثاقب ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا

"اگر تمہیں مجھ سے ذرا بھی محبت ہے ثاقب ــــ تو تمہیں اس محبت کا واسطہ ــــ میری بے عزتی نہ کرواؤ ــــ!" امجد اپنے آنسو چھپاتے ہوئے بولے۔

"ابّا جان ــــ!"

"ثاقب تمہاری نادانی ہے اور کچھ نہیں ــــ!"

،، ابّا جان ___ میری زندگی کا سوال ہے ___! وہ گڑگڑا کر بولا۔

،، تمہاری زندگی کے لئے ہی یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تمہیں تو اپنے آپ پر فخر کرنا چاہیئے۔ تم نے کبھی یہ بھی سوچا کہ تمہاری یہ عزت یہ تعلیم ___ صرف سیٹھ صاحب کی بدولت ہے ___!"

،، سب ٹھیک ہے ابّا جان ___ میں اس سے کب انکار کرتا ہوں ___ مگر ___ میں ___!

،، چپ رہو ___ مجھے تم سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ تم اتنے گستاخ بھی ہو سکتے ہو ___!

امجد کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ___ ان کے دل میں آگ سی لگی تھی ___!

وہ بولتے رہے ___!

سیٹھ صاحب کے احسانات ___ اپنی محبت و عزت کے واسطے ___!

مگر ثاقب اپنی بات پر قائم رہا ___!

تب وہ ہارے جواری کی طرح اٹھے ___ اور بولے

،، ٹھیک ہے۔ تم جو چاہتے ہو کرو ___ مگر میں سیٹھ صاحب کو کچھ نہیں کہہ سکتا ___! ہاں وہ میری لاش دیکھنے کے بعد

شائد کچھ سمجھ جائیں گے!"

امجد لٹے لٹے سے باہر نکل گئے ___!

اور ثاقب جیسے اپنی جگہ پر منجمد ہو کر رہ گیا ہو ___!

اس نے یہ سب کچھ سوچ تو لیا تھا اور فیصلہ بھی کر لیا تھا مگر یہ سوچ ___ یہ فیصلہ ___ اس پر قائم رہنا اس کے لئے کتنا مشکل ہو گیا تھا ___!

،، آہ سائلہ ___ میں کیا کروں ___؟

شکست ___!

شکست ___!

شکست ___!

جیسے دیواریں بول رہی ہوں ___!

اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے ___!

سائلہ ___! میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا ___! تم میری زندگی ہو ___ میری جان ہو ___ میری جان ہو ___!

رات کے دو بج رہے تھے۔ ثاقب کا دماغ بوجھل ہو چکا تھا نیند
جیسے روٹھ گئی تھی — !

دل و دماغ میں ایک بھیانک جنگ جاری تھی — !

فرض اور جذبات کی جنگ — !

دھماکے تھے — !

شور تھا — !

اور — وہ بے قرار سا جنون کے اس تیز بہاؤ میں
تنکے کی طرح بہتا چلا جا رہا تھا — !

ایک طرف — شفیق اور مجبور باپ تھا — !

دوسری طرف — حسن اور محبت تھی — !

باپ کہتا — !

"ثاقب — ! تمہیں علم ہے۔ کہ میں اصول کا بڑا پکا انسان ہوں
میں نے تمہیں ماں کا پیار بھی دیا اور باپ کا بھی — میں نے تمہیں
کبھی احساس نہیں ہونے دیا۔ کہ تم کسی سے کمتر ہو — ! غریب ہونے
کے باوجود میں نے تمہیں شاہانہ زندگی دی ہے — تم میرا سہارا ہو
تمہیں میری بات ماننا ہو گی — میری بات ماننا ہو گی — ! میری
بات ماننا ہو گی — !

دوسری جانب حسن و رعنائی کی ایک سوگوار سی تصویر تھی — !

نواب زادی ویران اور اداس کہہ رہی تھی — !

ثاقب — !

ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر آپ نہیں — ہم نے آپ کو
ہی چاہا ہے — ہم آپ کے ہیں — خدارا ہمیں اپنا لیجئے — اور اب
آ جائیے — ہم سے انتظار نہیں ہوتا — !

ہم سے انتظار نہیں ہوتا — !

ہم سے انتظار نہیں ہوتا — !

ثاقب نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں — اس کا جسم پسینے سے شرابور

تھا۔ ہونٹوں پر پپڑیاں سی جم گئی تھیں ــــ دماغ بوجھل ــــ آنکھیں
تھکی ہوئی سی تھیں ــــ!

بے قرار ہو کر وہ بولا

"سائرہ ــــ! میں آرہا ہوں ــــ! میں آرہا ہوں ــــ! میں
آرہا ہوں ــــ!"

امجدؔ گھر پر نہیں تھے۔

اور ثاقب بخار میں تپ رہا تھا ــــ سگریٹ کے لاتعداد
ٹکڑے کمرے میں بکھرے پڑے تھے ــــ!

اس کی بوڑھی ملازمہ کریمن چائے لے کر کمرے میں آئی تو
ثاقب کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ڈر سی گئی۔

"کریمن بُوا ــــ!" ثاقب غنودگی کی حالت میں بولا

"طبیعت تو ٹھیک ہے بیٹا ــــ؟"

"سر درد سے پھٹ رہا ہے بُوا ــــ!"

"تو بیٹے ڈاکٹر کو بلا لاؤں ــــ بڑے میاں جی تو صبح سویرے
ہی نکل گئے ــــ ناشتہ بھی نہیں کیا ــــ" کریمن بوا ثاقب کے

ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"نہیں بوا ۔۔۔ ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ۔۔۔ تم ایک گلاس پانی لاؤ

حلق خشک ہو رہا ہے۔۔!"

ثاقب کا چہرہ بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اچھا ۔۔۔" کریمن بوا باہر نکل گئیں ۔۔۔ مگر فوراً ہی اندر

آگئیں اور کہنے لگی۔

"باہر کوئی آیا ہے ۔۔۔ آپکا پوچھ رہا ہے ۔۔۔!"

"کون ہے ۔۔۔!" وہ بمشکل آنکھیں کھولتا ہوا بولا

"کوئی آدمی ہے ۔۔۔ کہتا ہے ثاقب یہیں رہتے ہیں ۔۔۔!"

"بلا لاؤ ۔۔۔" ثاقب بولا

دوسرے لمحے ایک آدمی اس کے سامنے تھا۔

"سلام صاحب ۔۔۔!" نواب زادی حضور تشریف لائی!

آدمی جو نواب زادی کا ڈرائیور تھا جھک کر بولا

اور اگلے لمحے اس نے دیکھا۔

وہ دروازے کے پاس کھڑی تھی ۔۔۔!

ڈرائیور اور کریمن بوا باہر نکل گئے ۔۔۔!

تو وہ وہیں سے بولی

"ہم نے آپ سے کہا تھا نا ۔۔۔ کہ ہم سے انتظار نہیں ہوتا۔

"آؤ ۔۔۔ آؤ ۔۔۔ سائرہ ۔۔۔" وہ تھکی ہوئی آواز میں

بولا۔

وہ آگے بڑھی ۔۔۔ لیکن اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی ۔۔۔ چہرہ ایک

دم پھیکا پڑ گیا۔

"نصیبِ دشمناں طبیعت ناساز ہے کیا ۔۔۔!"

وہ بیمار سی ہنسی ہنس دیا ۔۔۔!

"تو ہمیں خبر کی ہوتی ۔۔۔" وہ پریشان سی ہو گئی۔

"تم بیٹھو تو ۔۔۔!" اس کے لہجے میں پیار امڈ رہا تھا

"آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے ۔۔۔!" وہ اس کا ماتھا چھو کر

بولی۔

"تھا ۔۔۔!" وہ آہستہ سے ہنسا

"اور اب ۔۔۔!" سائرہ کے لہجے میں شوخی آگئی ۔۔۔!

"اب نہیں ہے ۔۔۔!"

"ہے ۔۔۔" وہ اس کے کان کے پاس منہ لا کر بولی

"نہیں ہے ۔۔۔!"

"کیوں ۔۔۔!"

"تم جو آگئی ہو ۔۔۔!"

وہ ہنس دی

کہنے لگی۔

"ہمیں خبر کیوں نہ کی —" وہ روٹھی روٹھی سی بڑی
پیاری لگ رہی تھی۔

"تم پریشان ہو جاتیں —"

"اور اب نہیں ہوں کیا —؟"

"ہو —"

وہ شرما سی گئی — کہنے لگی۔

"ثاقب —"

"ہوں —"

"ہم مر جائیں گے —"

"ایسا نہ کہو —" ثاقب نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ
دیا —

"تو پھر ہمیں اپنی دنیا میں لے آیئے — یا پھر ہماری دنیا
میں آجایئے —"

ثاقب نے دکھ سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"تھوڑا سا انتظار اور سائرہ —"

"نہیں ہوتا —" اس کی آواز بھرّا گئی

وہ دکھ سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"ثاقب —" وہ اپنی آنکھوں کی گہرائیاں اس کی آنکھوں
میں انڈیلتی ہوئی بولی

"ہوں —"

"روحی سے ملے آپ —؟"

"نہیں —"

وہ خاموش سی ہو گئی — پھر سنجیدہ سی ہو کر بولی

"ڈرتی ہوں —"

"کیوں —؟"

"روحی ہمیں بد دعا نہ دے —"

"پگلی ہو تم —"

"ہاں ثاقب — یہاں آپ اکیلے رہتے ہیں — وہ ادھر
ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں اور ابا جان —"

"وہ کہاں ہیں —" اس کی آنکھیں جھک گئیں

"گھر پر نہیں ہیں —"

وہ کتنی دیر تک وہاں بیٹھی رہی۔

پھر بولی

"آپ کی دنیا میں ہمارا دل لگ گیا۔"

"سچ ——!" ثاقب مسکرا کر بولا

"ہاں ——!"

"جانے کو جی نہیں چاہتا ——" وہ آہستہ سے بولی

اس کے لہجے میں محبت تھی اور حسرت بھی ——!

"تو نہ جاؤ ——!" وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دیا ——!

"جانا تو ہوگا ہی ——" وہ اٹھتے ہوئے بولی

"ابھی نہ جاؤ ——" وہ آہستہ سے بولا

"کل آئیں گے ہم ——" وہ مسکرا کر بولی

"کل کا انتظار رہے گا ——" وہ ہنس دیا

اور وہ مڑ مڑ کر دیکھتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی ——!

امجد گزشتہ ساری رات نہ سو سکے تھے ——!

صبح سویرے ہی وہ اٹھ کر دفتر آ گئے تھے۔ پریشانی بڑھ گئی تھی۔ بار بار اپنی آنکھوں سے عینک اتارتے —— شیشوں کو صاف کرتے اور پھر اس کے فریم ہکوں کو کانوں پر چڑھا لیتے ——!

کبھی یوں ہی فائلوں میں کچھ ڈھونڈنے لگتے —— یا پھر چند لمحوں کے بعد اسے میز پر چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور ادھر ادھر ٹہلنے لگتے۔

سوچ کا سمندر تھا —— وسیع اور گہرا ——!

وہ کھڑکی کے پاس کہنیاں ٹکا کر باہر خلاؤں میں گھور کر ان کے بے معنی نقوش میں جانے کیا ڈھونڈ رہے تھے کہ سیٹھ صاحب

کمرے میں آگئے۔

"امجد ــــ" سیٹھ بولے

"جی سر ــــ" وہ مڑ کر بولے

"کچھ باتیں کرنا ہیں تم سے ــــ" سیٹھ صاحب کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"جی ــــ"

"بیٹھو ــــ" سیٹھ صاحب نے کرسی کی طرف اشارہ کیا

"فرمایئے ــــ"

"امجد ــــ تمہیں تو علم ہے۔ میں عرصہ سے بیمار ہوں ــــ"

"جی کیا پھر ــــ" امجد گھبرا کر بولے

"دواؤں کے سہارے سے چل پھر رہا ہوں ــــ ڈاکٹر نے کہا ہے اس وقت آپریشن ضروری ہو گیا ہے ــــ" سیٹھ کے چہرے پر فکر کی لکیریں واضح ہو گئیں

"تو سر ــــ" امجد پریشان لہجے میں بولے۔

"ڈاکٹر کا کہنا ہے۔ کہ میں آپریشن آسٹریلیا کے ہسپتال میں کرواؤں وہاں کے اسپیشلسٹ اس مرض پر قابو پا چکے ہیں اور میرا بھی خیال ہے کہ وہاں چلا جاؤں ــــ"

"جی ــــ بالکل ٹھیک ہے۔ آپکو ضرور جانا چاہیئے ــــ" اگر

حکم کریں تو بس یا ثاقب ساتھ چلے جائیں ــــ" امجد بولے

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ــــ" تمہیں یہ بھی علم ہے ــ کہ میں نے اپنی بیماری آج تک ردمی سے بھی چھپا رکھی ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے ــــ پریشان ہو گی وہ ــــ اور میں اس کی پریشانی نہیں دیکھ سکتا ــــ" میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اس کی شادی کر دوں ــــ دیکھو تا ــــ زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے ــــ مگر ــــ خیر ــــ" سیٹھ صاحب کے چہرے پر غم کے سائے لرز گئے۔

"آپ حکم کریں ــــ" امجد غمزدہ آواز میں بولے

"ڈاکٹر کا کہنا ہے۔ کہ میں اسی ہفتہ چلا جاؤں ــــ"

"جی ــــ" امجد کانپ گئے۔

"تو امجد میں تم سے یہ کہنے آیا تھا ــ کہ ایک دو روز میں شادی کر دی جائے ــ تم تیار رہنا ــــ" سیٹھ صاحب کے ہونٹوں پر غمزدہ سی مسکراہٹ تھی۔

"جی ــــ جی ہاں ــــ جیسے آپ چاہیں ــــ" امجد آہستہ سے بولے۔

"تو میرے خیال میں جمعہ کا دن اچھا رہے گا ــــ" آج بدھ ہے جمعہ کی شام کو یہ مبارک کام ہو جانا چاہیئے ــــ"

"مگر سر مجھے کچھ تیاری ـــــ" امجد آہستہ سے بولے

"سب ٹھیک ہے امجد ـــــ میرے پاس جو بھی ہے۔ رومی اور ثاقب کا ہے ـــــ تیاری ایک دن میں ہوسکتی ہے۔ اور ہاں امجد رومی کو میری بیماری کا پتہ نہ چلے ـــــ اسے میں نے یہی کہا ہے کہ کاروبار کی وجہ سے مجھے آسٹریلیا جانا ہے ـــــ"

"جی ـــــ امجد آہستہ سے بولے

"تو میں چلوں ـــــ" کارڈ وغیرہ چھپوانے ہیں ـــــ یہ بھی کر لینا

اچھا ـــــ خدا حافظ ـــــ"

سیٹھ صاحب تو باہر نکل گئے

اور امجد نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

ذہنی کشمکش نے ان کا ذہن مفلوج کر دیا تھا ـــــ!

ایک گھنٹہ ـــــ!

دو گھنٹے ـــــ!

تین گھنٹے ـــــ!

غرض کہ پورا دن بیت گیا ـــــ وہ یوں ہی بیٹھے تھے ـــــ!

سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا ـــــ!

اسی وقت اشرف کہیں سے آگیا ـــــ!

"انکل ـــــ" اشرف کمرے میں آکر بولا

"اشرف ـــــ" امجد کا چہرہ پسینے سے تر ہو رہا تھا ـــــ!

"انکل خیریت ہے نا ـــــ" اشرف ان کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔

"بیٹے میں برباد ہوگیا ـــــ" بیٹے مجھے بچا لو ـــــ مجھے بچا لو

امجد کی آنکھیں بھیگ گئیں ـــــ!

"انکل کچھ کہئے تو سہی ـــــ بات کیا ہے ـــــ" اشرف ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"ثاقب نے شادی سے انکار کر دیا اشرف ـــــ" امجد دکھ سے بولے

"وہ تو پاگل ہو گیا ہے ـــــ" اشرف بولا

"تم ہی اسے سمجھاؤ ـــــ اشرف بیٹے ـــــ اگر اس نے یہ شادی نہ کی تو میں خودکشی کر لوں گا ـــــ"

"انکل حوصلہ رکھئے ـــــ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا

"مگر بیٹے ـــــ! سیٹھ صاحب آسٹریلیا جارہے ہیں اور شادی کے لئے جمعہ کا دن مقرر کر گئے ہیں ـــــ ایک دن بیچ میں رہ گیا ہے۔

"مگر انکل اتنی جلدی ـــــ" اشرف بولا

"بیٹے سیٹھ صاحب کو اسی ہفتے ضرور جانا ہے ـــــ!

"مگر کیوں انکل ـــــ"

"وہ بیمار ہے ـــــ اور وہاں آپریشن کی غرض سے جارہے ہیں۔ اسلئے وہ

بیٹی کی شادی ضرور کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔!"

"وہ مجھ سے صبح سب کچھ طے کر گئے ہیں ۔۔۔" امجد اپنے آنسو چھپاتے ہوتے بولے۔

"اور آپ نے انکل ان سے کچھ کہا نہیں ۔۔۔؟"

"میں کیا کہہ سکتا تھا ۔۔۔" اور پھر ایسے وقت میں جب معمولی سا صدمہ بھی ان کی جان لے سکتا ہے ۔۔۔ آہ ثاقب! تم نے مجھے کہیں کا نہ رکھا ۔۔۔! ثاقب! تمہیں تو میں نے کبھی کچھ بتایا ہی نہیں کہ سیٹھ صاحب کے کتنے احسانات ہیں مجھ پر ۔۔۔" تمہاری تعلیم کا سب خرچہ سیٹھ صاحب نے اٹھایا ہے ثاقب ۔۔۔!" اور تو باتیں الگ میرا آبائی مکان پچاس ہزار میں رہن پڑا تھا ۔۔۔ سیٹھ صاحب نے وہ پچاس ہزار بھی دیئے ۔۔۔ اور آج تک مطالبہ نہیں کیا ۔۔۔ اب ایسے محسن کو میں کیسے کہہ سکتا تھا اور پھر اس نے تو اپنا سب کچھ ثاقب کو ہی سمجھ دیا ہے ۔۔۔ اپنے جگر کا ٹکڑا دے دیا۔

"بتاؤ اشرف ۔۔۔! میں ان سے کیسے کہہ سکتا تھا کہ ثاقب نے شادی سے انکار کر دیا ہے ۔۔۔!"

"انکل ۔۔۔" اشرف کچھ سوچ کر بولا

امجد نے دکھی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا ان کے چہرے پر دنیا جہان کی پریشانیاں تھیں ۔۔۔ بے چارگی اور بے بسی تھی ۔۔۔!

"انکل ۔۔۔ اس وقت ایسی باتوں سے کام نہیں چلے گا ۔۔۔ وہ جذباتی ہو رہا ہے ۔۔۔ کہیں کچھ کر نہ بیٹھے ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے ۔۔۔!"

"کیا بات ۔۔۔" اس وقت تم کچھ بھی کہو میں کرنے کو تیار ہوں

امجد جلدی سے بولے

"اس سے کہہ دیجئے کہ پرسوں شادی ہے اور اگر وہ شادی نہیں کرنا چاہتا تو ایک لاکھ روپیہ لا کر دے دے ۔۔۔ کیونکہ سیٹھ صاحب کو آپنے ایک لاکھ روپے دینا ہیں ۔۔۔!

مگر ۔۔۔!

"وہ آپ مجھ پر چھوڑیئے ۔۔۔ چلئے گھر چلتے ہیں ۔۔۔!

"مگر بیٹے وہ ۔۔۔!"

"انکل میں اسے خوب جانتا ہوں ۔۔۔" وہ یوں نہیں مانے گا ۔۔۔ اور آپ یہ بھی تو نہیں جانتے کہ وہ انکار کیوں کر رہا ہے ۔"

اشرف آہستہ سے بولا

"کیوں کر رہا ہے انکار ۔۔۔؟"

"چھوڑیئے اس ذکر کو ۔۔۔ ہاں تو آپ کو یہی کہنا ہے کہ وہ کل تک ایک لاکھ روپیہ لا دے ورنہ شادی کی تیاری کرے۔ آپ اس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیٹھ صاحب کا ایک لاکھ روپیہ آپکی طرف بنتا ہے۔ اور وہ لاکھ روپیہ

دے کر آپ استعفٰے دے سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ نہیں لا سکتا۔۔۔!" اشرف سوچتا ہوا بولا

"سوچ لو۔۔۔" "کہیں بات الٹی نہ ہو جائے۔۔۔!"

"نہیں ہوگی۔۔۔" "میں ہر طرف سے ڈھال بن جاؤں گا۔" اشرف مسکرا کر بولا

"جیتے رہو بیٹے۔۔۔!"

"چلو۔۔۔!"

دونوں گھر آئے تو ثاقب کا بخار اور تیز تھا۔۔۔!

اور پلان کے مطابق اشرف نے تمام باتیں۔۔۔ سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق ثاقب سے کہہ دیں۔۔۔!

"میں لاکھ روپے کہاں سے لاؤں اشرف۔۔۔" ثاقب بےبسی سے بولا۔

"تو پھر شادی کر لو۔۔۔!"

"شادی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔!"

"کمال ہے۔۔۔ شادی نہیں کر سکتے۔۔۔ باپ کا قرضہ نہیں اتار سکتے۔۔۔ تو خود ہی سوچو ہوگا کیا۔۔۔!"

ثاقب خاموش لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔!

"پھر کیا سوچا۔۔۔!" اشرف بولا

"سوچنا کیا ہے۔۔۔!" یہ میرا فیصلہ ہے۔ کہ شادی نہیں کروں گا۔" وہ اشرف پر جلتی ہوئی نگاہیں ڈالتا ہوا بولا

"تو پھر ایک لاکھ روپے کا بندوبست کر لو تاکہ انکل سیٹھ صاحب کا قرض ادا کریں اور استعفٰی دے دیں۔۔۔ کیونکہ جو سچویشن تم نے پیدا کر دی ہے اس کے بعد یہ تو ممکن نہیں کہ سیٹھ صاحب اور انکل کے تعلقات ویسے ہی رہیں۔"

"میں لاکھ روپیہ کہاں سے لاؤں۔۔۔" وہ بےبسی سے بولا

"نواب زادی سے مانگ لو۔۔۔" اشرف کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اشرف۔۔۔!" ثاقب چیخ اٹھا

"کیوں۔۔۔!"

"تم سمجھتے ہو کہ میں اتنا گرا ہوا ہوں۔۔۔" اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ میں یہ کیوں سمجھنے لگا۔۔۔ تم تو بہت [illegible] ہو۔۔۔ کسی کی لڑکی کو تم نے مولی گاجر سمجھ لیا ہے، اپنے باپ کی ساری عمر کی محنت پر پانی پھیر دیا۔۔۔ واہ رے میرے عاشق۔۔۔ عشق ہوا نا۔۔۔ اللہ قسم کون کہتا ہے کہ اس زمانے میں فرہاد اور مجنوں نہیں ہیں۔۔۔!"

اشرف نے قہقہہ لگایا —!

" اشرف —— " ثاقب غصہ سے گرج کر بولا

"یہی ہے انسانیت —— یہی ہیں تمہارے دعوے —— تم تو کبھی شکست نہیں کھا سکتے —— پھر کیوں گھبرا رہے ہو —— لے آؤ ایک لاکھ روپیہ —— نواب زادی کیلئے تو معمولی بات ہے —!

" اشرف —— میرا امتحان نہ لو —!"

"بہت ہو چکا ثاقب —— ! اشرف کے لہجے میں نرمی آگئی کہنے لگا

آج جب میں انکل کے دفتر گیا تو ان کی حالت ایسی تھی کہ ابھی کچھ کر گزریں گے ۔ بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر گھر لایا ہوں —— خدا کے لئے سمجھو اور رومی سے شادی کر لو —— نواب زادی کا کیا ہے —— یہ مالدار لڑکیاں محبت فیشن کے طور پر کرتی ہیں —— تم دیکھ لینا —— جب تم رومی سے شادی کر لوگے —— وہ تمہیں پہچانے گی بھی نہیں —— سب کچھ بھول جائے گی ۔ "

" یہ جھوٹ ہے اشرف —— جھوٹ ہے —!" وہ تڑپا

" آزما لینا —!"

" نواب زادی کو میں نہیں چھوڑ سکتا —— یہ میرا فیصلہ ہے " ثاقب آنکھیں بھینچ کر بولا —— اس کے چہرے پر عزم تھا —!

" ٹھیک ہے —!" اشرف جل کر بولا

اسی لمحے امجد اندر آگئے ۔ کہنے لگے ۔

"تم نے بتا دیا اشرف اسے —!

" جی ہاں انکل —— " اشرف بولا

" تو پھر اسے کہہ دو کہ کل تک بندوبست کرے —— "

" ابا جان —— !" ثاقب بے بسی سے بولا

" ثاقب ! جو تم چاہتے ہو میں تیار ہوں —— ! مگر میں نے مجبوری بھی تمہیں بتا دی ہے —!"

" آؤ اشرف مجھے تم سے کام ہے —— " امجد بولے

اشرف امجد کے ساتھ باہر نکل گیا ۔

اور ثاقب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا ۔ ذہن ابل رہا تھا ۔ سینے میں آگ سی لگی تھی ۔

" مجھے اپنی محبت کو ہر صورت بچانا ہے —!" خواہ مجھے نواب زادی سے بھی یہ رقم کیوں نہ لینی پڑے —— میں اس سے کہہ دوں گا —— وہ میری ہے ۔ وہ میری خاطر سب کچھ کر سکتی ہے ۔

سب کچھ کر سکتی ہے —!

تمام رات وہ سلگتا رہا۔

وہ کیا سوچے گی —!

وہ کیا سمجھے گی —!

وہ کہے گی میں اس کی دولت دیکھ کر یہ ڈھونگ رچا رہا ہوں —!

کہے گی مجھے دولت سے پیار ہے —!

مگر

میں اس سے صاف صاف کہہ دوں گا۔

وہ رات بھر خیالات کے بھنور میں پھنسا رہا —!

کبھی دل جھک جاتا —!

اور کبھی فرض پکارتا —!

جنگ جاری تھی —!

اور جنگ کے ہولناک شعلے تھے — تیز تیز دھماکے تھے۔

صبح ہو گئی —!

امجد بھیا صبح سویرے ہی نکل گئے — وہ یوں ہی لیٹا تھا۔

ذہنی اضطراب نے اسے بری طرح تھکا ڈالا تھا —!

حالات کے سنگریزے دل و دماغ کو زخمی کرتے رہے —!

اس نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

اپنی آنکھوں پر انگلیوں کے لمس کو محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھول دیں —!

دیکھا —!

وہ سامنے کھڑی تھی — اسے دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرائی

روشنی کی ایک باریک سی لکیر اس کے ہونٹوں کو چھو کر گزر گئی —!

گلابی ریشم کی ساڑھی میں ملبوس — بالوں میں سفید پھولوں کی لڑیاں لگائے — وہ بڑی پیاری لگ رہی تھی —!

"سائرہ —!" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا —!

"کیسی طبیعت ہے حضور کی —" وہ آہستہ سے ہنسی

"جی رہا ہوں —!" وہ آہستہ سے بولا

"یہ مایوسی ـــ یہ اداسی ـــ وجہ ـــ؟ اس کا چہرہ
اداس ہو گیا۔

"بیٹھو تو ـــ" ثاقب کے لہجے میں وہی والہانہ پن۔
وہی محبت ـــ وہی چاہت سمٹ آئی ـــ!

وہ سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

ثاقب ـــ خاموش خاموش اسے دیکھے جا رہا تھا ـــ!
پاگلوں کی طرح ـــ!

"کتنے ہی لمحے بیت گئے ـــ خاموش خاموش سے لمحے ـــ!
گونگے لمحے ـــ!

کافی دیر بعد وہ بولی

"پریشان دکھائی دیتے ہیں آپ ـــ؟

"ہاں سائرہ ـــ میں بہت پریشان ہوں ـــ وہ تھکا تھکا
سا لگ رہا تھا ـــ!

"ہمیں نہ بتائیے گا ـــ؟

"تمہیں نہ بتاؤں گا تو کسے بتاؤں گا ـــ؟

وہ مسکرا دی۔

"سائرہ ـــ! سائرہ مجھے ایک لاکھ روپے لا دو ـــ" لادو گی
نا ـــ بتاؤ لا دو گی نا ـــ" وہ اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں لیتے ہوئے

بولا۔

چند لمحے وہ اس کی طرف دیکھتی رہی ـــ پھر بولی

"یہ پریشانی ہے ـــ؟

"ہاں ـــ!

"ہم نے سمجھا جانے کیا ہوا ہے ـــ؟ وہ ہنس دی

"تو ـــ تو لا دو گی ـــ؟

"کوئی اور بات کیجئے ـــ؟ وہ مسکرا کر بولی ـــ ہاں ثاقب
آپ کے ابا آج بھی گھر پر نہیں۔

ثاقب صرف اس کے چہرے کو دیکھ کر رہ گیا ـــ!

کتنی دیر وہ بیٹھی رہی ـــ اس نے دنیا جہان کی باتیں کیں
اس کا یہ انداز ثاقب کیلئے عجیب تھا ـــ اس نے ایک بار بھی پیسے کی
بات نہ کی ـــ اور ثاقب کو بھی پھر وہ بات کرنا مناسب نہ تھا ـــ

وہ اسے دیکھتا رہا ـــ کھویا کھویا سا ـــ!

جیسے آخری بار دیکھ رہا ہو ـــ!

اشرف آ گیا تو وہ محبت کی نظروں سے مڑ مڑ کر دیکھتی ہوئی چلی گئی

"ہوں ـــ؟ اشرف نے اسے اپنی موجودگی کا احساس
دلایا ـــ جو اب تک باہر دیکھ رہا تھا ـــ جہاں سے ابھی ابھی نواب زادی
نکل کر گئی تھی۔

"ثاقب ——!" اشرف بولا

"اُں —— ہاں ——!" وہ چونکا

"تو پھر تم نے کیا سوچا ——؟"

"اشرف —— آج جانے کیوں میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا سمجھ رہا ہوں ——"

"کیوں ——؟" اشرف بولا

"میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے ایک لاکھ روپیہ لا دے ——"

"پھر ——" اشرف کے لہجے میں اشتیاق بھی تھا۔ اور خوف بھی ——!

"اس نے کوئی بات نہیں کی —— شاید وہ ٹال گئی ہے یا —— اس کی لاپرواہی سمجھ میں نہیں آئی مجھے ——!"

اشرف نے زور سے قہقہہ لگایا —— اور بولا

"ہو گئی محبت تمام محترمہ کی —— شکر ہے تمہیں علم ہو گیا۔ میں نے کہا تھا نا —— کہ وہ محبت صرف فیشن کے طور پر کر رہی ہے اپنی بوریت دور کرنے کے لئے۔ تم نے دیکھا —— اس کے چہرے پر کوئی خاص ردِ عمل نہ تھا ——! ہمیشہ کی طرح نارمل تھی۔ تم نے دیکھا جب ایک لاکھ روپے مانگے تو اس نے لاپرواہی ظاہر کی —— میرے دوست ——! ان لوگوں کو ایک ایک پائی سے محبت

ہوتی ہے —— انسانوں سے نہیں ——!

"نہیں اشرف ——! وہ یقیناً میرے بارے میں کوئی اچھی رائے لے کر نہیں گئی۔ وہ سمجھتی ہو گی کہ مجھے اس کی دولت سے پیار ہے۔ اور میں نے یہ ڈھونگ رچایا ہے —— اشرف —— وہ میرے دل میں بس گئی ہے —— مجھے پچھتاوا ہے تو اس بات کا —— کہ میں نے اس سے کیوں یہ بات کی —— میں ذلیل ہو کر رہ گیا ہوں اشرف —— اسے مجھ سے واقعی پیار ہے ——!

"پیار ہے ——!" اشرف کے لبوں پر طنزیہ ہنسی تھی —— کہنے لگا۔ "یہی پیار ہے۔ کہ تم نے اسے اپنی پریشانی بیان کی اور اس پر رتی بھر اثر نہ ہوا —— ثاقب ——! اسے اگر تم سے پیار ہوتا تو وہ اسی وقت بھاگتی ہوئی جاتی —— اور رقم لا کر تمہیں دیتی —— اس کے پاس کس چیز کی کمی ہے ——"

"کیا سوچتی ہو گی وہ ——" ثاقب کے دل میں اب بھی وہ چھائی ہوئی تھی۔

"وہ —— میں جانتا ہوں کیا سوچتی ہو گی ——!"

"کیا ——" ثاقب نے پوچھا

"یہی کہ اب کس کو پھانسا جائے گا ——!"

"نہیں نہیں ——" ثاقب گھبرا کر بولا

"کیوں نہیں —— دیکھ لینا تم —!"

"نہیں اشرف —— وہ بھلا ایسا کیوں کرے گی —— وہ تو نواب زادی ہے —!"

"یہ تم نے خوب کہی —— ارے بھئی دولت ہی تو سب کچھ نہیں —— جذبات بھی ہیں —— وہ یہ سب کچھ اپنے جذبات کی تسکین کے لئے کرتی ہے —"

"غلط ہے اشرف —— تم کتنی نیچی باتیں سوچتے ہو" ثاقب کے لہجے میں حقارت تھی۔

"چند روز بعد تم جان جاؤ گے —— خیر — اب تم انسان بن جاؤ —— اور انکل کو پریشان نہ کرو —— روبی میں کیا کمی ہے —! خوبصورت ہے —— خوب سیرت ہے —— اور اس کے ساتھ شادی کے بعد تمہارا مستقبل بھی حسین ہے —!"

"مجھے نہیں چاہیئے یہ سب کچھ ——" ثاقب کے لہجے میں جھلاہٹ تھی —!

"میں کہتا ہوں انسان بنو —!"

"اشرف — خدا کیلئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو —!"

"اب تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی —— اٹھو — اور — اپنی حالت سنوارو —! اٹھو —!"

مگر ثاقب خاموش خاموش باہر دیکھتا رہا —!

نواب زادی کار میں بیٹھ رہی تھی کہ جابر قریب آ گیا

"کہاں کی تیاری ہے ——" نواب جابر چھڑی ہلاتا ہوا بولا

"شہر جا رہے ہیں ہم —!"

"ضروری جانا ہے ——!" جابر مسکرایا

"ہاں —!"

"تھوڑی دیر رک جائیے —— آپ سے ضروری باتیں کرنا ہیں — یا پھر ہم آپ کے ساتھ ہی شہر چلے چلتے ہیں ——" جابر کے ہونٹوں پر ہوس سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔

"آیئے آپ کی باتیں سن لیں پہلے ——" وہ کار سے اتر آئی اور بیزاری سے اس کے ساتھ ہو لی۔

دونوں ڈرائینگ روم میں چلے گئے ـــ!

"سنبل ـــ کافی تو پلواؤ ـــ!" جابر ہنستے ہوئے بولا

"ابھی لائی حضور ـــ" سنبل سر جھکا کر بولی

"کہیے ـــ" سائلہ بیزاری سے بولی

"کئی روز سے آپ اس طرف نہیں آئیں ـــ!"

جابر سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا بولا

"فرصت نہ ملی ـــ!" وہ لاپرواہی سے بولی

"کیا ایسے کام پڑ گئے ـــ!" اس کے لبوں پر طنز تھا۔

"بس نہیں ملی فرصت ـــ!" وہ ناگواری سے بولی

جابر کے لئے سائلہ کی شخصیت ہمیشہ ہی ایک معمہ بنی رہی تھی ـــ!

وہ اس کے ادائے حسن کی تمکنت اور خاموشی سے مرعوب سا تھا۔ کئی بار اس نے سوچا کہ وہ اس سے شادی کی بات کرے گا۔ لیکن اس سے بات چیت کرنے کی ہمت نہ پاتا ـــ!

آج تک وہ کئی عورتوں کو نزدیک سے دیکھ چکا تھا اس کا خیال تھا کہ سنجیدہ سے سنجیدہ عورت بھی دو ایک ملاقاتوں کے بعد اپنے اصلی روپ میں آجاتی ہے۔ اور تکلف اور تصنع کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور پھر عورت صرف عورت رہتی ہے۔

مگر سائلہ کے سامنے وہ بے بس تھا ـــ وہ سامنے لاپرواہی سے بیٹھی تھی ـــ کھڑکی سے باہر جانے کیا دیکھ رہی تھی ـــ اور کیا کیا سوچ رہی تھی ـــ!

سوچ کی لکیریں اس کے خوبصورت چہرے پر ابھر ابھر کر مٹ رہی تھیں۔

جابر نے دیکھا ـــ اس کے سپید چہرے پر شفق جیسی سرخی کا غبار پھیل پھیل کر سمٹ رہا تھا ـــ یقیناً وہ کسی بہت اچھے تصور میں کھوئی ہوئی تھی۔ ہونٹ ـــ جن پر آپ ہی آپ مسکراہٹ سی ابھر رہی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی اور اس کے سینے کی مرمریں لہریں کچھ بے تاب سی تھیں ـــ یقیناً اس کی سوچ اس کے اپنے جذبات میں ہلچل مچا رہی تھی۔

اور جابر کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

اس نے بستی کے لوگوں سے سن لیا تھا کہ نواب زادی نے جیون ساتھی چن لیا ہے۔

اور اسے یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ کوئی اجنبی یہاں کچھ روز رہ کر گیا ہے۔

یقیناً نواب زادی اب بھی اسی کے بارے میں سوچ رہی ہے۔

یکایک وہ چونک گئی اور کہنے لگی۔

"نواب جابر آپ نے ہم سے کچھ کہنا تھا ۔۔۔ کہہ دیجیے ۔۔۔ ہمیں کہیں جانا ہے ۔۔۔ ہمارا وہاں انتظار ہو رہا ہوگا۔

"کہاں جانا ہے ۔۔۔" جابر کے ہونٹوں پر زہر خند پھیل گئی

"کہیں جانا ہی ہے ۔۔۔!" اس کے گال سرخ ہو گئے۔

"ہمیں نہ بتایئے گا ۔۔۔؟"

"وقت آئے گا تو آپ کو پتہ چل جائے گا ۔۔۔" وہ شرما سی گئی۔

"تب تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے ۔۔۔" وہ مکروہ سی ہنسی کے ساتھ بولا

"آپ کیوں چلیں گے ۔۔۔؟"

"کیا ہم وہاں نہیں جا سکتے ۔۔۔؟"

"نہیں ۔۔۔!"

جابر کا چہرہ پھیکا پڑ گیا ۔۔۔ کہنے لگا۔

"امی حضور کی طبیعت ناساز ہے ۔۔۔ انہوں نے آپ کو اسی وقت یاد فرمایا ہے ۔۔۔"

اسے جلدی میں یہی بات سوجھی ۔۔۔ اصل میں تو وہ سائلہ کو روکنا چاہتا تھا جب سے اس نے یہ سنا تھا کہ کوئی اجنبی یہاں رہ کر

گیا ہے۔ اس کے کلیجے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔

"کیا ابھی ۔۔۔؟" وہ پریشان ہو کر بولی

"جی ابھی ۔۔۔!"

"ہم شام کو آجائیں گے ۔۔۔" وہ ٹالتے ہوئے بولی

"ان کی طبیعت بہت خراب ہے ۔۔۔!"

"مگر ۔۔۔!"

"اگر مگر چھوڑیئے ۔۔۔ اور ہمارے ساتھ چلیئے ۔۔۔ امی حضور نے کہا ہے۔ کہ آپ کو ساتھ لے کر آئیں ۔۔۔!"

"مگر اس وقت تو ہمیں بہت ضروری کام تھا ۔۔۔" وہ گھبرا کر بولی ۔۔۔!

"ہو جائے گا کام ۔۔۔ چلیئے ۔۔۔!"

"چلیئے ۔۔۔" وہ با دل نخواستہ اٹھی اور جابر کی کار میں آ بیٹھی کہنے لگی ۔۔۔!

"ہم جلدی واپس آجائیں گے ۔۔۔!"

آسمان پر بادل گھر گھر کر آ رہے تھے ۔۔۔ گرج اور چمک بھی جاری تھی۔

"ہاں ہاں جس وقت آپ کہیں گی چھوڑ جاؤں گا ۔۔۔!"

چند کوس کے فاصلے پر احمد پور کی بستی تھی جہاں جابر اپنی ماں کے

ساتھ رہنا تھا۔

ابھی گاڑی کچھ دور ہی چلی تھی کہ بارش آگئی ——! راستے دھواں دھواں سے لگ رہے تھے ——!

"اوہ —— بارش بھی آج ہی ہونی تھی ——!" نواب زادی جھنجھلا کر بولی۔

جابر ہنس دیا —— کہنے لگا۔

"معلوم ہوتا ہے جس جگہ آپ جا رہی تھیں۔ بڑی دلچسپ جگہ ہے ——!"

"کیوں ——" وہ غصے سے بولی

"آپ کی بے تابی سے اندازہ ہوا ہے ——" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

وہ خاموش سی ہو گئی۔

"گاڑی کچھ دیر رکنی پڑے گی —— بارش بہت تیز ہے!" جابر نے گاڑی روک دی۔

"افوہ —— کیا مصیبت ہے ——" وہ جھنجھلا گئی۔

اس کی الجھن پر جابر کو ہنسی آ رہی تھی —— خوش ہو رہا تھا وہ ——!

گھنٹہ رکنے کے بعد جابر نے گاڑی اسٹارٹ کی —— تو اس کا غصہ

انتہا پر تھا ——!

خاموش خاموش سی بیٹھی رہی ——!

جابر کی کوٹھی آگئی —— تو وہ تیزی سے نیچے اتر آئی

جابر کی امی پلنگ پر لیٹی تھیں اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھیں ——

"السلام بیٹی ——!"

"آداب جی حضور ——!" وہ ان کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی

"جیتی رہو ——!"

"آپ کی طبیعت کیسی ہے اب —— ہم تو پریشان ہو گئے سن کر —— کب سے بیمار ہیں آپ ——" وہ ایک ہی سانس میں بولی

"بیمار —— نہیں بیٹی —— بیمار کب ہیں ——! یونہی سر درد کی وجہ سے لیٹ گئے تھے۔"

"جی ——! مگر جابر بھائی نے تو کہا کہ خدانخواستہ آپ کی حالت بہت خراب ہے ——!" وہ حیرانی سے بولی

"ایسے آپ کہاں آتیں ہمارے گھر ——" جابر ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

"بڑے شریر ہو جابر —— لڑکی کو پریشان کر دیا ——! ماں بیٹے سے ہنستی ہوئی کہنے لگیں ——!

نواب زادی کو غصہ تو بہت آیا —— مگر موقع کی نزاکت جان کر

وہ زبردستی مسکرادی۔

کہنے لگی ــــ:

" ہم اتنے ضروری کام جا رہے تھے ــ!

" کیا کام تھا بیٹی ــ؟

" کوئی کام تھا مگر بتانے والا نہیں امّی حضور ــــ جابر ہنستے ہوئے بولا

وہ دانت پیس کر رہ گئی ــ:

" جابر بھائی ہمیں پہنچا آیئے واپس ــــ" وہ اسے تیز نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

" ابھی تو نہیں جانے دیں گے ــــ اتنے روز بعد تو آئی ہو ــ بڑی حویلی جانا ــــ" امّی فوراً بولیں

" نہیں چچی حضور ہمیں آج جانے دیجئے ــــ قسم آپ کی ہم کل ضرور آئیں گے ــ نواب زادی ملتجی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی

" جھوٹی بات ــــ آج ہم نہیں جانے دیں گے ــ! موسم بھی دیکھو کتنا خراب ہے۔ اس زور کی بارش میں تو کبھی بھی جانے نہیں دیں گے ــ!" امّی محبت سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں

" زکام ہو جائے گا ــ! جابر قہقہہ لگا کر بولا

" جب سے ڈاکٹری پاس کر کے آئے ہو ہر وقت بیماری کی باتیں

ہی کرتے ہو ــــ کیوں ہو زکام ــــ خیر کی بات کیا کرو بیٹے ــ

امی خوش دلی سے بولیں۔

اور نواب زادی کے دل کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا ــ!

باہر بارش زور شور سے برس رہی تھی

اور نواب زادی بے بس ہو کر خاموش بیٹھ گئی ــ مارے رنج کے اس کی آنکھیں برس پڑیں ــ!

امّی اسے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں ــ!

ان کی کتنی بڑی آرزو تھی ــ کہ وہ ان کی بہو بنے! یہ بات انہوں نے نواب صاحب مرحوم سے بھی کئی بار کہی تھی ــ!

مگر نواب صاحب کا کہنا تھا ــ کہ شادی کا فیصلہ اُن کی بیٹی ہی کرے گی ــ!

اور جابر نواب زادی کو زہر لگتا تھا ــ!

اس کی مکروہ ہنسی سے اسے وحشت ہوا کرتی ــ!

جب کبھی وہ کوٹھی آتا ــــ اس کی یہ ہی کوشش ہوتی کہ وہ اس سے نہ ملے۔

جابر اس کی اس نفرت کو جانتا تھا ــ مگر اسے بھی نواب زادی سے پیار تھا ــ سالوں سے نہیں ــ!

اتنی بڑی جائیداد اسے زیادہ حسین معلوم ہوتی ــ!

وہ آس لگاکے بیٹھا تھا

ایک روز پہلے اسے اس کے مینجر نے بتایا کہ نواب زادی کے ہاں چند روز پہلے ایک اجنبی آکر ٹھہرا تھا ـــ اور نواب زادی کو اس دن سے سب لوگوں نے خوش دیکھا تھا۔

جابر کا ماتھا اس خبر سے ہی ٹھنکا تھا ـــ اسی لئے وہ نواب زادی سے ملنے چلا گیا جہاں اس کی بیتابی اور خوشی دیکھ کر اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی ـــ!

اور وہ سوچ رہا تھا ـــ!

کہ نواب زادی کو اجنبی سے نہیں ملنے دینا چاہیئے ـــ!

مگر اسے یہ بھی تو معلوم نہ تھا ـــ کہ اجنبی ہے کون ـــ؟

وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا ـــ!

کہ امّی بولیں۔

"جابر تمہارے دو مریض آئے تھے ـــ!

"ہوں ـــ پھر ـــ؟"

"تمہارے اسسٹنٹ کے پاس بھیج دیا تھا ہم نے ـــ"

امّی بولیں۔

"ٹھیک ہے ـــ" جابر سائلہ کو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا

"سائلہ کو تم نے اپنا نیا ہسپتال دکھایا ـــ؟"

امّی بولیں ـــ؟

"انہیں ان دنوں فرصت نہیں ـــ" وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا

"جابر ـــ ان باتوں کا مطلب ـــ؟" نواب زادی سختی سے بولی۔

"مطلب کیا ہو سکتا ہے ـــ یوں ہی بات کی ہے ـــ آپ ابھی تو کہیں جا رہی تھیں ـــ ابھی بھی تو آپ کو کام تھا ـــ!

وہ ہنستے ہوئے بولا

وہ اس پر تیز نظر ڈال کر رہ گئی۔

"تم دونوں باتیں کرو ـــ ہم ذرا خانساماں سے سائلہ کی پسند کی کوئی چیز بنوالیں ـــ"

امّی اٹھ کر باہر نکل گئیں۔

ان کے جانے کے بعد جابر بولا

"آپکے مہمان چلے گئے ـــ؟"

"کون مہمان ـــ!

"سنا ہے کوئی خاص مہمان تھے ـــ!

"تھے ـــ پھر ـــ؟" وہ غصّے سے بولی

"یوں ہی پوچھ لیا ـــ" وہ ہنس کر بولا

"آپ کو اس کا حق نہیں ـــــ" وہ تیز آواز میں بولی

"بڑا غصہ آرہا ہے آج آپ کو ـــ!"

وہ ڈھٹائی سے ہنسا ـــ!

"جابر ہمیں پہنچا آئیے ـــــ!" وہ روہانسی ہو کر بولی

"اس بارش میں ـــ!"

"ہاں ـــ!"

"امی کیا کہیں گی ـــ!"

"ہم انہیں منالیں گے ـــ!"

"راستہ خراب ہو چکا ہے ـــــ بڑے نالے میں پانی بہت جمع ہو چکا ہو گا۔ رات کو بارش نہ ہوئی تو صبح راستہ مل جائے گا ـــ"

وہ اس کے جھلانے پر خوش ہو رہا تھا ـــ!

"اوہ ـــ!" اس نے سر تھام لیا ـــ جابر اسے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

اور نواب زادی کے دل کی بیقراری بڑھتی جا رہی تھی ـــ!

گھبرا کر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھی ـــــ مگر بارش کی وجہ سے ٹیلیفون کی تاریں بھی خراب تھیں ـــــ

تھک ہار کر صوفے پر گر سی گئی۔

جابر ہنس رہا تھا۔ اپنی اس ڈراؤنی آواز میں قہقہے لگا رہا تھا ـــ!

"سنبل ـــ! یہ والا لباس دو ہمیں ـــ" نواب زادی کے سامنے لباس بکھرے ہوئے تھے ـــ رنگ برنگے ـــ اور خوبصورت ـــ!

مگر اس کے لئے چناؤ مشکل ہو گیا تھا۔

کہنے لگی ـــ "نہیں سنبل یہ بھی نہیں ـــ یہ آتشیں ساڑھی دو"

سنبل حیران تھی کہ آج کیا بات ہے۔ نواب زادی کو کوئی لباس بھی موزوں نہ لگ رہا تھا ـــ!

"لیجئے ـــ نواب زادی حضور ـــــ" سنبل نے آتشیں ساڑھی جس پر سنہری تلے کی تاروں سے کام بنا ہوا تھا آگے بڑھا دی۔

"سنبل ـــ ہمارا جوڑا بنا دو ـــ اچھا سا ـــ"

ہنستے ہوئے بولی۔

"نواب زادی حضور ۔۔۔" وہ آہستہ سے بولی

"کیوں ۔۔؟"

"وہ کچھ کارڈ آئے رکھے ہیں ۔۔!"

"کیسے کارڈ ۔۔؟"

"تین کارڈ تو شادیوں کے ہیں ۔۔۔ ایک سالگرہ کا اور دو دوسری پارٹیوں کے ۔۔۔ لاؤں ۔۔؟"

"نہیں نہیں ۔۔۔ رہنے دو ۔۔ ان دنوں ہم کوئی تقریب اٹینڈ نہ کر سکیں گے ۔ اور ہاں مینجر سے کہنا کہ وہ مناسب جواب دے دیں

وہ اپنے کپڑوں پر سینٹ سپرے کرتی ہوئی بولی

"جی بہتر ۔۔!"

"اچھا سنبل ۔۔۔ ہم شہر جا رہے ہیں ۔۔۔ دیر سے لوٹیں گے ۔۔! ایک بیگ ہماری خواب گاہ میں رکھا ہے ۔ وہ لا دو ۔۔!"

سنبل بیگ لے کر ساتھ ساتھ کار تک آئی ۔۔!

مہکتی ہوئی وہ کار میں آ بیٹھی ۔۔!

ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر دی ۔

"تیز چلو ۔۔!" اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور خوشی کا امتزاج تھا ۔۔!

"راستے پر پھسلن ہو رہی ہے نواب زادی حضور ۔۔!"

ڈرائیور بولا

"ہوں ۔۔۔ چلو تم ۔۔۔ تیز چلو ۔۔!"

تھوڑی دیر میں گاڑی ثاقب کے مکان کے سامنے تھی ۔۔!

ہاتھ میں بیگ تھامے وہ باہر نکلی ۔۔!

اور دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہو گئی ۔ صحن میں کوئی نہ تھا ۔

لبوں پر شگفتہ مسکراہٹ لئے جھجکی جھجکی پلکوں سے وہ ثاقب کے کمرے میں داخل ہوئی ۔

وہ سامنے ہی بیٹھا تھا ۔۔۔ کشمیری گاؤن پہنے ۔۔!

"ثاقب ۔۔۔" خاموش کمرے کا سحر ٹوٹ گیا ۔

ثاقب نے اسکی طرف دیکھا ۔

تو اس کے چہرے پر شوخیاں مچل گئیں ۔ دھڑکنوں کا شور لئے وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی ۔۔!

وہ اسے خاموش دیکھے جا رہا تھا ۔۔!

"ثاقب ۔۔۔" اسکے جذبات پھر بہکنے لگے ۔

وہ کچھ نہ بولا

دکھ اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا ۔۔۔

"ثاقب ۔۔۔! ہم کل آنا چاہتے تھے ۔۔۔ مگر ہم مجبور ہو گئے

تھے ــــ ہمیں پتہ ہے آپ روٹھ گئے ہیں ــــ یہ بھی پتہ ہے کہ آپ اس لئے روٹھ گئے ہیں کہ کل ہم آئے کیوں نہیں ــــ" ہم شرمندہ ہیں ــ" اس کی آواز میں حسین سی شوخی تھی ــ!

وہ کچھ نہ بولا ــــ بس دیکھتا رہا ــــ والہانہ نظروں سے ــــ!

"للہ معاف کر دیجئے نا ــــ" اس نے ہاتھ جوڑ دیئے

وہ تب بھی خاموش تھا ــ!

"آپکی خاموشی ہمیں مار ڈالے گی ثاقب ــــ ہم رو دیں گے

وہ واقعی رو ہانسی ہو گئی ــ!

وہ اب بھی خاموش تھا۔

"ثاقب ــــ ہم مر جائیں گے ــــ وہ آنسوؤں کے درمیان کہنے لگی ــــ "ہم روٹھ گئے تو مانیں گے بھی نہیں ــــ!"

عین اسی لمحے کمرے سے اٹیچ باتھ روم کا دروازہ کھلا

اس نے جلدی سے دیکھا

رومی سر پر تولیہ لپیٹے کھڑی تھی ــ اسے دیکھ کر اس کے قریب آ گئی کہنے لگی۔

"ارے سائلہ ــــ جاؤ میں تم سے نہیں بولتی ــــ"

وہ حیران حیران اسے دیکھے جا رہی تھی ــ وہ خوشی وہ شوخی جو

ابھی چند لمحے پہلے اس کے چہرے پر تھی ــــ جانے ایک دم کہاں غائب ہو گئی ــ!

رومی اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

"جانتی ہوں اب تم کیوں آئی ہو ــــ یقیناً معذرت کرنے ــــ کہ رومی فرصت نہ مل سکی ــــ ڈنر تھا ــــ پارٹی تھی ــــ اور جانے کیا کیا ــــ!"

اور سائلہ کو یوں لگ رہا تھا جیسے کمرے کو ــــ رومی کو ــ ثاقب کو ــــ اور اسے خود کوئی ہوا میں زور زور سے چکر دے رہا ہو۔

اس کے سامنے دھبے سے ناچ رہے تھے ــ!

رومی اس کی حالت سے بے خبر بولی

"ثاقب ــــ یہ میری بہت پیاری سہیلی ہے ــــ اور دیکھ لو میری شادی پر نہیں آئی ــ!"

ثاقب اس کے چہرے پر بدلتے ہوئے رنگ دیکھ کر تڑپ سا گیا ــ!

"ارے ــ کہاں کھو گئیں ــــ" رومی اس کی ٹھوڑی چھوتے ہوئے بولی۔

"آں ــــ ہاں ــــ ہوں ــــ" اس کی آنکھوں میں طوفان سا مچل رہا تھا۔

میں پوچھتی ہوں شادی پر کیوں نہیں آئی ——؟

"تمہاری شادی ہو گئی —— وہ بے یقینی کے عالم میں بولی

"رومی زور سے ہنس دی —— کہنے لگی۔

"ہوش میں ہو نا —— کارڈ نہیں بھجوایا تھا میں نے ——"

"یقین مانو رومی مجھے علم نہیں —— ورنہ —— ورنہ یہ ہو سکتا تھا کہ تمہاری شادی میں نہ آؤں ——" آنسو اس کی آنکھوں سے باہر نکلنے کو بے تاب تھے ——!

"اصل میں سائرہ ——" سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا۔ کہ میں خود حیران ہوں ——؟

رومی آہستہ سے بولی

ثاقب اب بھی خاموش تھا ——!

"ثاقب —— آپ —— حیران ہوں گے —— مگر ہم دونوں میں اتنی بے تکلفی ہے کہ جب دونوں ملتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ درمیان میں کوئی اور بھی ہے ——" رومی ہنس کر بولی

ثاقب کے لبوں پر ایک پیارا سا تبسم رینگ گیا۔

اور سائرہ کیلئے وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا —— کہنے لگی ——!

"رومی ہم جا رہے ہیں ——؟

"بس اتنی جلدی —— ؟" رومی بولی

"پھر کبھی آئیں گے نا ——؟ وہ اٹھتے ہوئے بولی

"مگر اب اس گھر میں نہیں —— کوٹھی میں آنا —— ہم آج وہاں چلے جائیں گے ——؟" رومی بولی

"اچھا ——؟" وہ درد چھپاتی ہوئی بولی

"ہاں ڈیڈی پرسوں آسٹریلیا جا رہے ہیں —— اب ثاقب بھی ہماری کوٹھی میں رہیں گے ——؟

رومی مسکرا کر بولی

"خدا حافظ ——؟ وہ آہستہ سے بولی

"یہ آپ کا بیگ ——" ثاقب اس کے قریب جا کر بولا

"آپ ہی کا ہے ——" کہتے ہوئے وہ تیزی سے باہر نکل گئی ——!

"یہ بیگ ——" رومی اس کے جانے کے بعد بولی

ثاقب خاموش تھا ——!

رومی نے بیگ کھولا —— اور بولی —— اس میں تو روپے ہیں —— اس نے جلدی جلدی نوٹوں کی گڈیاں گنیں۔

"ثاقب — ایک لاکھ روپے ہیں —؟" — اوہ سمجھی۔ یقیناً نواب زادی یہ شادی کا تحفہ دے گئی ہے —" رومی کی نظروں میں چمک آگئی۔

اور ثاقب کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا — اس نے دکھ سے نوٹوں کی طرف دیکھا اور دل کا زخم رِسنے لگا۔

ثاقب نے جب ساری بات اشرف کو سنائی تو اس کا سر جھک گیا۔!

"دیکھ لیا اشرف —" وہ بچوں کی طرح رو دیا

"میں شرمندہ ہوں ثاقب —" اشرف آہستہ سے بولا

"مجھے نہ دن چین ہے۔ نہ رات آرام — کانٹوں پر بسر ہو رہی ہے میری زندگی — یہ بھی اچھا ہوا کہ رومی کچھ روز کے لئے کراچی چلی گئی — ورنہ اس معصوم کا دل بھی ٹوٹ جاتا۔ آہ اشرف — کیا کروں — میں کیا کر بیٹھا —!" ثاقب پچھتاوے کی آگ میں دن رات جل رہا تھا —!

اشرف خاموش بیٹھا تھا —!

"اشرف جب وہ آئی تو کیا بتاؤں — وہ کتنی خوش تھی — اس روز وہ ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی —!

اور جب اس پر یہ انکشاف ہوا — کہ میری شادی ہو چکی ہے۔ تو میں نے ایک قیامت دیکھی جو اس پر گزر گئی —!

میں نے اس کی آنکھوں میں مچلتا ہوا ایک طوفان دیکھا

وہ آنکھیں —

وہ آنکھیں نہ تھیں اشرف — اس کے اجڑنے کی۔ کہانیاں تھیں —!

اس کے چہرے پر دھواں سا پھیل گیا تھا —!

"اشرف — میں اس کے بغیر مر جاؤں گا — میں مر جاؤں گا اشرف —!"

وہ اسکی گود میں سر رکھ کر سسکنے لگا —!

اور اشرف کی زبان بند تھی — اس کی نظر میں وہ بلند ہستی تھی جس کے لئے اس نے کیا سوچا تھا — اور کیا کیا کہہ گیا تھا — اسے اپنے آپ پر ندامت سی محسوس ہو رہی تھی —!

"ثاقب —!" کافی دیر چپ رہنے کے بعد اشرف بولا

ثاقب نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا

"وہ روپے کہاں ہیں — اسے واپس کر دو —" اشرف

اداس لہجے میں بولا

"وہ — وہ روپے روحی نے رکھ لئے ہیں — وہ کہتی ہے کہ نواب زادی شادی کا تحفہ دے گئی ہے —" ثاقب کی آواز میں رقت تھی —!

"تم نے اس سے کچھ نہیں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا تھا —!"

"تم نے کہا ہوتا کہ وہ یہ رقم واپس کر دے —!"

"میں نے کہا تھا — مگر وہ کہنے لگی میں نواب زادوں کی عادت جانتی ہوں — اگر یہ رقم اسے واپس کی گئی تو وہ ناراض ہو جائے گی — اس کا کہنا ہے کہ اسے بھلا لاکھ روپے کی کیا پرواہ ہے — اس نے ہمیشہ سالگرہ پر قیمتی تحفے دیئے ہیں —!"

"پھر —؟"

"میں چپ ہو گیا — مجھے تو ان دنوں اپنا ہوش نہیں اشرف میرا دماغ ماؤف ہو چکا ہے — سوچنے سمجھنے کی طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہر لمحہ اس کا اجڑا اجڑا سا چہرہ میرے دل میں آگ لگاتا رہتا ہے — وہ اکیلی ہے۔ وہ تنہا ہے اشرف — وہ یقیناً تڑپ رہی ہو گی — اس نے کہا تھا اشرف — ہم مر جائیں گے —! کہیں وہ کچھ کر نہ لے۔ مجھے اس کے پاس جانا چاہیئے —!

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ـــــ اس کے ہونٹ کانپ رہے
تھے ـــــ چہرہ سفید پڑ گیا تھا ـــــ ہونٹ کانپ رہے تھے ـــ!

"کیا کرتے ہو ثاقب ـــــ؟ اب تمہارا وہاں جانا مناسب
نہیں ـــ؟"

اشرف اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا

"نہیں اشرف ـــــ میں وہاں ضرور جاؤں گا ـــ اب مجھے دنیا
کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی ـــ وہ حرماں نصیب تڑپ رہی ہوگی
اکیلی ـــ تنہا ـــ ویران ـــ اور اداس ـــ!

وہ پلنگ پر گر سا پڑا ـــ!

اشرف اس کے پاس بیٹھا تھا ـــــ امجد زیدی کے
ساتھ کراچی گئے ہوئے تھے۔ اس رات اشرف اس کے پاس رہا ـــ!

کمرے میں اس کی ہچکیوں کی بازگشت پھیلی ہوئی تھی ـــ!

"للہ نواب زادی حضور کچھ تو کہیئے ـــــ!" سنبل اس
کے قریب کھڑی کتنی دیر سے اس سے پوچھ رہی تھی ـــ!

اور وہ پلنگ پر اوندھی لیٹی بچوں کی طرح ہچکیاں
لے رہی تھی ـــ!

"نواب زادی حضور ـــــ!" سنبل کی آنکھیں ان کے یوں
تڑپنے سے برس رہی تھیں۔

"سنبل ـــــ ہم بڑے بدنصیب ہیں ـــــ ہم بدنصیب ہیں
سنبل ـــ!"

وہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"نواب زادی حضور ـــــ خدا کے لئے چپ ہو جائیے ـ جو کچھ ہوا اسے بھول جائیے ــــ" سنبل اس کے شبنمی بال جن سے اس کا چہرہ چھپ ہوا تھا۔ سمیٹ کر بولی

وہ بے چاری ٹھہری نوکرانی ـــــ بھلا وہ کیسے کچھ پوچھنے کی جرأت کر سکتی تھی ـــــ سوائے تسلی کے اور کچھ بھی تو نہیں کہہ سکتی تھی۔ حالانکہ اس وقت اس کا جی چاہ رہا تھا ـ کہ وہ نواب زادی سے پوچھے۔

کس نے انہیں یہ تڑپ دی ہے ـــ!

کون اتنا بے درد ہے ـــ!

اسے یاد تھا

کل صبح جب وہ بڑے اہتمام سے آتشیں لباس میں ہنستی ـ مسکراتی گھر سے باہر نکلی تھی۔ کتنی پیاری لگ رہی تھیں ـــــ

اس وقت ـــــ!

اس نے اس وقت یہی دعا کی تھی کہ نظر نہ لگ جائے میری شہزادی کو ـــ"

مگر

ضرور نظر لگ گئی ہے۔

نواب زادی کی خوشیوں کو کس نے ڈس لیا ـــ

کون بے درد ہے وہ ـــ

سنبل کا معصوم ذہن سوچ میں الجھا رہا ـــ!

کل جب وہ واپس آئی تھی تو دنیا جہان کی مایوسیاں اس کے چہرے سے چمٹی ہوئی تھیں ـــ!

رات بھر ان پر سکتہ طاری رہا ـــــ بس خاموش خاموش سی کھڑکی کے باہر جانے کیا دیکھتی رہی تھیں وہ ـــ!

اور آج صبح سے برابر روئے جا رہی تھیں ـــ!

"یا الٰہی ـــ!" سنبل نے صدق دل سے دعا کی

"ان بیچاری آنکھوں کی نیند لٹا دے ـــ!

"اس بیقرار روح کو قرار دے دے ـــ!

"میری شہزادی اچھی ہو جائے ـــ!

"میری شہزادی اچھی ہو جائے ـــ!

"سنبل ـــ!" وہ دکھ سے ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی

"نواب زادی حضور ـــ" سنبل قریب آ گئی

"سنبل ہم ـــ ہم نہ کوئلہ ہیں نہ راکھ ـــ ہماری زندگی ارمانوں کی آگ تلے دب گئی سنبل ـــ!"

سنبل خاموش اور دکھی نظروں سے دیکھ کر رہ گئی۔

"ہم زندگی کے اس بھیانک صحرا میں تنہا ہیں ـــ بالکل تنہا ـــ!

"سنبل ــــ ثاقب نے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا ــــ اور ا
منزل پانے کے لئے ایک ہمسفر تلاش کر لیا ہے ۔"

"زندگی کی اس منزل میں ہم تنہا رہ گئے ــــ اب
ــــ اب ہمیں وہ جگہ بھی نظر نہیں آتی ــــ جہاں سے ہ
اس سفر کا آغاز کیا تھا ــــ ان ساری راہوں پر غبار سا چ
ہے ــــ"

"نواب زادی حضور ــــ اپنے آپ کو سنبھالئے ــــ"
روتے ہوئے بولی ــــ قسمت پر کس کا زور چلتا ہے ــــ"

"آہ ــــ سنبل ــــ ہم اسے قسمت کا مذاق کہیں یا حالا
کی ستم ظریفی ــــ کیا کہیں ــــ" اس نے تکیے سے سینہ چ
اور سسکنے لگی ۔

باہر اندھیرا پھیل رہا تھا ــــ اور نواب زادی ک
پر بھی گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا گئے تھے ۔

"نواب زادی حضور ــــ" سنبل اس کے سامنے آکر بولی

"کیا ہے ــــ"

"وہ آئے ہیں ــــ"

"کون"

"وہی جی ــــ"

"وہی کون ــــ"

"وہ جی ــــ ثا ــــ قب صاحب ــــ"

وہ خاموش سی ہو گئی ۔

کتنی دیر بیت گئی ــــ سنبل سامنے کھڑی تھی ۔ اور سائلہ
خاموش خلاؤں میں کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

"جی — کیا کہوں ان سے —" سنبل کتنی دیر بعد بولی

"ان سے کہہ دو ہم ان سے نہیں مل سکتے —" اس کی آوا

رقت میں ڈوب سی گئی۔

"جی —" سنبل کمرے سے باہر نکل گئی۔

اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا —!

"حضور — وہ فرماتے ہیں — ملے بغیر نہیں جائیں گے۔"

سنبل خوفزدہ سی آواز میں بولی

"کہہ دو — ہم اُن سے نہیں مل سکتے —" اور — ا

وہ اسی وقت چلے جائیں — اور یہاں کبھی نہ آئیں — جا

کہہ دو —"

مگر اس نے دیکھا — وہ دروازے میں کھڑا تھا۔

سنبل کانپ گئی — نواب زادی کی خوابگاہ میں کسی کو آنے

اجازت نہ تھی۔

اور ثاقب کو یہاں دیکھ کر وہ آہستہ سے بولی

"آپ چلے جائیے خدا کے لئے — نواب زادی حضور خفا ہوں

یہاں آپ کو نہیں آنا چاہیئے تھا —"

مگر وہ یہ سن کر حیران رہ گئی — نواب زادی کہہ رہی

"سنبل — تم جاؤ —!"

وہ حیران حیران سی باہر نکل گئی —!

کتنے لمحے بیت گئے — چپ چاپ سے —

ثاقب دروازے میں کھڑا تھا

اور نواب زادی صوفے پر بیٹھی تھی۔

وہ دل کی بے قراری پر قابو پاتے ہوئے آہستہ سے اٹھی۔ اور

کہنے لگی —!

"آئیے —!"

"سائرہ —" ثاقب کے چہرے پر درد کی لکیریں واضح ہو گئیں

"رومی نہیں آئی آپ کے ساتھ —" وہ زبردستی مسکراتے ہوئے

بولی۔

وہ خاموش خاموش اسے دیکھتا گیا

"بیٹھئے نا —" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

مگر وہ بیٹھا نہیں — چند قدم آگے بڑھ آیا۔

"کیسے زحمت کی —" وہ آہستہ سے بولی

وہ تب بھی خاموش رہا۔

"آپ نے تو نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہے —"

وہ آہستہ سے ہنس دی۔

"سائرہ —" اس کی آواز غم سے بوجھل سی تھی۔

"فرمایئے ——!"

"میں —— میں ——!"

"شرمندہ ہوں —— یہی نا —— ؟"

"سائرہ —— وہ —— میں ——!"

"مجبور تھا —— یہ کہنا چاہتے ہیں —— وہ پھر ہنس دی ——!

"سائرہ ——!" وہ بے بسی سے بولا

"ثاقب صاحب —— جو کچھ ہوا —— خدارا یاد نہ دلایئے گا —— اگر آپ کو ہم سے ذرا سا بھی لگاؤ تھا تو ہمارے لئے دعا کیجئے گا کہ ہم وہ سب کچھ بھول جائیں ——!"

"سائرہ —— میں مر جاؤں گا ——" وہ دکھ سے بولا

"ہونہہ ——!" وہ ہنس دی پھر کہنے لگی۔

"رومی ہماری عزیز سہیلی ہے —— اور اب وہ آپ کی بیوی ہے —— ہم یہ کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ اسے ہماری وجہ سے کبھی کوئی دکھ پہنچے —— آپ —— آپ —— آئندہ یہاں نہ آیئے گا اپنا دل ہاتھوں سے مسلتی ہوئی وہ جانے کیسے —— یہ الفاظ کہہ رہی تھی ——!

"میں رومی کو چھوڑ دوں گا ——" وہ آہستہ سے بولا

"ثاقب صاحب ——" اس کا لہجہ ایک دم تلخ ہو گیا

"ہاں سائرہ —— میں رومی کو ——!"

"ایسی بات نہ کیجئے —— آپ کے منہ سے اچھی نہیں لگی —— میں —— آخر میں بھی انسان ہوں —— دل ہے میرا بھی —— معلوم ہے نہیں ——" وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتی تھی —— مگر اپنے آپ پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔

"ثاقب صاحب ہم نے کہا نا —— جو کچھ ہوا اسے بھول جایئے اور دعا کیجئے گا کہ ہم بھی بھول سکیں —— رومی سے آپ نے شادی کی ہے —— ہم سمجھتے ہیں آپ نے جو کچھ کیا —— سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا —— اور اب —— خدارا ہم پر رحم کیجئے ——! ہمیں برباد نہ کیجئے —— آپ یہاں آتے رہے۔ تو ہم جس چنگاری کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بھڑک اٹھے گی —— تو ہم راکھ ہو جائیں گے ——! ہم پر ترس کھایئے ——!

"سائرہ ——!" وہ دکھ سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا

"جایئے —— اور آئندہ یہاں نہ آیئے گا —— یہاں نہ آیئے گا ——" وہ لاوا جو اس کے دماغ میں کلبلا رہا تھا —— جیسے ایک دم بہہ نکلا ——!

آنسوؤں کا ایک سیلاب اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا۔

اور ثاقب —— مجرم بنا اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اس میں اتنی جرأت بھی نہ تھی کہ وہ نواب زادی کے آنسو روک لے —— اسے دلاسہ دے سکے —— اسے کچھ کہہ سکے ——!

"چلئے جائیے نا —— اور کیا چاہتے ہیں آپ ——!"

وہ چیختے ہوئے بولی

"سائرہ —— میں جا رہا ہوں ——" وہ روندھی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

"مگر —— مگر میں تمہیں نہیں بھول سکتا —— سائرہ ——! تم میری زندگی ہو —— میری دنیا ہو —— تم میری ہو —— تمہیں میں کیسے بھول سکوں گا —— نہیں نہیں نہیں ——! کہتے ہوئے وہ باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد درد قطرہ قطرہ ہو کر اس کی زبان سے پگھلنے لگا۔

"ہم بھی آپ کو نہیں بھول سکتے ثاقب —— آپ ہماری زندگی ہیں ہماری دنیا ہیں —— اب تو آپ کی خوشی اور سلامتی کی دعا مانگتے ہی یہ زندگی تمام ہو جائے گی —— ثاقب ——!

ثاقب کا اجڑا اجڑا چہرہ اس کے دل کے ٹکڑے کر گیا تھا ——!

کہنے لگی ——!

"ہم سمجھتے ہیں ثاقب —— آپ مجبور ہو گئے ہوں گے —— ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کے دل میں ہمارے سوا کوئی نہیں ——!"

مگر ——!

"مگر ہم کیا کریں —— ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے —— ہم روحی کو برباد نہیں ہونے دیں گے ——!"

ثاقب کا غمزدہ چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آگیا

وہ تڑپ گئی ——!

"سنبل ——" اس نے درد کی وحشت سے گھبرا کر اسے آواز دی

"نواب زادی حضور ——" سنبل اس کے سامنے سر جھکائے آکھڑی ہوئی ——!

وہ تھکے تھکے قدموں سے باغ میں چلی آئی۔

سارے دن کا تھکا ہارا سورج جھکتے جھکتے زمین بوس ہو چلا تھا ——!

ہلکی ٹھنڈی ہوا خشک پتوں پر خاک اڑاتی ہوئی آہستہ آہستہ چل رہی تھی ——!

باغ میں ایک تنہا درخت —— جس کی شاخیں خزاں میں ڈوبی ڈوبی سی تھیں ——!

وہ اس کے پاس کھڑی اس درخت کو گھورے جا رہی تھی۔

اکیلا —!

تنہا —!

اور خشک —!

ابا حضور نے یہاں ایک درخت کیوں لگوایا تھا —— اس نے سوچا۔

اور پھر جیسے سوچ کو راہ مل گئی —!

"ٹھیک ہے —— ابا حضور کو شاید علم تھا کہ ان کی لاڈلی بیٹی بھی اس درخت کی مانند زندگی گزارے گی —!

اکیلی —!

تنہا —!

اور خشک زندگی ——!

"سلام نواب زادی حضور —— مالن اس کے سامنے کھڑی تھی

"سلام —— کیسی ہو چمپا ——؟

"اچھی ہوں جی ——؟ مالن اپنے کانوں کے بالوں کو دوپٹے سے چھپاتی ہوئی بولی۔

"چمپا —؟

"جی حضور —؟

"یہ درخت اکیلا کیوں ہے —؟

"جی ——؟ بھولی سی چمپا حیرانی سے نواب زادی کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"ہم نے پوچھا —— یہ درخت اکیلا کیوں ہے —؟

"بابا کہتے ہیں حضور —— کہ نواب صاحب کا حکم تھا —!

"کیوں ——؟ وہ کھوئی کھوئی سی بولی

"جی وہ —— بابا کیا کرتے ہیں —— نواب صاحب کو یہ جگہ پسند تھی —!

"کیوں ——؟

"میں بتاتا ہوں سرکار —— " بوڑھا مالی قریب آ کر بولا

پھر چمپا کی طرف مڑ کر بولا

"اے چمپا —— جا تو کوٹھڑی سے نرگس کے پھولوں کا گلدستہ اٹھا لا —— میں نے ابھی نواب زادی حضور کیلئے بنایا ہے —!

"اچھا بابا ——! چمپا ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی دوڑ گئی۔

"پگلی ہے چمپا بھی —— تمیز تو چھو کر نہیں گزری —— دیکھا حضور آپ کے سامنے کیسے بھاگی ہے۔ بدتمیز کہیں کی —— مالی کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا

"تم نے بتایا نہیں بابا —— یہ درخت اکیلا کیوں ہے —؟

نواب زادی ابھی تک درخت کی ویرانیوں میں کھوئی ہوئی

تھی ۔۔۔!

"وہ حضور ۔۔۔! نواب صاحب مرحوم کو آپ کی والدہ محترمہ سے بڑی محبت تھی ۔۔۔ آپ چھوٹی سی تھیں ۔۔۔ آپ کو یاد نہیں ہوگا نواب صاحب مرحوم ولایت گئے ہوئے تھے۔ اور آپ کی امی یہاں کرسی ڈالے بیٹھی رہا کرتی تھیں ۔۔۔ یہاں سڑک سے آنیوالی سڑک دکھائی دیتی ہے نا ۔۔۔!"

آپکی امی مرحومہ نے یہیں دم توڑا تھا ۔۔۔ نواب صاحب اس وقت بھی ولایت میں تھے۔ اور نواب صاحب مرحوم نے یہاں یہ درخت لگوا دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا ۔۔۔ یہ ان کے انتظار کی نشانی ہے ۔۔۔!

تب سے وہ یہاں کئی کئی گھنٹے گزار دیا کرتے تھے۔ انہیں یہ جگہ بڑی عزیز تھی ۔۔۔!

مالی افسردہ سا سب کچھ سنا رہا تھا ۔۔۔ اور نواب زادی سوچ رہی تھی۔

تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے ۔۔۔!

ابا حضور نے انتظار کو جو روپ دیا تھا ۔۔۔ ہماری زندگی بھی یہیں تمام ہو جائے گی ۔۔۔ ہم بھی یہیں پہ راہ دیکھتے دیکھتے خاک ہو جائیں گے ۔۔۔!

سنبل ستار لئے کب سے کھڑی تھی ۔۔۔!

اس نے ستار تھام لی ۔۔۔ اور وہیں درخت کے نیچے سنگِ مرمر کے چبوترے پر بیٹھتے ہوئے اس نے سنبل کو جانے کا اشارہ کیا۔

ستار اس کے شانے سے ٹکی ہوئی تھی ۔۔۔! آنکھیں شہر سے آنے والی سڑک پر بھٹک رہی تھیں ۔۔۔!

اور تار انگلیوں تلے تڑپ رہے تھے ۔۔۔!

ایک پیاری سی سوز میں ڈوبی ہوئی دھن نے جنم لیا۔ لمبی لمبی مخروطی انگلیاں تاروں کو تڑپا تڑپا کر سوز دور دور فضا میں بکھیر رہی تھیں۔

اور اس کی ہستی اس پرسوز دھن میں تحلیل ہوتی جا رہی تھی بند آنکھوں سے قطرے بہے جا رہے تھے۔

اس کی انگلیاں زخمی ہو گئیں ۔۔۔!

لیکن درد بہتا چلا گیا۔

"بس کیجئے نواب زادی حضور ۔۔۔" سنبل نے آکر اس کی زخمی انگلیوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور اگلے لمحے وہ سنبل کے بازوؤں میں گر چکی تھی ۔۔۔!

جذبہ انسان کے دل پر حکمرانی کرتا ہے ـــ اور محکوم دل اس کے سامنے سر جھکائے ہر اطاعت کے لئے تیار رہتا ہے ـــ ثاقب بھی جذبے کے تحت مجبور تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ ردمی کو چھوڑ دے ـــ!

وہ چاہتا تھا کہ نواب زادی کو پالے ـــ!

وہ چاہتا تھا ـــ مگر مجبور تھا ـــ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا ـــ!

وہ ہمیشہ سے محتاط اور متین انسان تھا ـــ!

اسکی زندگی میں کئی موڑ آئے ـــ کہیں نغمے اور کہیں غم ـــ کئی چہرے ـــ!

لیکن جانے غیر شعوری طور پر اسے کسی کی تلاش تھی۔ جس کا خواب حقیقت منظر میں ڈھل کر اس کے شعور میں لہرا جائے احساس پر چھا جائے ـــ!

اور خیال پر مسلط ہو جائے ـــ!

اور ایک روز

اس نے یہ سب کچھ پالیا ـــ!

نواب زادی نے اس کے شعور کے ہر تاریک گوشے کو روشن اور تابندہ کر دیا ـــ!

جب تک کوئی نامعلوم سی آرزو کسی سانچے میں نہیں ڈھلتی تجسس کا جذبہ اور کرید کا احساس دل میں موجود رہتا ہے اور جب وہی لطیف آرزو ایک پیکرِ سیمیں کا روپ دھارلے

پھر تجسس اور کرید نہیں ہوتی ـــ بلکہ بہت ہی مہکا مہکا اور بہکا بہکا جذبہ ہوتا ہے ـــ

اور یہ جذبہ انسان کے دل پر حکمرانی کرتا ہے ـــ!

ثاقب نے نواب زادی کو پایا ـــ!

اور کھو دیا ـــ!

اب پھر اضطراب کے دن تھے ـــ اور التہاب کی راتیں۔

"چائے پیو گے ثاقب ـــ" ردمی چائے کی ٹرالی اندر لاتے

ہوئے بولی

"نہیں رومی ـــــ وہ آہستہ سے بولا

"خیال خاطر ہی سہی ـــــ رومی متبسم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"خیال خاطر ـــــ" وہ آہستہ سے ہنسا

"ہاں اس وقت چائے ٹانک ہے آپ کے لئے ـــ!"

رومی نے زیرلب تبسم سے کہا۔

"تم کہتی ہو تو پی لیتا ہوں ـــــ" وہ مسکرا کر بولا

رومی نے پیالی اس کے سامنے رکھ دی ـــ اور وہ پیالی اٹھا کر آہستہ آہستہ چسکیاں لینے لگا۔

"ثاقب ـــ!" رومی آہستہ سے بولی

"ہوں ـــ!"

"میں ایک پارٹی دینا چاہتی ہوں ـــ دیکھو نا ـــ میری ساری سہیلیاں ناراض ہو گئی ہیں ـــ اصل میں ڈیڈی نے شادی کا اتنا جلدی پروگرام بنا لیا کہ میں بہت ساری سہیلیوں کو بلا نہ سکی کل سلمے کا خط آیا تھا ـــ توبہ توبہ ـــ وہ گلے شکوے اصل میں سلمے نہ ـــ بڑی تیز لڑکی ہے ـــ! ناک میں دم کر دے گی میرا ـــ اسے بھی فارغ کر دوں گی ـــ سلمے میری بڑی ہی

پیاری سہیلی ہے ـــ ثاقب ـــ تمہارا تو وہ حلیہ بنائے گی کہ توبہ ـــ! اور ہاں ثاقب سچی تمہیں تو میں سنانا ہی بھول گئی ـــ ایک مرتبہ اس سلمے کی بچی نے خیالوں خیالوں میں میرے ہونے والے شوہر کی جو تصویر بنائی تھی ـــ بس تم دیکھتے نا تو ہنس ہنس کر پیٹ میں درد ہو جاتا ـــ!

"کیا بنایا تھا ـــ؟" ثاقب اسے خوش کرنے کے لئے بولا

"یہ موٹی توند ـــ اور گلیس والی پتلون پہنے ہوئے آنکھوں پر چشمہ لگا ہوا ـــ کان میں پنسل لگی ہوئی ـــ" رومی ہنستے ہنستے دہری ہوئی جا رہی تھی ـــ پھر کہنے لگی ـــ تمہیں دیکھ کر حیران رہ جائے گی۔

"کیوں ـــ؟" ثاقب بولا

"اس لئے ـــ اس لئے کہ ـــ تم تو ـــ بہت ہی خوبصورت ہو ـــ سمارٹ ـــ اور ـــ اور ـــ!"

اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہوتا جا رہا تھا ـــ! اور ثاقب ہنس دیا ـــ!

اس کے ہونٹوں کا شرمایا شرمایا سا تبسم ثاقب کے گرد جال سا بن رہا تھا ـــ!

تنہائی کے لمحے کو شرارت سوجھی ـــ!

اور رومی نے اس کے کندھوں پر اپنا سر رکھ دیا۔

کہنے لگی ــــ!

" میری ایک اور سہیلی ہے فوزیہ ــــ وہ بڑی سٹریل سی ہے۔ مگر مجھ سے بہت پیار کرتی ہے ــ اسے بھی گلہ ہے ــ!"

" تم پارٹی کر ڈالو ــــ" ثاقب اس کے چہرے پر آئی ہوئی لٹ کو سنوارتا ہوا بولا ــ!

" تو پھر آج ہی لسٹ بناتے ہیں ــــ!" وہ بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے بولی۔

" لاؤ پنسل کاغذ ــــ" ثاقب اس کی خوشی میں زبردستی اپنے آپ کو شریک کرنے لگا۔

وہ جھٹ سے قلم اور کاغذ لے آئی ــ!

" لکھواؤ ــــ!" ثاقب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

وہ سوچتی ہوئی لکھوانے لگی۔!

رضیہ ــــ فوزی ــــ سلمے ــــ نگہت ــــ عنبریں۔

مونا ــــ طاہرہ ــــ اور نواب زادی ــــ!

لکھتے ہوئے اس کے کانپ گئے ــ!

پھر اس نے ڈھیر سارے نام لکھوائے ــــ لیکن وہ نواب زادی ہی لکھتا چلا گیا ــ!

" ٹھہرو ــــ میں ان کے ایڈریس لے آؤں ــــ" پر وہ رہ گیا کہ وہ کمرے سے باہر نکل گئی ــ!

اور اس کی نظر لسٹ پر جا پڑی ــــ جہاں جانے کتنی بار نواب زادی کا نام لکھا تھا ــ!

گھبرا کر اس نے لسٹ پھاڑ دی ــ!

اسی لمحے رومی کمرے میں داخل ہوئی ــــ اس کے ہاتھ میں ڈائری تھی ــ!

" لو ثاقب ایڈریس لے آئی ہوں ــ!"

" رومی رات کو لکھیں گے ــــ اس وقت ذرا میرے سر میں درد ہے ــــ" وہ اس سے آنکھیں چراتے ہوئے بولا

" اچھا ــــ ٹھیک ہے ــــ ٹکیہ لا دوں سر درد کی" وہ جلدی سے اس کا ماتھا چھوتے ہوئے بولی

" نہیں ــــ ٹھیک ہو جائے گا خود ہی ــــ" وہ پلنگ پر لیٹ گیا ــ!"

" ثاقب ــــ!" وہ اس کے قریب بیٹھ کر اس کا سر دبانے لگی ــ!

" ہوں ــ!"

" تم آفس جایا کرو نا اب ــــ!"

"ہوں ۔۔۔!"

"انکل کہہ رہے تھے کہ تم آفس بالکل نہیں جاتے ۔۔۔ دیکھو ثاقب انکل بے چارے اب بوڑھے ہو گئے ہیں ۔۔۔! تم کو ہی تو یہ کام سنبھالنا ہے ۔۔۔ ڈیڈی نے وہاں سے لکھا ہے۔ کہ ثاقب کاروبار کی دیکھ بھال کرے ۔۔۔!"

وہ خاموش بیٹھا رہا ۔۔۔!

"ثاقب کل سے دفتر ضرور جانا ۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں رومی ۔۔۔ جاؤں گا ۔۔۔" وہ کھویا کھویا سا بولا

"پرسوں پارٹی رکھ رہی ہوں ۔۔۔"

"جیسے تمہاری مرضی ۔۔۔!"

"اچھا ۔۔۔ تم آرام کرو ۔۔۔ میں خود ہی لسٹ بناؤں ۔۔۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی

"اچھی اچھی ہونا ۔۔۔" ثاقب مسکرا دیا ۔۔۔ وہ شرما کر باہر نکل گئی ۔۔۔!

اور اس کا ذہن وہیں بھٹکنے لگا ۔۔۔!

جہاں نواب زادی رہتی تھی ۔۔۔!

پارٹی میں کئی لوگ تھے ۔۔۔!

رومی کی سہیلیاں ۔۔۔ ثاقب کے دوست ۔۔۔ اور کچھ جوڑے بھی ۔۔۔!

رومی سرخ زرتار ساڑھی میں لپٹی ہوئی خوب چہک رہی تھی ۔۔۔! ثاقب کو پکڑ پکڑ کر ہر ایک سے ملوا رہی تھی ۔۔۔! اور ظاہراً ثاقب بھی اس کی خوشی میں شریک تھا ۔۔۔ مگر اس کی نظریں بار بار دروازے پر جاتیں اور ناکام لوٹ آتیں ۔۔۔!

"نواب زادی صاحبہ نہیں آئیں ۔۔۔؟" ایک لڑکی رومی سے کہنے لگی۔

"ارے ہاں یاد دلایا ۔۔۔ میں نے اسے کئی فون کیے ہیں آج

اصل میں اس کی طبیعت خراب تھی ـــــ مگر میں نے انہیں قسم دی

ہے۔ تب کہیں آنے کو تیار ہوئی ہے ـــــ آتی ہی ہونگیں رومی

ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گئی ـــ!

" رومی ـــ!" ثاقب بولا

"جی ـــ!"

" اگر ان کی طبیعت خراب تھی ـــ تو اصرار نہ کرتیں تم ـــ" وہ

آہستہ سے بولا۔

" نہیں جی ـــ اس کے بغیر محفل کا کیا مزا ـــ تمہیں پتہ نہیں

شاید ثاقب ـــ نواب زادی کو میوزک سے بڑا لگاؤ ہے نواب

مرحوم نے بڑے خاں صاحب کو پانچ سال تک اس لئے اپنے پاس

رکھا کہ وہ نواب زادی کو گانا سکھائیں ـــ! اور بھئی کمال آواز

پائی ہے اس نے ـــ ابھی آتی ہے تو سنوا دوں گی ـــ! رومی اپنی

عادت کے مطابق بغیر رکے بولتی چلی گئی ـــ!

"یہ اور ظلم ہوگا ـــ!" ثاقب آہستہ سے بولا

"ظلم ـــ!"

" ہاں ـــ میرا مطلب ہے۔ کہ ان کی طبیعت خراب ہے نا ـــ وہ

گھبرا گیا ـــ!

" نواب زادی آگئیں ـــ!" سلمے چیخی

" ارے ـــ!" رومی دروازے کی طرف بھاگی

وہ سفید سادہ سی ساڑھی میں بڑی بیمار سی لگ رہی تھی

ثاقب کے وجود کو ایک جھٹکا سا لگا ـــ!

" کیا ہے کیا ہوگئی ہے ـــ!"

گلابی چہرہ سفید پڑ گیا تھا ـــ!

آنکھوں کے گرد سیاہیاں بڑھ گئی تھیں ـــ!

لوگ آگے بڑھ بڑھ کر اس سے اپنی محبت بتا رہے تھے

اور وہ سب سے الگ تھلگ کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا ـــ!

"ثاقب ـــ!" رومی وہیں سے بولی

وہ قریب چلا گیا

"ثاقب بری بات ہے۔ تم نے ان کا استقبال نہیں کیا اور اب

کم از کم طبیعت ہی پوچھ لو ـــ!"

رومی سرگوشی کے انداز میں بولی۔

اور ثاقب کو یوں لگا۔ جیسے رومی نے اس کے سر پر ہتھوڑا

مار دیا ہو ـــ!

وہ اس کے قریب آکر بولا ـــ" رومی ساتھ تھی ـــ!

"کیسی ہیں آپ ـــ؟"

" اچھی ہوں اب ـــ وہ نظریں جھکائے ہوئے بولی

"سائلہ جانی ۔۔۔۔! تم محسوس نہ کرنا ۔۔۔۔ ثاقب اصل میں کچھ شرمیلے واقع ہوتے ہیں ۔۔۔۔ میرے ساتھ دروازے پر نہیں آئے نا۔ تم نے مائینڈ تو نہیں کیا ۔۔۔؟"

"کیا ہے ۔۔۔!" وہ ہنس کر بولی

"ہائے اللہ پھر کیا ہوگا ۔۔۔!" ردمی ہنس کر بولی

"سزا دی جائے گی ۔۔۔!" وہ زبردستی مسکرا کر بولی

"مل رہی ہے ۔۔۔!" ثاقب ہنسا

"کیا کہا تم نے ۔۔۔!" ردمی جلدی سے بولی

"یہی کہ سزا تجویز کی جائے ۔۔۔!" ثاقب ردمی کی طرف دیکھ کر بولا

"سزا تو تمہارے لئے سائلہ ہی تجویز کرے گی ۔۔۔" ردمی ہنس کر بولی۔ پھر جلدی سے کہنے لگی ۔۔۔ بھئی سائلہ جانی اس بار انہیں میری سفارش پر معاف کر دو ۔۔۔ آئندہ اگر ایسا ہوا تو کبھی معاف نہ کرنا ۔۔۔!

وہ ہنس دی ۔۔۔ اور پھر ثاقب کی چبھتی ہوئی نظروں سے بچنے کے لئے ایک خاتون سے باتیں کرنے لگیں ۔۔۔!

وہ لٹا لٹا سا ۔۔۔ اشرف کے ساتھ بیٹھ گیا ۔۔۔!

جب سے ساری حقیقت اشرف پر کھلی تھی وہ

نہایت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں نواب زادی کی طرف دیکھتا ہوں تو میرا جگر پھٹتا ہے ۔

پھر ساز بج اٹھے ۔۔۔! اور سب نے سائلہ کو گانے پر مجبور کیا ۔۔۔ پہلے چند لڑکیاں اٹھیں ۔۔۔ اور باری باری ہر ایک نے کچھ نہ کچھ سنایا ۔۔۔ پھر نواب زادی کی باری آگئی ۔۔۔!

سوز میں ڈوبی ہوئی ایک غزل تھی ۔۔۔ کچھ یوں

وحشتیں کچھ اس قدر اپنا مقدر ہو گئیں ۔۔۔!
ہم جہاں پہنچے ہمارے ساتھ ویرانے گئے ۔۔۔!

"اشرف ۔۔۔!" ثاقب نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا

"کیوں ۔۔۔؟"

"چلو چلیں ۔۔۔!"

"کہاں یار ۔۔۔!"

"چلو اشرف ۔ میرا دل گھبرا رہا ہے ۔۔۔ یہ قہقہے ۔۔۔ یہ ہنگامے ۔۔۔ مجھے وحشت ہو رہی ہے ۔۔۔!"

"ثاقب اپنے آپ کو سنبھالو ۔۔۔!" اشرف نے آہستہ سے کہا ۔۔۔!

سامنے بیٹھی وہ گا رہی تھی ۔۔۔!

اس کے انداز میں ایک بیتابی، ایک اضطراب، چھلک رہا تھا۔

سفید ریشم میں لپٹی ہوئی ___ سر پر آنچل ڈالے ___ وہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں گا رہی تھی ___!

وہ گھبرا کر کمرے سے باہر نکل گیا ___ اس سے اسکی آواز نہیں سنی گئی ___!

وہ اسے تڑپتے نہ دیکھ سکا ___!

اور اپنے کمرے میں آکر سگریٹ پھونکنے لگا ___!

تھوڑی دیر بعد رومی اسے ڈھونڈتی ہوئی آئی ___!

اسے دیکھتے ہوئے بولی ___

"تم یہاں کیوں چلے آئے ___؟"

"طبیعت ٹھیک نہیں میری ___" ثاقب آہستہ سے بولا

"چلو آؤ نا ___ سب لوگ تمہیں پوچھ رہے ہیں ___ رومی روہانسی ہو گئی ___!

"چلو ___" وہ مسکرا دیا ___!

اس کے ساتھ وہ ہال میں آیا ___ دل میں غم کی بھٹی سلگ رہی تھی ___ اور اسے مسکرانا پڑ رہا تھا ___ وہ سوچنے لگا ___ خود کو دھوکہ دینے کے لئے انسان کو اپنی روح پر کتنے غلاف چڑھانے پڑتے ہیں ___"

آہ زندگی ___ تو نغمہ نہیں ___ نوحہ ہے ___!

"ہم جا رہے ہیں رومی ___؟" نواب زادی اس کے قریب آکر بولی

کرب چھپانے کی وجہ سے اس کے چہرے پر زاویئے بن رہے تھے۔

"اتنی جلدی ___؟"

"اجازت دے دو اب ___" وہ بمشکل بولی

"آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نا ___" ثاقب گھبرا کر بولا

"اچھا رومی خدا حافظ ___" اس نے ثاقب کی بات ان سنی کر دی

"اچھا سائرہ جانی بہت بہت شکریہ ___" ثاقب جاؤ نہیں کار تک پہنچا آؤ ___!

دونوں خاموشی سے باہر آگئے۔

"سائرہ ___" اس کے لہجہ میں پھر وہی والہانہ پن جنون وہی محبت تھی ___!

"سائرہ ___ بولو تو ___!"

"کیا بولیں ___" وہ بے بسی سے کہنے لگی ___!

"کیا حالت بنالی ہے تم نے ___" وہ دکھ سے بولا

اس نے ایک چبھتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی اور کار میں بیٹھ گئی ___!

"سائلہ ——— میں۔ تمہارے ساتھ چلوں —— تمہیں پہنچا آؤں۔!"
وہ رکتا ہوا بولا

"شکریہ —— چلو ڈرائیور ——" اس نے دروازہ بند کرلیا اور
دور کھڑی ہوئی ردی کو ہاتھ ہلانے لگی

ثاقب خاموشی سے کھڑا دیکھ رہا تھا —— کار کوٹھی سے
باہر نکل چکی تھی ——!

دفتر سے آکر ثاقب نے معمول کے مطابق چائے پی —— اور اپنے کمرے
میں چلا گیا۔
کئی روز سے اسی طرح ہو رہا تھا —— دفتر سے آکر چائے۔ اس
کے بعد آرام —— اور پھر کار لے کر سڑکوں پر بے مقصد پھرنا ——!
رات گئے گھر آنا —— ردی سے ایک آدھ بات، اور دنیا بھر
کی کتابیں اس نے جمع کرلیں تھیں —— رات کو پڑھتے پڑھتے
جانے کب اسے نیند آجاتی ——!
اور صبح پھر وہی جانی پہچانی زندگی شروع ہو جاتی
وہ پلنگ پر لیٹا تھا کہ ردی آگئی ——!
"ثاقب ——" وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی ——!

"ہوں ــــ!"

"بڑی اچھی پکچر لگی ہے چل سکو گے ــــ" وہ ہنستے ہوئے بولی ــــ"

"چل سکو گے ــــ کیا مطلب ــــ ضرور چلوں گا ــ" وہ آہستہ سے بولا

"میرا مطلب ہے تم نے تو زندگی گزارنے کے چند اصول بنالئے ہیں نا ــــ صبح دفتر جانا ــــ شام کی چائے میرے ساتھ پینا۔ پھر آرام کرنا ــــ اور پھر کار لے کر اکیلے اکیلے گھومنا ــــ رات تک پڑھنا اور بس عادی ہو چکی ہوں تمہارے اس طے پروگرام کی ــــ" وہ ہنس کر بولی ــــ!

"ردی ــــ" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا ــــ اسے آج پہلی بار احساس ہوا کہ ردی کو بھی کمپنی چاہیئے ــ اور وہ شادی کے بعد بھی کتنی بور زندگی گزار رہی ہے ــ!

کہنے لگا ــــ!

"ردی ــ تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہے ــــ؟"

وہ خاموش رہی ــــ اس نے ایک بار نظریں اٹھا کر دیکھا ان نظروں میں پیار تھا ــــ کسک تھی ــ!

وہ اداس سا ہو گیا ــــ اس احساس سے کہ واقعی ردی کے

ساتھ زیادتی ہے ــ!

کچھ بھی نہ کہہ سکا ــــ کہتا بھی کیا ــــ!

"تو چلو گے نا ــــ!" ردی نے اس کی مشکل حل کر دی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ــــ چلو تیار ہو جاؤ ــ آج پکچر کے بعد کہیں باہر کھانا کھائیں گے ــــ گھومیں گے خوب" وہ اسے خوش کرنے کے لئے بولا

"ایسے رہا کرو نا ــــ!" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔!

ردی کو خوش رکھنا اب میرا فرض ہے ــ!

لیکن ــــ!

خوشی اور آرزو کے بیچ جو کھائی ہے اسے تو نہ میری ابھرتی مچلتی تمنائیں پر کر سکتی ہیں نہ دم توڑتی تڑپتی خواہشیں ــــ مجھے ــ!

مجھے ماضی کے صفحے بند کر دینے چاہئیں ــــ!

دل اسکی سوچ کا ساتھ نہ دے رہا تھا ــــ!

زندگی کا یہ صفحہ جو اس کے سامنے کھلا پڑا تھا ــــ بالکل سادہ پڑا تھا ــ!

اس نے گھبرا کر پھر سوچا ــــ!

اب زندگی کی ساری حرارت کھو کے فرض کی چٹان بن جانا

ہے مجھے ---!

مگر کیسے ---" وہ بے بسی سے تڑپ گیا۔

آج کل تو ہر لمحے وہ ڈرا ڈرا سا سہما سہما سا رہتا --- اس لمحے وہ خوشیوں سے مہکتی ہوئی آ گئی ---!

"ارے تم تیار نہیں ہوئے ---؟"

"ہاں --- ابھی دو منٹ میں ---" وہ اٹھ کر باتھ روم میں گھس گیا۔

باہر نکلا تو رومی اس کے کپڑے لئے کھڑی تھی ---!

"تم میرا اتنا خیال رکھتی ہو کہ مجھے --- اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے ---" وہ اس سے کپڑے لیتا ہوا بولا

"کیوں ---؟" وہ ہنس کر بولی

"تمہیں کچھ نہیں دیتا نا --- میں محسوس کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ضرور نالاں ہو گی ---!"

"نہیں تو ---" وہ آہستہ سے بولی

"ہو ---!"

"نہیں ---!"

پھر کہنے لگی ---!

"میں تو بڑی خوش نصیب ہوں ثاقب --- میری ساری

سہیلیاں کہتی ہیں --- کہ تمہیں بہت اچھا شوہر ملا ہے --- اور سچ تو کہتی ہیں --- تم ہو ہی اچھے --- وہ رضیہ ہے نا اس کا شوہر اتنا چھچھورا ہے --- ہر وقت ہنستا رہتا ہے --- مجھے تو سنجیدگی سے پیار ہے --- اور تم --- تم سنجیدہ ہو ---" وہ شرما گئی ---!

ثاقب ہنسنے لگا ---!

بھولی بھالی رومی پر اسے پیار آ گیا ---!

اس کے گال پر چپت لگاتے ہوئے بولا --- "سچ ---؟"

"ہاں ---!" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے بولی

"چلو پھر دیر ہو جائے گی ---!"

اس رات انہوں نے پکچر دیکھی --- شہر کے بڑے ہوٹل میں کھانا کھایا --- اور سی ڈرائیو پر چل پڑے۔

"ثاقب ---" وہ کار سے باہر دیکھتی ہوئی بولی

"ہوں ---!"

"چلو نواب زادی کے ہاں چلیں ---!"

وہ چونک گیا --- کہنے لگا --- آج نہیں پھر کبھی چلیں گے ---!"

"اچھا ٹھیک ہے ——! ہاں ثاقب —— ایک بار پتہ ہے کیا ہوا ——؟"

"کیا ——؟"

"تم روز کار لے کر نکل جاتے تھے نا —— تو جانے کیوں میرے دل میں وہم آیا —— شکی ہوگئی میں —— میں نے سوچا پتہ نہیں تم روز کہاں جاتے ہو ——!

اور پھر پتہ میں نے کیا کیا ——؟

"کیا ——؟" ثاقب نے کھوئے کھوئے لہجے میں پوچھا

"میں نے کار لے کر تمہارا پیچھا کیا ——" وہ ہنستے ہوئے بولی

"اچھا ——!"

"ہاں ——! مگر دو تین روز کے بعد میں نے دیکھ لیا کہ تم یونہی گھومتے رہتے ہو —— توبہ —— میں نے اپنے آپ کو بڑی لعنتیں دیں —— کتنی بری ہوں میں ثاقب ——؟"

وہ سنجیدہ سی ہوگئی ——!

وہ خاموش سامنے دیکھ رہا تھا ——!

"مجھے معاف کردو ثاقب ——؟" وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی

"ارے ——؟" وہ آہستہ سے ہنسا ——!

"ہاں میں نے تم پر شک جو کیا ——؟"

اس کی باتیں ثاقب کے دل پر کچوکے لگا رہی تھیں — کہنے لگا ——!

"پگلی ہو تم ——!"

"ثاقب ——! تم کتنے اچھے ہو ——!"

"کتنا ——؟" وہ ہنسا

"بہت زیادہ ——!"

"اچھا ——!"

"ہاں ——!"

"تم بھی تو اچھی ہو ——!" وہ آہستہ سے بولا

"کتنی ——؟" اس نے اس کی بات دہرائی

"بہت زیادہ ——!"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی

روبی جب خوش ہوا کرتی تو اپنی تمام سہیلیوں کی باتیں کیا کرتی ——!

اور اس وقت بھی اس نے اپنی سہیلیوں —— ان کے شوہروں، ان کے والدین سب کے قصے سنانے شروع کردیئے تھے۔ اور ثاقب اسکی

باتو میں اس کا ساتھ دے رہا تھا ـــ!

بالکل یوں جیسے کسی بچے کو بہلا رہا ہو ـــ!

وہ خوش تھی ـــ اس کے چہرے پر بھولپن تھا ـــ اور ثاقب

اپنی تڑپ چھپائے اس کے سامنے ہنس رہا تھا ـــ!

دن کی روشنی رات کی تاریکی میں ڈوب چکی تھی ـــ!

چاند کسی دیہقانی دوشیزہ کے ماتھے پر لگی ہوئی بندی کی طرح چمک رہا تھا ـــ!

اور جوان بیوہ کی آہوں جیسی بادلی ہوا سوکھے پتوں سے سر ٹپک رہی تھی ـــ!

وہ اسی درخت کے نیچے بیٹھی تھی جس پر ایک بھی پتہ نہ تھا۔ سارے باغ میں پتے ہی پتے چیختے پھر رہے تھے۔

کتنی ہی راتیں یوں گزر چکی تھیں

شامیں جل کر بھسم ہو چکی تھیں ـــ!

اور دن جیسے ایک دوسرے پر گرتے چلے جا رہے تھے ـــ!

اس کے چاروں طرف یادیں بکھری رہتیں ــــ"

اور وہ گھر میں ڈوبی ہوئی ان یادوں میں کھوئی رہتی۔ پوری بستی اس کے سوگ میں شریک تھی ــ!

سب لوگ ہی اداس اداس سے رہتے ــ!

جابر کئی بار آکر لوٹ گیا تھا ــــ نواب زادی نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا ــــ

مگر آج جب اسے پتہ چلا کہ نواب زادی باغ میں ہے تو وہ اسی طرف چلا آیا ــ!

وہ بے خبر شہر سے آنیوالی درختوں میں گھری ہوئی سڑک پر جانے کیا دیکھ رہی تھی ــ!

"تسلیم عرض کرتا ہوں ــــ" جابر نے مسکرا کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

اس نے چونک کر دیکھا ــــ چہرے پر بیزاری جھلک آئی کہنے لگی ــ!

"کیسے آنا ہوا جابر بھائی ــــ"

"آپ کی خیریت معلوم کرنے ــ"!

"مہربانی ــ ہم بالکل ٹھیک ہیں ــ" وہ آہستہ سے بولی

"ہمیں تو ٹھیک دکھائی نہیں دیتیں ــــ" جابر ہنس کر بولا

"آپ کی نظر کمزور ہو گئی ہو گی ــــ" وہ جل کر بولی

"شائد ــــ" جابر بولا

وہ خاموش ہو گئی ــ!

کچھ دیر اسے غور سے دیکھنے کے بعد بولا

"کسی کا انتظار ہے کیا ــــ"

"کیا مطلب ــــ" اسے غصہ آگیا ــ!

"سڑک کی طرف دیکھ رہی ہیں نا ــــ" وہ طنزیہ مسکرایا

"ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی جابر ــــ ہم سے آپ کو کوئی بیر ہے ــ"

"ہر وقت جلے جلے رہتے ہیں ــــ" وہ تلخ آواز میں بولی

"خدانخواستہ ــــ آپ کا وہم ہے ــ ہمیں آپ سے بیر ہو سکتا ہے بھلا ــــ ہمیں تو آپ سے ــــ" کہتے کہتے وہ رک گیا

وہ جلتی ہوئی نظر اس پر ڈال کر رہ گئی ــ!

"ہاں یہ تو بتایئے ــــ آپ کو تنہائی سے ڈر محسوس نہیں ہوتا" وہ اس کے قریب آکر بولا

"ہمارے پاس فضول باتوں کا جواب نہیں ــــ" وہ چڑ کر بولی

"کمال ہے ــ" وہ قہقہہ لگا کر بولا

"جابر بھائی ــــ"

"صرف جابر کہا کیجئے ـــــ" وہ ہنس کر بولا

"کیوں ـــــ" اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا

"اس لئے کہ امی حضور چند روز میں یہاں آنے والی ہیں ـــ"

"کیوں ـــــ" وہ تیز ہو کر بولی

"اس لئے ـــــ اس لئے کہ ان سے آپ کی تنہائی نہیں دیکھی جاتی۔ وہ ہم دونوں کو اکھٹا کرنے کا منصوبہ بنا چکی ہیں ـــ" جابر شوق سے یہ سب کچھ سنا رہا تھا۔

اور سائرہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"بس کیجئے ـــــ ہم ایک لفظ نہیں سن سکتے ـــ چچی حضور سے جا کر کہہ دیجئے کہ اگر وہ اس نیّت سے آ رہی ہیں تو ہمارے دروازے ان کے لئے بند ہیں ـــ"

"مگر ـــ کیوں ـــــ" جابر تلخی سے بولا

"ہماری مرضی ـــ"

"ہم نہیں چاہتے ـــ"

"یہی تو پوچھ رہے ہیں ہم کہ کیوں ـــ"

"آپ کو یہ پوچھنے کا حق نہیں ـــــ" وہ تلخی سے بولی

"سائرہ ـــ! ہوش میں رہیئے ـــــ جو کچھ آپ سوچ رہی ہیں وہ کبھی نہیں ہو سکتا ـــ"

"اچھا پلیز ـــ آپ تشریف لے جایئے ـــ آپ کے مشورے کی ضرورت ہو گی تو آپ کو بلا لیں گے ہم" جایئے ـــ ہمیں مزید پریشان نہ کیجئے ـــ"

وہ چھڑی مروڑتا ہوا غصہ میں باہر نکل گیا۔

اور سائرہ نے اپنا سر تھام لیا۔

ثاقب ـــــ اُس کا پیار ـــــ

پھر سسکنے لگا ـــ!

"دیکھا آپ نے ـــــ ہم کتنے تنہا ہیں ـــ کتنے اکیلے!"

بہار آگئی تھی ــــ !

چاروں طرف پھول ہی پھول تھے ــــ نواب زادی کی خوبصورت بستی پھولوں سے بھری ہوئی تھی

لوگوں کے چہروں پر تازگی تھی ــــ !

لیکن اس کے چہرے پر کوئی خوشی نہ تھی ــــ کہیں تازگی نہ تھی ــــ !

اجڑا اجڑا سا چہرہ تھا ــــ اڑی اڑی سی رنگت تھی ــــ !

اور وہ ــــ !

سارا دن پھول نوچ نوچ کر پھینکتی رہتی اور جب تنگ آجاتی تو سارے بنگلے میں پاگلوں کی طرح پھرتی رہتی

"آپ کا فون ہے حضور ــــ" سنبل آکر بولی

"کون ہے ــــ ؟"

"آپ کی سہیلی روحی ہیں ــــ" سنبل بولی

اس نے ریسیور اٹھایا ــــ روحی تھی ــــ گلہ کر رہی تھی۔

"سائرہ ــــ کیا ہوگیا ہے تمہیں ــــ ؟" وہ پوچھ رہی تھی ــــ !

"کچھ نہیں ــــ" وہ پھیکی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"کچھ یاد ہے ــــ ؟" روحی بولی

"کیا ــــ ؟"

"بہار آگئی ہے ــــ ؟"

"ہاں ــــ !"

"کہاں گیا وہ جشنِ بہاراں ــــ ؟" روحی نے پوچھا

"وہ ــــ اس سال نہیں ہوگا ــــ" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیوں ــــ ؟"

"پریشان ہیں ہم کچھ ــــ !"

"سب سہیلیاں پوچھ رہی تھیں ــــ کہ جشنِ بہاراں کا کارڈ کیوں نہیں بلایا ابھی ــــ" روحی ہنس کر بولی

"بس روحی ڈیئر ــــ اس سال معاف کردو ــــ سناؤ تم کیسی

"ہو ــــ" ایک بیمار سی ہنسی اسکے ہونٹوں پر رینگ گئی۔

"ٹھیک ہوں ـــ مگر تمہاری طرف سے بڑی پریشانی ہے، بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے ــ"

"کچھ بھی نہیں ــ"

"پھر پریشانی ــ؟"

"جانے کیوں ـــ" وہ آہستہ سے بولی

"سب لوگ تمہ[illegible] باتیں کرتے ہیں ـــ" روحی بولی

"کیسی باتیں ــ" پھیکی سی ہنسی کے ساتھ اس نے پوچھا

"یہی کہ نواب زادی نے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ــ مغرور ہوگئی ہیں ـــ کہیں آتی جاتی نہیں ــ" مجھے تو بتاؤ ــ ہوا کیا ــ" روحی کے لہجے میں اصرار تھا۔

"دل نہیں چاہتا لوگوں سے ملنے کو ـــ کہیں جانے سے وحشت ہوتی ہے ــ جانے کیوں ـــ" وہ لٹی لٹی سی آواز میں بولی

"کہیں کسی سے عشق تو نہیں ہوگیا ــ" روحی ہنسی

"ہوگیا ہے ــ" وہ بھی ہنس دی

"سچی ــ کس سے ــ"

"تنہائی سے ــ"

"ہٹو ـــ اچھا یہ بتاؤ ـــ میری طرف کب آرہی ہو ــ"

"آؤں گی کبھی ــ"

"ضرور آنا ـــ انتظار کروں گی ــ"

"ثاقب کیسے ہیں ـــ" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی پوچھ ہی بیٹھی ــ

"وہ بھی کچھ تمہاری طرح ہی واقع آئے ہیں ـــ" روحی ہنس کر بولی۔

"کیوں ــ" وہ چونک گئی۔

"کل میں نے ان سے کہا ـــ کہ ثاقب بہار آگئی ہے ــ" کہنے لگے ـــ "اچھا ــ کب ــ" میں نے کہا کس دنیا میں رہتے ہیں ــ تو ہنس دیئے ـــ ہیں نا تمہاری طرح ـــ" روحی ہنس کر بولی

وہ دکھی سی ہوگئی۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ" روحی بولی

"ہاں ــ"

"تم چپ کیوں ہوگئیں ــ"

"کچھ نہیں ۔ یونہی ــ" وہ ہنس دی ــ جبراً ــ

"اچھا پھر کب آرہی ہو ــ"

"جلدی ـــ اچھا روحی خدا حافظ ــ"

اس سے مزید بات کرنا مشکل ہو گیا ۔۔۔ ریسیور رکھ کر وہ صوفے پر گر سی پڑی۔

"نواب زادی حضور ۔۔۔۔ اس کا مینجر دروازے میں کھڑا تھا

"آئیے ۔۔۔!"

"وہ حضور ۔۔۔ اس سال جشن بہاراں نہیں ہو گا ۔۔۔!"

"نہیں ۔۔۔" وہ آہستہ سے بولی

"بہتر ۔۔۔!"

"لوگوں نے فون کر کر کے تنگ کر دیا ہے۔" مینجر آہستہ سے بولا

"ہماری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔۔" جو پوچھے کہہ دیا کیجئے۔"

"جی بہتر ۔۔۔!"

"مینجر ۔۔۔!"

"جی حضور ۔۔۔!"

"ہم تو ان دنوں کسی کام میں دلچسپی نہیں لیتے ہمیں کچھ یاد ہی نہیں کہ ہم کیا کام کیا کرتے تھے ۔۔۔ آپ توجہ سے اپنا کام کر رہے ہیں نا۔" وہ کھوئی کھوئی سی بولی

"جی حضور ۔۔۔ خادم اپنے فرائض پر پورا اترنے کی کوشش کر رہا ہے۔!"

"جہاں جہاں ہم ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے وہ باقاعدگی سے

پہنچ رہے ہیں نا ۔۔۔۔" کہتے ہوئے وہ یوں تھک گئی جیسے بیمار ہو ۔۔۔!

"جی حضور ۔۔۔!"

"بس ٹھیک ہے جائیے آپ ۔۔۔!"

مینجر ادب سے سر جھکا کر واپس چلا گیا۔

اور نواب زادی ۔۔۔!

گلدان سے پھول نوچ نوچ کر پھینکنے لگیں ۔۔۔!

پتیاں بکھرتی جا رہی تھیں ۔ اور نواب زادی کے دل میں ہوک سی اٹھی ۔۔۔!

نواب زادی کو جانے کیا ہو گیا ہے ــــ!

اس نے لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا ہے ــــ!

سب جگہ یہی باتیں پھیلی ہوئی تھیں

ثاقب اور رومی بھی کہیں جاتے تو یہی سنتے ــــ ثاقب کا دل۔ ٹکڑے ہو جاتا ــــ!

یوں لگتا جیسے باتیں کرنے والے اس کا دل مٹھی میں لے کر مسل رہے ہوں ــــ!

اس روز رومی کہنے لگی ــــ!

"ثاقب ــــ!"

"ہوں ــــ!"

"نواب زادی کو یا تو کہیں عشق ہو گیا ہے یا وہ مغرور ہو گئی ہے!"

وہ خاموش رہا ــــ!

"تم نہیں جانتے ثاقب ــــ! وہ کتنی زندہ دل لڑکی تھی۔ محفل کی رونق تھی ــــ ہر ایک کی مونس ــــ ہر ایک کی غمگسار ــــ بہار کے موسم میں وہ سات روز تک جشنِ بہاراں منایا کرتی ہے ــــ! دنیا بھر کے لوگ آتے ہیں ــــ رنگ رنگ کے پروگرام ــــ سچی بڑا مزا آتا تھا ــــ جانے کیا ہو گیا ہے اسے ــــ میں نے اس روز فون پر پوچھا بھی ــــ!

"پھر ــــ؟" وہ آہستہ سے بولا

"کہنے لگی ــــ یونہی ــــ تنہائی سے پیار ہو گیا ہے ــــ" رومی ہنس کر بولی

ثاقب تڑپ کر رہ گیا۔

"پرسوں پارٹی پر مجھے نواب جابر ملا تھا ــــ" رومی بولی

"نواب جابر کون ہے ــــ؟" ثاقب نے پوچھا

"نواب زادی کا کزن ــــ!"

"تو ــــ؟"

"مجھ سے کہنے لگا میں نواب زادی کو سمجھاؤں ــــ!"

"کیا ــــ؟" ثاقب نے کھوئے کھوئے لہجے میں پوچھا

"یہی کہ اس سے شادی کرے ۔۔۔!"

"شادی ۔۔۔ ثاقب چونک گیا

"ہاں ۔۔۔ وہ اسے بے پناہ چاہتا ہے ۔۔۔ مگر میں جانتی ہوں نواب زادی کو جابر سے سخت نفرت ہے اس نے نواب زادی سے خود کہا ہے شادی کیلئے ۔۔۔!

"پھر ۔۔۔!"

"نواب زادی نے صاف انکار کر دیا ہے ۔۔۔!"

ثاقب کے دل کی ویرانی بڑھ گئی

"ثاقب ۔۔۔! اسی لمحے امجد آ گئے ۔!

"جی ابّا جان ۔۔۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا

"میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ کچھ کام ہے تم سے ۔۔۔!

"جی ۔۔۔ وہ اٹھ کر ان کے ساتھ باہر آ گیا ۔۔۔!

"بیٹے ۔۔۔ یہ دیکھو تار ۔۔۔ سیٹھ صاحب نے مجھے اپنے پاس بلایا ہے ان کا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے ۔ مگر انہیں مزید چھ ماہ وہاں رہنا ہے ان کا خیال ہے میں کچھ عرصہ ان کے پاس رہوں ۔۔۔!

"جی ۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔" ثاقب آہستہ سے بولا

"میں تم سے یہ کہنا چاہتا تھا ۔۔۔ کہ تم اپنا کام اچھی طرح سنبھال لو ۔۔۔!"

"جی ۔۔۔" ثاقب آہستہ سے بولا

"ثاقب ۔۔۔" امجد سوچتے ہوئے بولے

"جی ۔۔۔!"

"تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو ۔۔۔!"

وہ خاموش سا ہو گیا ۔۔۔!

"بیٹے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ۔۔۔ رومی کو اداس مت ہونے دینا ۔۔۔" امجد اس کا اداس چہرہ دیکھ کر غمزدہ ہو گئے

ثاقب کی آنکھوں میں آنسو مچلنے لگے ۔۔۔ آج اس کا جی چاہ رہا تھا ۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے ۔۔۔!

امجد دیکھ نہ سکے باہر نکل گئے ۔۔۔!

اور وہ کار لے کر باہر نکل آیا ۔۔۔!

یوں ہی سڑکوں پر بے مقصد پھرنے کے بعد اس کا رخ پھر اسی سڑک پر تھا جو نواب زادی کی بستی کی طرف جاتی تھی ۔

کار اسپیڈ پکڑ رہی تھی ۔۔۔!

سامنے بستی نظر آنے لگی ۔۔۔ اس کے محلوں کے اونچے مینارے نظر آ رہے تھے ۔۔۔!

اس نے کار روک دی ۔

"یہ وہی جگہ تھی جہاں وہ کئی بار آ چکا تھا اور اس کے گھر کی

طرف دیکھ کر واپس لوٹ گیا تھا ـــ !

بستی خوشبو سے مہک رہی تھی ـــ ہر جگہ پھول ہی پھول

وہ واپس جانے والا تھا ـــ کہ اس نے دیکھا ـــ

وہ اکیلی کار چلاتی ہوئی آ رہی ہے ـــ اسے دیکھ کر وہ رکی نہیں ـــ قریب سے گزر گئی ـــ !

اس نے دیکھا ـــ وہ کتنی دبلی ہو گئی تھی ـــ چہرے پر بھی تازگی نہ تھی ـــ مرجھائی مرجھائی سی لگ رہی تھی ـــ !

وہ وہیں کھڑا رہا ـــ !

کتنی دیر بیت گئی ـــ !

وہ واپس آ گئی ـــ !

قریب سے گزرنے لگی ـــ وہ سڑک پر کھڑا ہو گیا ـــ

اس نے کار روک دی ـــ

"کچھ دیر رک جاؤ سائرہ ـــ !" وہ اس کے قریب آ کر کھویا کھویا سا بولا

وہ ایک نظر اس پر ڈال کر رہ گئی ـــ نظر نہ تھی ـــ بس درد ہی درد تھا ـــ !

"آنکھیں ترس گئی ہیں ـــ !" ثاقب کی پلکیں بھیگ گئیں

"یہاں نہ آیا کیجئے ثاقب ـــ !" ضبط کرنے سے اس کی آواز لرز

سی گئی ـــ !

"یہ حق تو نہ چھینو ـــ" وہ دکھ سے بولا

وہ خاموش بیٹھی رہی ـــ !

"سائرہ ـــ !"

"سائرہ بولو تو ـــ !" وہ تڑپ کر بولا

جواب میں اس نے کار کا VIPER آن کر دیا

اسے یوں لگا ـــ جیسے شیشے پر دھند چھا گئی ہو ـــ !

اس کے ہونٹ سفید پڑتے جا رہے تھے ـــ !

"ثاقب ـــ چلے جائیے ـــ خدارا چلے جائیے ـــ !

اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے ـــ !

اسی لمحے جابر کی کار قریب سے گزری اس نے ثاقب کو گھور کر دیکھا ـــ ! اس کے ساتھ جو آدمی بیٹھا تھا فوراً بولا

"نواب صاحب ـــ یہ وہی ہے ـ نواب زادی کا مہمان ـــ !

"ہوں ـــ تو یہ ہے ـــ !

"جی ـــ !

"دیکھ لیں گے اسے بھی ـــ" جابر بولا

اور آگے نکل گیا ـــ وہ دونوں بہت دور رہ گئے تھے ـــ !

"اچھا سائرہ جاؤ ـــ خوش رہا کرو ـــ !

ثاقب آہستہ سے بولا

اس نے کار اسٹارٹ کر دی ۔ !

وہ دیکھتا رہ گیا ۔۔۔ کتنی دیر کھڑا رہا ۔۔۔ !

پھر ٹوٹے دل سے کار میں آ بیٹھا ۔۔۔ ! اور واپس چل دیا

"سائکہ ۔۔ تم کیا ہو گئی ہو ۔ !

"تمہارے ہونٹوں کی خشکی ۔۔۔ تمہاری آنکھوں میں غم کے سیاہ ڈورے ۔۔۔ تمہارا اجڑا اجڑا سا چہرہ ۔۔۔ !

دل ٹکڑے کر گیا ہے سائکہ ۔۔ !

جب وہ گھر آیا تو رومی سو چکی تھی ۔۔ !

اور اس کی ساری رات کروٹیں بدلتے گزر گئی ۔۔ !

سگریٹ کے ٹکڑوں سے ایش ٹرے بھرتا گیا ۔۔ !

ذہنی اضطراب نے اسے تھکا ڈالا ۔۔۔ !

نیند اس سے کوسوں دور تھی ۔۔۔ !

اگر کچھ تھا تو اس کے شعور میں سائکہ کا اجڑا اجڑا سا چہرہ تھا ۔۔۔ !

بھیگی بھیگی آنکھیں تھیں ۔۔۔ !

قریب سوئی ہوئی رومی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ۔

جانے کونسا خواب دیکھ رہی تھی وہ ۔۔ !

وہ دونوں امجد کو سی آف کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے ۔ کہ رومی ایک لمبے تڑنگے آدمی کو دیکھ کر رک گئی ۔ !

"آداب ۔۔ !"

"اوہ رومی ۔۔۔ کیسی ہو ۔۔۔ اور آپ کی تعریف ۔۔۔" وہ ثاقب کو سر سے پاؤں تک گھورتا ہوا بولا

"ثاقب ہیں میرے شوہر ۔۔۔ اور ثاقب ۔۔۔ یہ نواب جابر ہیں نواب زادی کے کزن ۔۔۔ !" رومی ہنستی ہوئی بولی

"بڑی مسرت ہوئی آپ سے مل کر ۔۔۔" جابر نے ایک طنزیہ سی مسکراہٹ سے ہاتھ ثاقب کی طرف بڑھا دیا ۔

"شکریہ ۔۔۔" ثاقب بولا

"نواب زادی کیسی ہیں ۔۔۔۔ رومی نے خوشدلی سے پوچھا

"آپ ہی کہیئے ثاقب صاحب ۔۔۔ کیسی ہیں ۔۔۔ وہ مسکرا کر بولا

"جی ۔۔۔ ثاقب حیرت زدہ سا بولا

"اچھی ہی ہوں گی ۔۔۔ آپ سے ملاقات نہیں ہوتی کیا۔ جابر ثاقب کو نظر انداز کرنے رومی سے کہنے لگا۔

"کئی روز سے ملی نہیں ۔۔۔ جانے کیا ہو گیا ہے اسے ۔۔۔" رومی بولی۔

"کیا ہو سکتا ہے انہیں ۔۔۔" وہ ثاقب کی طرف مڑ کر بولا

"جی ۔۔۔ آپ کا مطلب ۔۔۔" ثاقب چونک کر بولا

"انہیں عشق ہو گیا ہے رومی صاحبہ ۔۔۔" جابر ثاقب پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا

"سچی ۔۔۔ کون خوش قسمت ہے وہ ۔۔۔" رومی خوش ہو کر بولی

"بدقسمت کہو ۔۔۔" جابر ثاقب کی طرف دیکھ کر ہنسا

"کیوں ۔۔۔" رومی حیرت سے اس کا منہ تکنے لگی۔

"رومی چلو ۔۔۔ دیر ہو رہی ہے ۔۔۔ ثاقب گھبرا سا گیا

"ہاں رومی صاحبہ واقعی دیر ہو گئی آپ کو ۔۔۔" جابر طنزاً ہنسا

"اچھا خدا حافظ ۔۔۔ رومی جابر کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے

ثاقب کے ساتھ چل دی۔ اور جابر نے قہقہہ لگایا۔

جابر کا قہقہہ اب بھی ثاقب کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

"یہ جلتا ہے نواب زادی سے ۔۔۔" رومی بولی

وہ خاموش تھا

"عجیب پاگل آدمی ہے ۔۔۔" رومی بولی

"آں ۔۔۔ ہاں ۔۔۔" وہ کھویا کھویا سا بولا

"اگر واقعی اس نے کسی کو پسند کر لیا ہے ثاقب ۔۔۔ تو وہ آدمی یقیناً لاکھوں میں ایک ہو گا۔"

"ہوں ۔۔۔" اس کے ہونٹوں پر پھیکا سا تبسم ابھر آیا۔

"تم نہیں جانتے ثاقب ۔۔۔ نواب زادی پر شہر کے خوبصورت اور دولت مند لڑکے جان دیتے ہیں ۔۔۔ مگر وہ آج تک کسی سے متاثر نہیں ہوئی ۔۔۔ ہم سب سہیلیاں اکثر اس سے پوچھا کرتیں کہ کون سا شہزادہ آسمان سے اترے گا تمہارے لئے ۔۔۔ تو پتہ ہے کیا کہا کرتی تھی ۔۔۔ کہا کرتی تھی ۔۔۔ وہ واقعی لاکھوں میں ایک ہو گا تم سب دیکھو گی تو جل جاؤ گی ۔۔۔"

رومی ہنستے ہوئے بولی

ثاقب نے دکھ سے اپنے ہونٹ دانتوں میں دبا لئے۔

"ثاقب ۔۔۔ رومی بولی

"ہوں ——؟"

"ثاقب نواب زادی کے ہاں چلیں —؟"

"نہیں — آج نہیں —— پھر کبھی سہی —؟"

"نہیں ثاقب چلتے ہیں —— اسے خوشی ملی ہے۔ تو میں مبارک باد بھی نہ دوں —— جابر کی باتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نواب زادی نے کسی کو چن لیا ہے —! کتنی خوش ہو گی وہ —— کہا کرتی تھی —— میں اپنی شادی بڑی دھوم دھام سے کروں گی — ساری دنیا کو پتہ لگ جائے کہ میں کسی کی ہو گئی ہوں — کوئی میرا ہو گیا ہے —— ثاقب وہ بہت خوش ہو گی —— چلو ثاقب —

روحی مچل گئی —!

"تم — تم چلی جاؤ روحی —— مجھے کچھ ضروری کام ہیں —!

ضبط کرنے سے اس کے چہرے کی رگیں ابھر آئیں —!

"نہیں ثاقب —— تم بھی چلو —!

"پھر کبھی سہی ——! اس وقت تم ضرور جانا چاہتی ہو تو ڈرائیور کو لے جاؤ —؟

"اچھا —— آج تو میں ضرور جاؤں گی —؟"

"مجھے گھر ڈراپ کر دو ——" وہ کھویا کھویا سا بولا

پھر روحی نے کتنی ہی باتیں کیں —— وہ ہوں ہاں کرتا

رہا —— مگر اس کا ذہن اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔

گھر آ گیا —— وہ اتر گیا —— اور ڈرائیور کو بھیج دیا —!

روحی چلی گئی —— وہ اپنے کمرے میں آ گیا —!

کسی کل چین نہیں تھا —!

وہ کمرے میں بے تابی سے ٹہل رہا تھا —!

دماغ میں ایک سنسناہٹ سی تھی —— اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دماغ کو شدید ضرب دے رہا ہو — اور دماغ کی کرچیاں ہوتی جا رہی تھیں —!

ہر کرچی آواز دینے لگی —!

"سائمہ —— سائمہ —— میں مر جاؤں گا — تمہارے بغیر

اس کا سارا جسم پسینے پسینے ہو گیا —

لڑکھڑاتا ہوا وہ پلنگ پر گر پڑا ——!

اک آگ تھی جو اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی —

شعلے تھے —— جو اسے بھسم کیے جا رہے تھے —!

کتنی دیر بیت گئی —!

ایک گھنٹہ —!

دو گھنٹے —!

تین گھنٹے —!

وہ وہیں پڑا رہا ___ ٹائی ڈھیلی ہوکر ایک طرف کو
ڈھلک چکی تھی ___!
جسم میں اٹھنے کی سکت نہ تھی ___!
شام ہوچکی تھی ___ باہر رومی کی آواز آرہی تھی ___!
وہ نوکروں سے ثاقب کے بارے میں پوچھ رہی تھی ___!
"صاحب اندر ہیں ___!" نوکر بولا
"ثاقب ___!" وہ کمرے میں آکر بولی
"تمہیں تو کام تھا ___ مگر ___ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے
نا ___" وہ اسکی سرخ جلتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر ڈرسی گئی ___!
"طبیعت خراب ہوگئی اچانک ___!" وہ یوں بولا جیسے بہت
دور سے بول رہا ہو ___!
"تو ڈاکٹر کو فون کردوں ___!" رومی گھبرا گئی ___!
"نہیں ___!"
رومی نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا ___ کہنے
لگی ___ میں ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں ___!"
"نہیں رومی نہیں ___!" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولا
"کیوں ثاقب ___" رومی پیار سے اس کے سر میں انگلیاں
پھنساتے ہوئے بولی

اور وہ بچوں کی طرح اس کی گود میں سر چھپاکر رو دیا۔
"ثاقب ___!" رومی حیرت سے بولی
"رومی ___ رومی ___!" اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگتا
جارہا تھا ___!
"ثاقب کیا ہوا ___ کچھ بولو نا ___!"
"کچھ نہیں رومی ___ کچھ نہیں ___ سرخ آنکھوں سے آنسو
بہتے چلے جارہے تھے ___!
"تو پھر یہ ___" وہ پریشان ہوکر بولی
"جانے کیا ہوگیا ہے مجھے ___" وہ اپنے آپ پر قابو پاتے
ہوئے کہنے لگا۔
"میں تو ___ میں پریشان ہوگئی ___" وہ روہانسی
ہوکر بولی
"کچھ دیر وہ چپ لیٹا رہا ___ پھر بولا ___ تم نے دیر
کردی ___ کیا ___ نواب زادی گھر پر نہیں تھی ___!"
"وہاں تو بات ہی الٹ تھی ___ جابر جھوٹ بولتا ہے ___!"
"کیا ___ مطلب ___" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا
نواب زادی بے چاری تو بیمار ہے ___!"
وہ تڑپ گیا ___!

" وہ تو پہچانی نہیں جاتی ـــ سنبل کہہ رہی تھی کہ سارا دن
خاموش پڑی رہتی ہے ـــ معلوم نہیں کیا ہوا اسے ـــ میں گئی
تو وہ مجھے رو کر ملی ـــ جس طرح آپ نے ابھی کیا ہے نا ـــ اسی طرح
وہ بھی میرے سینے سے لگتے ہی رونے لگی ـــ!

عجیب اتفاق ہے ـــ آج جانے کیسا دن ہے ـــ" رومی مسکرا
کر بولی ـ

"سگریٹ سلگا دو مجھے رومی ـــ" ثاقب آہستہ سے بولا

رومی نے ڈبیا سے سگریٹ نکالا اور ثاقب کے لبوں سے لگایا
اور پھر تیلی سے سگریٹ سلگائی ـــ بولی

" جانے نواب زادی کو کیا ہوا ہے ـــ؟"

" کوئی اور بات کرو رومی ـــ" وہ تھکی تھکی آواز میں بولا

رومی نے حیرت سے ثاقب کی طرف دیکھا ـــ ہنس کر بولی

" انکل کے جانے کا تم پر کچھ زیادہ اثر ہوا ہے ـــ؟"

" چائے پلواؤ ـــ اسے سمجھ نہ آرہی تھی ـــ کہ وہ اپنے آپ کو
کیسے بہلائے ـــ!

" ابھی لاتی ہوں ـــ؟ وہ باہر نکل گئی ـــ!

تو اس نے گھبرا کر دوسرا سگریٹ جلا لیا ـــ!

اسی وقت اشرف آگیا ـــ!

اس نے اپنی دلچسپ باتوں سے کس حد تک اسے بہلا لیا ـــ!

رومی بھی آگئی ـــ!

رات گئے تک اشرف بیٹھا رہا ـــ!

اشرف نے کھانا بھی انہیں کے ساتھ کھایا ـــ کچھ روز میں اس کی
شادی ہونے والی تھی ـــ اس لئے اسے ہنسی کچھ زیادہ ہی آرہی تھی وہ
بات بات پر ہنس رہا تھا ـــ!

رومی اسے چھیڑ رہی تھی ـــ اور ثاقب خاموش لیٹا تھا ـ

"ثاقب ـــ تم نیند کی دوا لے لو ـــ نیند آجائے گی ـ

رومی بولی ـــ!

"کیوں انہیں نیند نہیں آتی ـــ؟ اشرف بولا

" کچھ کم آتی ہے ـــ میری تو جب آنکھ کھلتی ہے. انہیں بیٹھا
دیکھتی ہوں ـ "سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں ـــ؟ رومی ہنس کر بولی

اشرف چپ سا ہو گیا ـــ پھر بولا ـــ "اچھا بھابی میں چلا ـــ"

خدا حافظ ـــ ثاقب ـــ!

" خدا حافظ ـــ؟ ثاقب بولا

رومی نے نیند کی دوا لا کر دی اور ثاقب نے اس کا ہاتھ اپنی
آنکھوں سے لگا لیا ـــ! رومی مسکرا دی ـ

اور اس نے آنکھیں بند کر لیں ـــ!

کتنے سارے دن گزر گئے۔

زندگی نواب زادی کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ رہی تھی ....

وہ گرتی، پڑتی، سسکتی ہوئی زندگی کے ساتھ گھسٹ رہی تھی ——

زندگی کے ساتھ لرزتے کانپتے اور سلگتے ہوئے ثاقب بھی ساتھ ساتھ تھا ——!

اب تو کبھی کبھی اس کا رویہ رومی کے ساتھ بھی کچھ عجیب سا ہو جاتا —— اس کی بے رخی رومی کو حیران کر دیتی مگر پھر وہ اتنا ٹوٹ کر پیار کرتا۔ کہ رومی سب کچھ بھول جاتی ——!

جابر، البتہ کڑھتا —— جلتا اور منصوبے بناتا۔ زندگی کے

ساتھ چل رہا تھا۔

اس نے کئی بار کوشش کی کہ وہ نواب زادی کا دل جیت لے مگر اس دل میں سوائے ناتمام خواہشوں اور ویرانیوں کے کچھ بھی نہ تھا

جابر کی ہر کوشش ناکام ہوگئی —— تو اس نے اپنی ماں کو نواب زادی کے پاس بھیجا۔

مگر نواب زادی نے صاف کہہ دیا کہ وہ شادی کا قطعی ارادہ نہیں رکھتی ——!

جابر نے بستی والوں کو نواب زادی کے خلاف کرنا چاہا تو ہر جگہ منہ کی کھائی ——!

نواب زادی تو ان کے دلوں میں رہتی تھی —— وہ سب تو اس کی پرستش کرتے تھے —— وہ بھلا جابر کی باتوں کو کیا جانتے تھے

ہر موڑ پر شکست ——!

ہر جگہ ہار ——!

جابر آج کل ہر جگہ سانپ کی طرح پھنکارتا رہتا ——!

اور نواب زادی ان سب باتوں سے بے خبر محبت میں کھوئی ہوئی تھی ——!

اس کے درد میں ڈوبی ہوئی تھی ——!

اسے اپنا ہوش نہ تھا ——!

ایک روز ڈرتے ڈرتے مینجر کہنے لگا۔

"حضور کچھ لوگ آئے ہیں ـــــ!"

"جا کر ان سے مل لیجئے آپ ـــــ!"

"حضور وہ آپ کے پاس ایک درخواست لے کر آئے ہیں ـــــ!"

مینجر بولا

"کیسی درخواست ـــــ؟"

"مشاعرے کی صدارت کے لئے ـــــ!"

"آپ نے انہیں بتایا نہیں کہ ہم نہیں جا سکیں گے ـــــ!"

جی میں نے عرض کیا تھا ـــــ!

"پھر ـــــ!"

"حضور وہ کہتے ہیں یہ مشاعرہ نواب صاحب مرحوم کروایا کرتے تھے ـــــ اور اسی لئے وہ ـــــ مینجر رک سا گیا ـــــ!

"ان سے کہہ دیجئے ہماری طبیعت ٹھیک نہیں ـــــ ہم نہیں جا سکیں گے۔ ہماری طرف سے معذرت کر دیجئے ـــــ!" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولی۔

"حضور ـــــ مینجر کچھ کہتے کہتے رک سا گیا۔

"کہیے ـــــ!" "حضور ـــــ خادم کی ناچیز رائے ہے ـــــ!

"کہیئے ـــــ!" وہ آہستہ سے بولی

"اس مشاعرے کی صدارت آپ کو ضرور کرنا چاہیئے ـــــ!"

"مگر ـــــ!"

"غور فرمایئے حضور ـــــ نواب صاحب مرحوم کی روح بھی خوش ہو گی ـــــ حضور کو علم ہے ـــــ!" کہ نواب صاحب مرحوم اپنی زندگی میں یہ مشاعرہ کس شان و شوکت سے کروایا کرتے تھے۔

"مینجر ہم ـــــ!" وہ بے بس سی ہو گئی ـــــ!

"نواب زادی حضور ـــــ سنبل بولی

"کہو ـــــ!"

"ناچیز کی التجا ہے۔ کہ آپ اس مشاعرے میں ضرور تشریف لے جائیں ـــــ کچھ دل بہلے گا حضور کا ـــــ!"

وہ بے بس سی ہو گئی ـــــ کہنے لگی ـــــ!

"ٹھیک ہے ـــــ ہم چلیں گے ـــــ!"

"شکریہ حضور ـــــ مینجر خوش خوش باہر نکل گیا ـــــ!

سنبل بھی مسکرا دی۔

آج کئی ماہ بعد نواب زادی نے کسی چیز میں حصہ لینے سے انکار نہ کیا تھا ـــــ!

"کل کے لئے لباس کا چناؤ کر لیجئے نواب زادی حضور ـــــ سنبل بولی

"خود ہی کر لو سنبل ـــــ وہ لیٹے لیٹے بولیں۔ اور سنبل خوشی سے اچھلتی ہوئی باہر نکل گئی ـــــ!

مشاعرے کے سیکرٹری نے مہمان خصوصی کی آمد کا اعلان کیا تو لوگ احتراماً کھڑے ہو گئے —— ! نواب زادی ہال سے اندر داخل ہوئی —— !

ہلکے آسمانی ریشمی لباس میں —— !

لوگوں نے اسے عرصہ بعد دیکھا تھا —— بڑھ بڑھ کر اس سے مل رہے تھے۔ وہ مسکراتی ہوئی ہر ایک کی بات جواب دے رہی تھی —— !

رومی اس کے قریب جا کر بولی

"شکر ہے تمہاری صورت دیکھی —— !

رومی کو دیکھ کر وہ ہراساں سی ہو گئی —— کہنے لگی —— !

"تم —— !

"ہاں میں —— !" رومی ہنس دی

"آؤ" —— اس نے رومی کو اپنے ساتھ ہی بٹھا لیا۔

"اب کیسی ہو —— ؟

"اچھی ہوں —— !

"شکر ہے —— !" ثاقب بھی آیا ہے —— جانے کہاں غائب ہو گیا —— !" رومی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

سیکرٹری نے مشاعرے کے آغاز کا اعلان کیا

سامنے اسٹیج پر جانے اور انجانے شاعر بیٹھے تھے —— !

ثاقب کونے میں کھڑا تھا یہاں قدرے اندھیرا تھا۔

اس کا ذہن سامنے بیٹھے ہوئے بیشمار سامعین کی طرف لگا ہوا تھا —— !

اس کی نگاہیں ان سب کے درمیان ایک صوفہ پر ٹھہر گئیں۔

مٹا مٹا سا دھندلا چہرہ، آسمانی لباس میں اس نے تلاش کر ہی لیا تھا۔ اسے دیکھ کر دل و دماغ اپنا کام کرنا بھول گئے

اس نے چاہا —— !

کاش —— یہ لمحہ —— یہ پل —— یہ وقت —— ٹھہر کر ایک

صدی ہو جائے ۔۔۔ وقت ٹھہر جائے ۔۔۔ ہر چیز رک جائے ۔۔ اور
وہ یوں ہی سامنے بیٹھی رہے ۔۔۔

دل کی کسک بڑھتی جا رہی تھی ۔۔ !

مشاعرہ شروع ہو گیا ۔۔۔ شاعر آ کر اپنا کلام سنانے لگے

اور وہ اب تک اندھیرے میں کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا وہ ہولے
ہولے مسکرا رہی تھی ۔۔۔ رومی سے باتیں کر رہی تھی ۔۔ !

اور ثاقب کے دل کی دھڑکنیں اسے پکارنے لگی ۔۔ !

"سائمہ ۔۔۔ سائمہ ۔۔۔ ! میں سب کچھ ہوتے ہوئے
بھی ویران اور اکیلا ہوں ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بھول جاؤں
مگر ۔۔۔ یہ میرے بس میں نہیں ۔۔ سائمہ ۔۔ !

اسٹیج سیکرٹری نے اس کا نام پکارا ۔۔۔ تو وہ تھکے تھکے ہوئے
قدموں سے ۔۔۔ کھویا کھویا سا ۔۔۔ مائیک کے سامنے آ گیا۔ اس
کے ذہن میں کچھ نہیں تھا ۔۔ !

جانے وہ کونسی غزل لے کر آیا تھا ۔۔۔ اور کیا سنانا چاہتا تھا
مگر سب کچھ بھول چکا تھا ۔۔ نظریں سامنے بیٹھی ہوئی نواب زادی پر
ٹکی ہوئی تھیں ۔۔ !

اس کی جلتی ہوئی آنکھیں نواب زادی کی اداس نظروں سے ملیں
پیار کی اس تپش سے وہ گھبرا گئی ۔۔۔ لوگ تالیاں بجانے لگے ۔ وہ

کھڑا رہا ۔۔۔ خوب ہوٹنگ ہوئی ۔۔ !

کچھ منچلے مذاق اڑا رہے تھے ۔۔ !

کچھ جاننے والے لوگ حیران تھے ۔۔ اور اسٹیج سیکرٹری آہستہ سے بولا

"ثاقب صاحب ارشاد ۔۔ !"

"آں ہاں ۔۔۔ مگر ۔۔۔" وہ کھویا کھویا سا بولا

لوگ ہنس پڑے ۔۔۔ رومی پریشان ہو گئی ۔۔۔ اور نواب زادی
گھبرا کر اٹھی ۔۔ !

اسی لمحے اس کی سوز میں ڈوبی ۔۔۔ ہوئی
آواز ابھری ۔۔ !

ہوا ہے تجھ سے بچھڑنے کے بعد معلوم
کہ تو نہیں تھی ترے ساتھ اک دنیا تھی

وفا پہ سخت گراں ہے ترا وصال دوام
کہ تجھ سے مل کے بچھڑنا میری تمنا تھی

وہ آگے سن نہ سکی اور اسی اندھیرے میں چلی گئی جہاں کچھ دیر
پہلے وہ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا ۔۔ !

غزل سنانے کے بعد وہ اسی جگہ آ گیا ۔۔ !

سامنے وہ سوگوار سی کھڑی تھی ۔۔ !

ثاقب نے اپنے لرزتے کانپتے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے

"ثاقب ۔۔! اس کے لب کانپے

"جانِ ثاقب ۔۔۔! اسکی ساری چاہت ۔۔۔ سارا پیار اسکی آواز میں سمٹ آیا ۔ !

اور اس پیار سے وہ گھبرا گئی ۔۔ !

"کہنے لگی ۔۔۔ !

"آپ ہمیں جینے نہ دیں گے ۔۔ !

اس کے منہ سے ایک آہ نکلی ۔۔۔ اسے کندھوں سے جھنجھوڑتا ہوا بولا ۔ !

"کیا کروں میں ۔۔۔ مجھے تم ہی بتاؤ ۔۔۔ کیا کروں ۔۔۔

"بھول جایئے ہمیں ۔۔۔" وہ آہستہ سے اپنے کندھوں سے اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی

"کیسے ۔۔۔ ؟ اس کے لہجے میں دنیا جہان کی بے چارگی تھی

وہ خاموش سی ہو گئی ۔ !

"بتا دنا ۔۔۔ کیسے بھول جاؤں ۔۔۔ وہ دکھ سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا

"ہم کیا کہیں ۔۔۔ ہمیں تو خود کوئی نہیں بتاتا ۔۔۔ کہ ہم کیسے آپ کو بھول جائیں ۔۔۔ !

اس کی آواز بھرا گئی ۔۔ !

"سائلہ ۔۔۔ ! میری ایک التجا ہے ۔۔۔ !

وہ درد بھری نظروں سے دیکھ کر رہ گئی ۔۔۔ !

"مانو گی ۔۔۔ وہ بڑی اپنائیت سے انگلی سے اس کی ٹھوڑی چھوتے ہوئے بولا

پلکوں کی جھالر کانپ گئی ۔۔ ! بے تابی سے اس نے نظریں اٹھائیں

"اس دیوانے کو ہر روز ایک ہی بار نظر آ جایا کرو ۔۔۔ !

"نہیں ثاقب ۔۔۔" وہ کانپ گئی ۔۔ !

"صرف ایک بار ۔۔۔ !

صرف دیکھ کر ان ترستی ہوئی آنکھوں میں تمہارا تصور بھر لیا کروں گا ۔۔ ! اور یوں ہی ۔۔۔ زندگی گزر جائے گی ۔۔۔ کچھ تو سکون آ جائے گا نا ۔۔۔ !

"نہیں ثاقب ۔۔۔ ! وہ لرز گئی

"میری التجا ہے سائلہ ۔۔۔ !

"نہیں ۔۔۔ ! اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے ۔

"سائلہ ۔۔۔ میری سائلہ ۔۔۔ وہ پاگل سا ہو رہا تھا ۔

جنون کا بہاؤ تیز تھا ۔

"جایئے ثاقب ۔۔۔ روحی گھبرا رہی ہو گی ۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی ۔۔ !

"تم جانتی ہو نا کہ رومی خوش رہے ـــ اسے پتہ نہ چلے۔ اگر سائلہ ـــ تم نے میرے ساتھ یہی رویہ رکھا تو ـــ رومی کو پتہ چل جائے گا ـــ"

"نہیں ثاقب ـــ: وہ کانپ گئی ـــ!

"میں دن رات تڑپتا ہوں ـــ اک جان لیوا سی سوچ ہر وقت مجھ پر سوار رہتی ہے۔ میں اب خود پر قابو نہیں رکھ سکتا ـــ میں پاگل ہو جاؤں گا سائلہ ـــ مجھے ـــ مجھے بچا لو ـــ خدا کے لئے ـــ مجھ پر رحم کرو ـــ وہ جنون میں بہتا ہوا اس کے کندھے زور سے جھنجھوڑتا ہوا بولا

اور اس کے چہرے پر دکھ کی پرچھائیاں رینگ اٹھیں اندر کی کرب سے اسکی آنکھیں چھلک آئیں ـــ رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگی ـــ!

"ہمارا صبر نہ لوٹئے ـــ ہمارے احساس و خیال تو ویران ہو چکے ہیں ـــ اب ـــ اب ـــ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ اور ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رو دی ـــ!

"مجھے معاف کر دو سائلہ ـــ میں اپنی وحشت میں اس قدر پاگل ہو گیا ہوں ـــ کتنا برا ہوں میں ـــ سوائے آنسوؤں کے تمہیں کچھ نہیں دے سکتا ـــ" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولا

اور سائلہ کے دل میں فریادیں مچلنے لگیں ـــ لیکن اس فریاد کی کوئی لے نہیں تھی ـــ! ہونٹ بند تھے ـــ سینہ بوجھل اور دماغ ماؤف ہو رہا تھا ـــ!

وہ کٹا کٹا سا جا رہا تھا ـــ!

تب اس کی وحشت ایک دم جاگ اٹھی ـــ اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولی

"معبود ـــ کیا ہمارے سجدوں میں کوئی خلوص نہ تھا ـــ ہمارے نصیب میں کالی اور لمبی راتیں ہی لکھی تھیں آپ نے ـــ کتنے دکھ سمیٹیں گے ہم ـــ!

اس نے دیکھا ـــ!

مشاعرہ ختم ہو چکا تھا ـــ اور ثاقب رومی کے ساتھ کار میں بیٹھ رہا تھا ـــ!

تب اس کی روح سلگنے لگی ـــ روح پر پڑے ہوئے آبلے تپنے لگے ـــ!

اور وقت ان دونوں کی بے بسی پر کڑھ رہا تھا ـــ دونوں کے درمیان جو ناقابل عبور خلیج تھی

جو فاصلے تھے ـــ جو دوری تھی ـــ!

اسی پر آنسو بہا رہا تھا ـــ!

سائرہ کے دل میں اک ہوک سی اٹھی ---!

اسی لمحے اس کا ڈرائیور اس کے قریب آکر بولا

"چلئے حضور ---"

"کہاں ---" وہ کھوئی کھوئی سی بولی

"گھر حضور ---"

"گھر ---" وہ ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی

"جی --- مشاعرہ ختم ہوگیا حضور ---"

"ختم ہوگیا ---!"

"جی حضور ---" ڈرائیور حیرانگی سے اسے دیکھ کر بولا

"اچھا --- ہاں --- ہاں چلو ---" وہ تھکے تھکے قدموں سے کار کی طرف چل دی --- جہاں مشاعرے کے منتظمین اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کھڑے تھے۔

چند نپے تلے لفظ ادا کرنے مشکل ہو گئے تھے اس کے لئے ---!

کار چل پڑی --- اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے سارے جہاں میں آگ سی لگی ہو ---!

سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے بلب اسے شعلے سے لگ رہے تھے ---!

اور یوں

غم کی تند و تیز موجوں نے اسے اپنے اندر سمیٹ لیا ---!

نواب زادی کا شاداب چہرہ مرجھا سا گیا۔

اس کی کنول جیسی آنکھیں بیمار بیمار سی لگتیں ---!

ہر گھڑی اداس، اداس، بجھی بجھی --- وہ آرزوؤں کی چتا پر سلگتی رہتی

اس کے محل نما بنگلے کی دیواریں بھائیں بھائیں کرتی رہتیں ---!

نہ کتابوں میں دل لگتا ---!

نہ موسیقی سے بہلتا ---!

سارا دن الجھی الجھی سی رہتی --- اب تو اسے اکیلے درخت کے

نیچے بیٹھتے بھی وحشت ہونے لگتی ۔۔۔!

ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا ۔۔۔!

تاریکی کے غبار ۔۔۔!

رسم و رواج کی آہنی زنجیریں ۔۔۔!

اور وہ نڈھال ۔۔۔ اور تھکی تھکی سی ۔۔۔!

ان روز وہ یوں ہی الجھی الجھی سی بیٹھی تھی ۔۔۔!

سنبل کئی بار لباس تبدیل کرنے کو کہہ چکی تھی ۔۔۔ مگر اسے کوئی ہوش نہ تھا ۔۔۔!

"نواب زادی حضور لباس تبدیل کر لیجئے ۔۔۔" سنبل نے ڈرتے ڈرتے پھر یاد دلایا۔

"جاؤ ۔۔۔ جاؤ نکل جاؤ ۔۔۔ کیوں تنگ کرتی ہو ہمیں ۔۔۔" وہ چیخ کر بولی

سنبل سہمی سہمی سی باہر نکل آئی ۔۔۔!

تو اس نے دیکھا ۔۔۔ ثاقب سامنے کھڑا تھا ۔۔۔!

"آپ ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ سائرہ کہاں ہیں ۔۔۔" وہ تھکا تھکا سا بولا

"جی ۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں ۔۔۔ مگر ۔۔۔!

"مگر کیا ۔۔۔" ثاقب رک کر بولا

"ایک بات کہوں سرکار ۔۔۔" سنبل بھرائی ہوئی آواز میں بولی ۔۔۔!

"کیا بات ہے ۔۔۔؟" ثاقب گھبرا گیا

"سرکار ۔۔۔ آپ ہی کچھ نواب زادی حضور کو سمجھائیے ۔۔۔"

"کیوں ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔؟" ثاقب اور زیادہ گھبرا گیا

"عجیب سی حالت ہو گئی ہے ان کی سرکار ۔۔۔! نہ کسی سے ملتی ہیں ۔۔۔ نہ کہیں جاتی ہیں ۔۔۔ سارا دن کوٹھی میں گھومتی رہتی ہیں نہ کھانے کا ہوش ۔۔۔ نہ پینے کا ۔۔۔ نہ لباس کا خیال ۔۔۔ آنکھوں میں اتنی ویرانی ہے سرکار کہ مجھے ڈر لگنے لگا ہے ۔۔۔!

وہ چپ چاپ سا اس کا چہرہ تک رہا تھا ۔۔۔!

"سمجھائیں گے سرکار ۔۔۔!" سنبل دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں پونچھتی ہوئی بولی

وہ اک ہوک سی لئے نواب زادی کے کمرے میں داخل ہوا اُس کے ہاتھ میں آٹوگراف تھی ۔۔۔ اور اسے دیکھے جا رہی تھی ۔۔۔ اس کی نظریں آٹوگراف پر جمی ہوئی تھیں ۔۔۔!

ثاقب خاموش کھڑا دیکھے جا رہا تھا ۔۔۔ اور اسے کوئی خبر نہ تھی ۔۔۔!

ثاقب نے اپنا ہاتھ دروازے پر رکھا ۔۔۔ کچھ آہٹ سی ہوئی

نواب زادی آٹوگراف پر نظریں جمائے آہستہ سے بولی

" سنبل — !

" سنبل ناراض ہو گئی ہو ہم سے —— !

" سنبل ہمارا جی نہیں چاہ رہا تھا لباس تبدیل کرنے کو — !

کیا کریں گے لباس تبدیل کرکے — ! تم ہی بتاؤ — ! اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا — !

دودھ کی دھلی سی آنکھیں اسے دیکھے جا رہی تھیں — !

وہ خاموش سی ہو گئی — !

مچلتی تمناؤں کو دباتے ہوئے ثاقب آگے بڑھا — آہستہ سے بولا

" بیٹھنے کی اجازت نہیں دو گی — ؟

وہ خاموش رہی —

" تھک گیا ہوں —— ؟ وہ صوفہ پر اپنے آپ کو گراتے ہوئے بولا

وہ تب بھی خاموش رہی

" پیاس بھی لگی ہے —— ! اس کے ہونٹوں پر جلی جلی سی مسکراہٹ پھیل گئی — !

وہ آہستہ سے اٹھی اور تھرموس سے پانی گلاس میں ڈال کر لے آئی — " اور گلاس آگے بڑھا دیا — !

ثاقب نے گلاس تھام لیا —— اور یوں پی گیا - جیسے مدت کا پیاسا ہو — !

وہ خاموش سامنے یوں بیٹھی تھی جیسے ایک تصویر ہو — ایک بت ہو — !"

ثاقب نے میز پر پڑی آٹوگراف اٹھالی -

ساری آٹوگراف پر ایک ہی شعر لکھا تھا — جو ثاقب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا — !

یہ معصوم چہرہ یہ بانکی ادائیں — !
انہیں کی بدولت ہوئی ہے خرابی — !

ثاقب نے وہ صفحہ پھاڑ لیا — اور اس کے ٹکڑے کر دیئے — !

" یہ کیا کیا آپ نے —— ؟ وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی

" اچھا کیا میں نے سائرہ —— ایک کمینے آدمی کی یادگار تمہارے پاس رہنی نہیں چاہیئے — تم بہت بلند ہو سائرہ — اور یہ — یہ اس کے چہرے پر نفرت کی لکیریں سی پھیل گئیں — !

" خاموش ہو جایئے —— للہ خاموش ہو جایئے — " اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے —— اس کا پورا وجود لرز رہا تھا — !

" سائرہ — میں بہت برا ہوں —— میں نے حالات سے شکست کھائی اور —— تمہیں دکھ دیا — تمہیں تنہائی اور ویرانی میں نے دی

ہے ـــ سائکہ تمہیں نہیں معلوم ـــ مجھے اپنے آپ سے نفرت ہو گئی ہے ـــ مجھے کسی کل چین نصیب نہیں ـــ میں بے سکون ہوں۔

"آپ کو منزل مل گئی ہے ثاقب ـــ!" وہ آہستہ سے بولی

"منزل ـــ ہاں ـــ مگر میرے لئے وہ منزل غبارِ راہ ہے۔! میں نے تمہیں گنوا کر کیا پایا ـــ صرف چند یادیں ـــ کچھ تلخ حقیقتیں اور آنسوؤں کے بیشمار چراغ ـــ! یہ چراغ میری تاریک زندگی کو منور نہیں کر سکتے سائکہ ـــ انہوں نے تو میری زندگی میں آگ سی لگا دی ہے آگ ـــ!

اور اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا ـــ آنکھوں سے آگ نکلنے لگی ـــ سارا وجود جیسے شعلہ بن گیا ـــ

"ثاقب ـــ! آپ یہاں نہ آیا کریں ـــ" وہ صبر و ضبط کی تصویر بنی بولی ـــ!

"میں نے تم سے بھیک مانگی تھی سائکہ ـــ! میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے اپنا قرب بخش دو ـــ" وہ اس کے گھٹنوں پر اپنا سر رکھتے ہوئے بولا

"نہیں ثاقب ـــ نہیں ـــ!"

"خود غرض بن جاؤ سائکہ ـــ! میرے لئے ـــ اس جہان میں سب کچھ ہوتا ہے ـــ تم بھی تو تڑپ رہی ہو ـــ تمہیں بھی تو سکون

نہیں ـــ بھول جاؤ کہ ہمارے درمیان کوئی دیوار ہے ـــ کوئی فاصلہ ہے ـــ دنیا ـــ سماج ـــ سب کچھ بھول جاؤ ـــ یاد رکھو تو صرف اتنا کہ ثاقب تمہارا ہے ـــ اور تم ثاقب کی ہو ـــ!

وہ لرز سی گئی ـــ کہنے لگی ـــ!

"آپ کیسی باتیں کرنے لگے ـــ سمجھئے کہ یہ حادثہ تھا ـــ" وہ آہستہ سے کہنے لگی۔

"اور یہ حادثہ میری زندگی کا عظیم حادثہ ہے ـــ میری ساری زندگی اس حادثہ کے ساتھ بہہ گئی ہے سائکہ ـــ!" اور میں ایک بھکاری کی طرح تمہارے سامنے ہوں ـــ! مجھے بھیک دے دو سائکہ اس کی آنکھوں سے موتیوں کے آبشار سے پھوٹ پڑے۔

اور اسی لمحے سائکہ کا جی چاہا ـــ کہ ان جلتی ہوئی آنکھوں پر اپنے ٹھنڈے ہونٹ رکھ دے ـــ اور یہ سارا درد اپنی روح کی گہرائیوں میں اتار لے ـــ!

مگر وہ ایسا نہ کر سکی ـــ بلکہ تلخ آواز میں بولی

"للہ چلے جائیے یہاں سے ـــ آپ ہمیں رسوا کرنا چاہتے ہیں ہم پر ترس کھائیے ـــ یہاں نہ آیا کیجئے ـــ!"

"کہاں جاؤں ـــ!" وہ بے بسی سے بولا

"اپنے گھر ـــ!"

"گھر ــــ وہاں بھی سکون نہیں ــــ کرب کے نوکیلے نشتر اور تکلیف کے کانٹے ہیں وہاں ــــ!"

"آپ نہیں جائیں گے ــــ تو ہم کہیں چلے جاتے ہیں ــــ وہ بے بسی سے کہنے لگی ــ!

"نہیں نہیں سائرہ ــ! وہ تڑپ کر اٹھا

"بس ٹھیک ہے ــ ہم کہیں چلے جائیں گے ــــ پھر کبھی نہیں آئیں گے ــ! وہ آہستہ سے بولی

"نہیں سائرہ ــ! یوں نہ کرنا ــــ تم چاہتی ہو نا کہ میں ــ میں تمہارے پاس نہ آؤں ــــ تو میں نہیں آؤں گا ــــ مگر ــــ مگر تم نہ جانا ــــ!

وہ بمشکل بولا ــــ یہ کہتے ہوئے اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے اپنی موت کا حکم سن لیا ہو ــ!

"تو پھر وعدہ کیجئے ــ!" وہ اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہنے لگی ــ!

"کیا ــــ!" وہ ٹوٹا ٹوٹا سا بولا

"ہمیں بھول جائیے ــــ!"

اس نے بے تابی سے اس کی طرف دیکھا

"وعدہ کیجئے نہیں تو ہم بہت دور چلے جائیں گے ــ!"

اس کے آنسو ٹوٹے دانوں کی طرح گرنے لگے ــ!

"یہ وعدہ ــــ" اس کے جذبات ــــ دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچ گئی ــ!

"کوشش کریں گے ہمیں بھولنے کی ــــ!" وہ آنسوؤں کے درمیان ہلکے سے مسکرا دی۔

"اچھا ــــ!"

"آئندہ یہاں نہیں آئیں گے ــ!"

وہ خاموش رہا۔

"تو جائیے اب ــــ! دادی پریشان ہو رہی ہو گی ــ! وہ آہستہ سے بولی

"ایک التجا میری بھی ہے اگر مانو تو ــــ وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولا۔

"کہئے ہم ضرور مانیں گے ــ!"

"زندگی کی گہما گہمی میں حصہ لینا شروع کر دو ــــ اپنے لیے ساتھی چن لو ــــ!" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولا

وہ تڑپ سی گئی ــ!

"ہاں ــــ کہیں ــــ کسی بہت اچھی جگہ ــــ بہت اونچی شخصیت سے ــــ!" اسکی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے ــ!

"ثاقب ــــ!" وہ لرز سی گئی۔

"تم نے میری بات ماننے کا وعدہ کیا ہے ۔۔!"

"نہیں ۔۔ نہیں ۔۔!"

"کوشش ہی سہی ۔۔!" وہ جلتی ہوئی آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا بولا ۔۔!

وہ خاموش سی ہوگئی ۔۔!

اور وہ سارے جہاں کا غم اپنی آواز میں سمیٹے کہنے لگا۔

"تمہاری تنہائی کٹ جائے گی ۔۔ تم زندگی کا ساتھی چن لو گی ۔۔ تمہیں خوشیاں مل جائیں گی تو شاید اس بے قرار دل کو قرار آجائے سائکہ ۔۔!

وہ رو دی ۔۔!

"اچھا سائکہ ۔۔ خدا حافظ ۔۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اب وہی پہلے والی نواب زادی بن جاؤ گی ۔۔ جو لوگوں کے دلوں میں رہتی تھی ۔۔ جو ہر محفل کی جان تھی ۔۔ زندہ دل اور خوبصورت ۔۔! ہے نا ۔۔!

"یہ ہم سے نہیں ہو سکے گا ۔۔!

وہ آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر بولی

"تو پھر ہم بھی اپنے وعدے کے پابند نہیں ۔۔!

وہ ہلکے سے مسکرا دیا ۔۔!

"نہیں نہیں ۔۔ ہم زندگی کی گھم گ لیں گے ۔۔ ہم ۔۔ وہ سب کچھ کریں گے ۔۔

دیا ہے ۔۔!

دمی کی آنکھیں

کہتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

ثاقب کی بیقراری بڑھ گئی ۔۔ اس نے روتی ہوئی سائکہ کے سر پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے ۔۔!

اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا ۔۔!

امجد کا خط آیا تھا ___ کہ سیٹھ صاحب کی بیماری کی وجہ سے انہیں ایک سال تک وہیں قیام کرنا پڑے گا ___!

اسی روز رومی کو بھی سیٹھ صاحب کا خط ملا ___ انہوں نے بیٹی کو تسلی ___ پیار ___ اور اچھی زندگی کی دعائیں دی تھیں

ثاقب دفتر سے آیا ___!

تو رومی خط لے آئی ___!

" ابا جانی کا خط آیا ہے ___ " رومی کے چہرے پر اداسی تھی۔

" ہاں مجھے بھی خط لکھا ہے انہوں نے ___ ثاقب پلنگ پر دراز ہوتے ہوئے بولا

" سمجھ نہیں آتا ___ ابا جانی وہاں کیوں رہنا چاہتے ہیں ___!

" کاروبار ___ " ثاقب ہنس دیا

" کیا کرنا ہے اتنا پیسہ ___!"

ثاقب خاموش ہو گیا ___!

" میں تو ابا جانی کے لئے اداس ہو گئی ہوں ___ رومی کی آنکھیں چھلک آئیں ___!

" ارے ___ تم تو رونے لگیں ___ پگلی ___ ثاقب نے اس کے سر پر ہلکے سے چپت لگاتے ہوئے کہا۔

" سچ ثاقب ___ میں اداس ہو گئی ہوں ___!"

" تو پھر آسٹریلیا چلے چلیں ___ " وہ مسکرا کر بولا

" کیسے جا سکتے ہیں ___ کاروبار کون سنبھالے گا ___!

" ہاں ___ یہ بات تو ہے ___! مگر اتنی اداسی اچھی نہیں ___!"

" یوں تو جیا نہیں جاتا نا ___ ثاقب کی آنکھیں گہری ہو گئیں

" جانے کیوں ثاقب ___ آج کل میرا جی چاہتا ہے تنہائی میں جا کر خوب روؤں ___!

رومی آہستہ سے بولی

اور ثاقب چونک گیا ___!

درد کی رمق رومی کی باتوں میں پا کر وہ ڈر سا گیا تھا ___!

کہنے لگا ___!

"کیوں — ؟"

"جانے کیوں — کوئی وجہ بھی تو نہیں —" رومی کے ہونٹوں پر پھیکا سا تبسم پھیل گیا

"شائد — شائد تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہے۔" وہ کھویا کھویا سا بولا

"نہیں ثاقب — ایسا نہیں ہے —!"

"تو پھر کیا ہے —!"

"معلوم نہیں — دل کے اندر کچھ ہے — جس کو زبان نہیں ملتی — شائد ابا جانی کی وجہ سے — یا پھر میں نہیں سمجھ پاتی کہ کیوں — ؟" وہ سادگی سے بولی

ثاقب چپ سا ہوگیا —!

کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد وہ بولی

"ثاقب —!"

"کیوں — ؟"

"ثاقب تم مجھ سے خوش ہو —!"

"تم نے یہ کیوں پوچھا"

"تم اداس جو رہتے ہو —!"

"میری عادت ہے رومی —!"

"اچھا — عادت ہی ہوگی —" وہ ہنس دی

"رومی —" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوا بولا

"رومی اگر مجھ سے کبھی کوئی کوتاہی ہو جایا کرے نا تو مجھے معاف کر دیا کرو —!"

"ثاقب —!" وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

"ہاں رومی —" اس کی آنکھیں بھیگ سی گئیں دل کے اندر کرب کلبلانے لگا۔

"تمہیں کوئی دکھ ہے ثاقب —" وہ اپنا چہرہ اس کے سامنے کرتی ہوئی بولی

"نہیں رومی — مجھے بھلا کیا دکھ ہو سکتا ہے۔؟" وہ اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا

"اگر کچھ ہے تو مجھے بتا دو ثاقب —! دیکھو نا — تمہیں ہر بات مجھ سے کہہ دینی چاہیئے — ہمارے درمیان کوئی راز نہیں رہنا چاہیئے نا — تم اداس اداس رہتے ہو — تو جانے کیوں مجھے یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ جیسے اس کا سبب میں ہوں —" اس نے سادگی سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

"نہیں رومی — تمہارا وہم ہے — تم جیسی پیاری بیوی کے ہوتے ہوئے مجھے کیا دکھ ہو سکتا ہے —" وہ —!

پاتے ہوئے بولا

"وہم ہی ہو گا پھر ــــ!" وہ مسکرا کر بولی

"میں سوچتا ہوں رومی کہ ہم دونوں زندگی کی گہما گہمی سے کچھ دور ہو گئے ہیں ــ! بس مشینیں بن گئے ہیں ــ! میں دفتر کا کام کرتا ہوں ــــ اور تم سارا دن اکیلی گھر رہتی ہو۔ اسی لئے تمہاری سوچ بدل گئی ہے ــ!"

"شاید ــــ!" رومی اس کی قمیض کے کالر سے کھیلتی ہوئی بولی

"تو پھر ــــ میرے خیال میں اس کا حل سوچنا چاہیئے ــ!"

ثاقب جیسے جبراً یہ سب کچھ کہہ رہا تھا۔ ورنہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا ــــ کہ اس ویرانے میں چلا جائے ــ جہاں نواب زادی رہتی تھی۔ اور ایک ورسکو دیکھتے دیکھتے زندگی تمام ہو جائے مگر رومی سیدھی سادی چاہنے والی بیوی ــ!

آخر اس کی بھی تو کوئی مانگ تھی۔ اسے بھی کمپنی چاہیئے تھی۔

فرض

اور

محبت

"بس چکی میں پستا تھا ــ!"

"میری عادت

"رومی ــــ ہم یوں کرتے ہیں ــــ

ہیں ــ شام اچھی گزر جایا کرے گی ــــ ہے نا ــ!"

"جیسے تم کہو ــــ!" رومی بولی

"تو ٹھیک ہے ــ! ہم دونوں ممبر بن جاتے ہیں ــ!"

رومی ہنس دی ــ!

"چلو پھر چائے پلواؤ ــــ اور آج خوبصورت ساڑھی پہنو ــــ"

کہتے ہوئے اسے نواب زادی کا سفید تاروں بھرا لباس یاد آ گیا ــــ

کتنی شاندار لگتی تھی وہ اس لباس میں ــ!

بے خیالی میں وہ کہنے لگا ــ!

رومی ــــ!

ہوں ــ!

"تمہارے پاس کوئی سفید تاروں بھرا لباس ہے ــ!"

"نہیں ــ!"

"تو پھر چلو ــ آج پہلے شاپنگ کرتے ہیں ــ تمہارے لئے سفید تاروں بھری ساڑھی خریدوں گا میں ــــ!"

"سفید تاروں بھری ــــ" رومی بولی

"ہاں ــ!"

"وہ ــ جیسی نواب زادی نے پارٹی پر پہن رکھی تھی ــ!"

پاتے ہوئے بولا   ں سے بولی

"دیکھ! زادی نے ___ ہاں شاید ___" وہ گھبرا سا گیا

"ٹھیک ہے ___ چلو پھر ___" تیار ہو کر وہ دونوں بازار پہنچے

ثاقب نے بہت ساری چیزیں ردمی کو خرید کر دیں ___!

ردمی خوش خوش اس کے ساتھ تھی ___!

چھوٹے بڑے پیکٹ ثاقب کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولی

"تمہاری پسند بڑی اچھی ہے ___!" "اچھا ___!"

"ہاں بہت ___! میری سہیلی طاہرہ ہے نا۔ ہمیشہ بھدّے بھدّے رنگ پہنا کرتی ہے۔ اور وہ رنگ اس کے میاں کی چوائس کے ہوتے ہیں ___!

ثاقب مسکرا دیا۔

دونوں نے ایک ہوٹل میں چائے پی ___!

شام ثاقب نے کلب فون کر کے کلب کی ممبر فیس بھجوائی ___!

مگر اس شام وہ کلب نہ جا سکے ___!

نواب زادی کے خیال سے اس نے فرار حاصل کرنا چاہا مگر وہ جھلمل کرتی ہوئی پھر اس کے خیالوں میں آ گئی ___!

تب اس کے حسین تصور کے ساتھ جانے کہاں کہاں گھومنے لگا وہ ___!"

نواب جابر کلب کا پرانا ممبر تھا

اس کی شامیں اکثر وہیں گزرا کرتیں ___!

کلب کی خوبصورت عورتوں کے درمیان گھرا ہوا وہ زندگی کی دلچسپیوں میں پورا پورا حصہ لیتا ___!

ہفتے کی رات تھی ___!

اور یہ رات گزشتہ ہفتے کی رنگین ترین رات ہوا کرتی۔

اس رات کو کسی اچھی بیلے ڈانسر کا پروگرام ہوا کرتا

اور پھر رات گئے تک کپل ڈانس ___!

چکنے رنگ بستہ فرش پر جوڑے دنیا و مافیہا سے بے خبر ایکدوسرے میں کھوئے ہوئے میوزک کی دھن پر متحرک رہتے ___!

نواب جابر کی پارٹنر کلب کی کوئی حسین تیتری ہوا کرتی ـــ!

آج بھی ہفتے کی رات تھی ـــ!

سرِ شام ہی دلفریب مسکراہٹیں ـــ اور رنگ برنگے لباس کلب کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے ـــ!

نواب جابر کے سامنے وہسکی کی بوتل کھلی پڑی تھی ـــ!

اور وہ اکیلا بیٹھا تھا ـــ!

وہ دیکھ کر چونک گیا ـــ رومی اور ثاقب چلے آ رہے تھے ـــ!

رومی اپنی کئی جاننے والیوں سے باتیں کرتی ہوئی ـــ ثاقب کے ساتھ کھڑی تھی ـــ!

ثاقب خاموش سا کھڑا تھا ـــ!

ثاقب کو دیکھ کر جابر کے ہونٹ سختی سے بھنچ گئے ـــ!

اس نے پیگ بھرا ـــ اور غٹاغٹ پی گیا ـــ! اسے دیکھ کر رومی نے سلام کیا ـــ!

وہ اٹھ کر ان کے قریب آ گیا ـــ!

" اوہ رومی ـــ کیسی ہو ـــ!"

" فائن ـــ!"

" ہیلو مسٹر ثاقب ـــ" اس نے اپنا ہاتھ ثاقب کی طرف

بڑھا دیا ـــ!

" ہیلو ـــ ثاقب بے دلی سے بولا

" ہم آج ہی ممبر بنے ہیں نواب جابر ـــ" رومی خوش دلی سے بولی

" بہت اچھا کیا آپ نے ـــ زندگی بڑی خوبصورت چیز ہے اور کچھ لمحوں کے لئے ہمارے ہاتھ لگ جاتی ہے ـــ پھر کیوں نہ زندگی کو انجوائے کیا جائے ـــ وہ اپنے مخصوص انداز میں ہنستا ہوا بولا

" ہاں ہم لوگ یوں ہی گھر بیٹھے بور ہوا کرتے تھے ـــ" رومی ہنس کر بولی ـ

" ثاقب صاحب کی بوریت کا کیا عالم ہے ـــ! جابر ہنس کر بولا

" کیا مطلب ـــ ثاقب ہنس کر بولا

" میرا مطلب ہے ـ دفتر ـــ کاروبار ـــ اور ویرانے ـــ" جابر کی بھنویں تن سی گئیں ـــ!

" ہاں ـــ آپ سچ کہتے ہیں نواب جابر ـــ ثاقب بالکل مشین ہی بن کر رہ گیا تھا ـــ ابا جانی بھی اپنا سب کاروبار ثاقب کے کندھوں پر ڈال گئے ہیں نا ـــ" رومی نے سادگی سے کہا

" اور ان کے کندھے کمزور اور ناتواں ـــ" جابر تیز نظروں

سے ثاقب کو دیکھ کر بولا

ثاقب سمجھ رہا تھا ـــــ کہ اس کی ہر بات جلن سے بھرپور ہے
لیکن وہ خوش دلی سے بولا!

"نواب صاحب ـــــ ہم نے بوریت اور مشینی زندگی سے تنگ آ کر
یہاں پناہ لی ہے ـ

جابر اس کے طنز پر تلملا گیا ـــــ مگر ڈھٹائی سے ہنس
کر بولا

"خوب ـــــ آپ یہاں زندگی کو انجوائے کریں گے ـــ بوریت
ہرگز نہیں رہے گی ـــ آیئے پھر کچھ ہو جائے ـــ وہ اپنی میز
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

"میں ڈرنک نہیں کرتا ـــــ ثاقب بولا

"آپ سے دوستی نہیں ہو سکتی پھر ـــــ جابر ہنسا

"میری بدقسمتی ہی سمجھئے ـــــ" ثاقب مسکرا کر بولا

رومی ہنس دی ـــ!

"فی الحال میں آپ کے لئے کافی منگوا سکتا ہوں ـ مگر آئندہ
آپ سے دوستی کرنی پڑے گی ـــ" وہ تیز نظروں سے دیکھتا ہوا
بولا ـ!

ثاقب ہنس دیا

اور رومی کہنے لگی ـــ!

"ایسی دوستی نہیں ہو گی نواب صاحب ـــ!"

"آپ تو ڈر گئیں ـــــ چھوڑئے جانے دیجئے ـــ آیئے ـ!

وہ دونوں اسی کے ساتھ بیٹھ گئے ـــ!

اس نے ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا ـــ!

"نواب زادی کا کیا حال ہے ـــــ رومی نے پوچھا

"پتہ نہیں ـــــ" جابر کی آنکھیں گہری ہو گئیں

"کیوں ـــ آپ کو پتہ کیسے نہ ہو گا ـــ رومی بولی

"اس نے ہم سے آجکل کنارہ کر لیا ہے ـــ" وہ ثاقب کی طرف
دیکھ کر بولا

رومی خاموش سی ہو گئی ـــ!

ثاقب آس پاس لوگوں کی خوشی کا اندازہ کر رہا تھا ـ!

"کتنے خوش تھے لوگ ـــ!

لیکن اسے لگا ـــــ جیسے سب اپنے آپ پر ملمع چڑھائے
ہوئے ہیں ـ!

یہاں وہ سب فرار حاصل کرنے کے لئے آئیں ہیں ـ!

اور جب واپس گھروں کو جائیں گے ـــ!

وہ ہوں گے اور ان کی تلخ زندگی ـــ!

وہ ہوں گے اور
مسائل کے گورکھ دھندے ۔۔!

ثاقب کی توجہ جابر نے اپنی طرف مبذول کرلی ۔۔ کہنے لگا

"کچھ دن ہمارے ہاں آکر رہیئے ثاقب صاحب ۔۔ وہاں بھی انجوائے کریں گے آپ ۔۔ ہماری بستی بھی خوبصورت ہے۔ شکار کا پروگرام بنالیں گے آپ کے ساتھ ۔۔!

"جی ہاں ۔۔ کبھی ۔۔ وقت ملا تو ۔۔" ثاقب آہستہ سے بولا ۔۔"

"چاندپور تو آپ نے خوب گھوما ہے ۔۔!" وہ طنزیہ مسکرایا

"چاندپور ۔۔ رومی بولی

"ہاں وہاں کے لوگ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں ۔۔ وہ ہنس دیا ۔۔!

"شادی سے پہلے کی بات ہوگی ۔۔" رومی ہنس کر بولی ۔۔!

"کیوں ثاقب صاحب ۔۔!" جابر نے پوچھا

"ہاں ۔۔ شادی سے پہلے کی ہی بات ہے ۔۔!"

وہ جلدی سے بولا

"چاندپور واقعی خوبصورت بستی ہے۔ اور پھر نواب زادی کا محل

کیا کہنے ۔۔؟ رومی نے کہا

"خصوصاً وہ ڈل جھیل ، ہمیں بڑی پسند ہے ۔۔!" جابر نے ایک اور ضرب لگانا چاہی۔

اور جابر کا یہ تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ ثاقب کی آنکھیں سرخ ہوگئیں ۔۔ گھبراہٹ اس کے چہرے سے نمایاں تھی۔

وہ جلدی جلدی کپ اٹھا کر کافی حلق میں انڈیلنے لگا

جابر اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس پر نقش بن بن کر مٹ رہے تھے۔

"آج ڈانس کا پروگرام ہے ۔۔!" رومی نے پوچھا

"ہاں ۔۔ جابر نے جواب دیا۔

"کچھ اچھا ہے ۔۔!" رومی نے پوچھا

"اچھا ہی ہوگا ۔۔ جابر کی نظریں ثاقب میں الجھی ہوئی تھیں ۔۔!

"چلو رومی چلیں ۔۔ ثاقب جلدی سے اٹھ گیا

"کیوں ۔۔!" جابر بولا

"باہر گھومیں گے ۔۔!" ثاقب آہستہ سے بولا

"لمبی ڈرائیو کا ارادہ ہے ۔۔" جابر نے کہا

"ہوں ۔۔!"

"اچھا پھر خدا حافظ —— اب تو روز ملاقات ہوگی۔ جابر اٹھ کر کھڑا ہوگیا —!

وہ دونوں چلنے لگے تو جابر نے کہا" گاڑی ذرا احتیاط سے چلایئے گا۔ آپ کی پسندیدہ سڑک پر گڑھے پڑ گئے ہیں — کچھ مرمت طلب ہو گئی ہے —!"

ثاقب نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور بولا

"ایسی سڑک پر ڈرائیونگ کا لطف زیادہ آتا ہے۔ نواب جابر تلملا گیا —!

اور وہ دونوں کلب سے باہر نکل آئے —!

"جلدی کیوں چلے آئے ثاقب —— رومی نے پوچھا

"نواب جابر بور کر رہے تھے نا ——!" ثاقب کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہنے لگا —!

"ہاں کچھ عجیب سا آدمی ہے —!" رومی بولی

ثاقب نے گاڑی گھر کی طرف موڑ دی تو رومی حیرانگی سے بولی

"تم تو کہہ رہے تھے لمبی ڈرائیو کا پروگرام ہے —!"

"نواب جابر سے پیچھا چھڑانا تھا —— " ثاقب دھیمی آواز سے بولا ——

رومی سادگی سے ہنس دی۔

کار پورچ میں روک کر وہ دونوں نیچے اترے —!

کمرے میں پہنچ کر ثاقب نے لگاتار دو سگریٹ پیئے —!

"تم سگریٹ بہت پینے لگے ہو —— " رومی بولی

"بہت پیتا ہوں کیا —— ؟" اس نے سوال کیا

"ہاں —— بے حد —— " اس نے اپنے چہرے پر آئی ہوئی لٹ کو ہٹاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑ دوں ——؟"

"ہاں —!"

"اچھا —!"

"پرامس —؟"

"ہاں پرامس ——؟" وہ ہنس دیا

رومی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا —!

"تم بہت اچھے ہو —" وہ دل کی گہرائیوں سے ہنس رہی تھی —!

"یہ آج معلوم ہوا تمہیں —— " وہ بے دلی سے مسکرایا

"ایک بات پوچھوں ——"

"پوچھو —!"

"تم — تم اتنے اچھے کیوں ہو ——؟" اس نے پلکیں جھپکائے

بغیر نظریں اس کے چہرے پر جما دیں۔!

وہ جذباتی سا ہو گیا۔ دماغ میں جیسے سوچ کے جھکڑ چلنے لگے۔ بڑے دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔!

"اچھا کہاں ہوں رومی۔ میں بہت بُرا ہوں۔ بہت بُرا ہوں۔!"

"ایک بات کئی روز سے پوچھنا چاہتی ہوں ثاقب لیکن ڈرتی ہوں تم ناراض نہ ہو جاؤ۔ رومی اس کی سُرخ ہوتی ہوئی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

اس کے چہرے پر غم پھیلتا ابھرتا رہا۔!

"ایک بات مجھے سچائی سے بتا دو ثاقب۔!"

"کیا۔" وہ کھویا کھویا سا بولا

"وہ۔ وہ کون ہے جسے تم بے حد چاہتے ہو۔"

ثاقب چونک سا گیا۔ کہنے لگا۔!

"ہیں۔ میں سبھی کو چاہتا ہوں۔ ہر چیز کو۔ ہر انسان کو" وہ جھلا سی گئی۔ کہنے لگی۔

"سب نہیں۔ وہ اکیلی کون ہے۔ کون ہے۔ وہ جسے تم بہت چاہتے ہو۔ اور ہمیشہ اسی کے بارے میں سوچتے رہتے ہو۔!"

"وہ۔ کوئی بھی نہیں" وہ دھیمی آواز میں بولا

"کیا۔ وہ بد دل سی ہو گئی

"وہ۔ تم ہی تو ہو رومی۔ وہ آہستہ سے ہنسا

"سچ۔ اس کے چہرے پر سچی خوشی کی چمک آ گئی۔!

"ہاں۔!"

اس نے اپنا سر ثاقب کے کندھوں سے ٹکا دیا۔! اور ثاقب کی زبان جیسے خشک ہو گئی۔ حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ وہ رومی سے پیار کی باتیں کرنا چاہتا تھا اسے پیار کرنا چاہتا تھا۔ مگر جیسے اس کے جسم میں سکت نہ رہی تھی نڈھال سا ہو گیا۔ محرومی اور مایوسی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ رومی کی صورت جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے دھندلا گئی۔!

ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

ثاقب نے ریسیور اٹھایا۔!

"ہیلو ــــ رومی سے بات کرنا ہے ـــ؟"

"کون صاحبہ ہیں ــ؟"

"نواب زادی بات کریں گی ــــ" وہ شائستگی سے بات کر رہی تھی اور اگلے لمحے ریسیور نواب زادی نے تھام لیا۔!

خوابیدہ سی آواز میں وہ بولی

"ہیلو رومی ـــ ہمیں پتہ چلا کہ تم کئی بار فون کر چکی ہو ـــ" ہم گھر پر نہیں تھے ـــ چچی حضور بیمار تھیں ـــ انہیں دیکھنے گئے تھے ـــ کہو خیریت ہے نا۔!"

"رومی گھر پر نہیں ہے ـــ" وہ آہستہ سے بولا

"اچھا ـــ تو پھر ہم دوبارہ فون کر لیں گے ـــ" وہ سہم سی گئی۔

"سائرہ ـ سنو تو ـــ!"

وہ خاموش سی ہو گئی ـ!

"سائرہ تم نے کچھ کہا تھا ـــ کہ تم پہلے والی نواب زادی بن جاؤ گی ـــ! وہ وعدہ پورا نہیں ہوا ـــ!"

وہ خاموش رہی ـــ!

"بولو نا ـــ!"

"کیا بولیں ـــ؟"

"تم نے ابھی تک اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کیوں نہیں کی ـــ!"

"ہم سے نہیں ہوتا ـــ!" اس کی آواز میں شکست خوردگی تھی ـــ!

"تو پھر ـــ میں ـــ میں خود آؤں گا ـــ تم سے بات کرنے کے لئے ـــ!"

"نہیں نہیں ـــ آپ نہ آیئے گا ـــ!" وہ ڈر سی گئی۔!

"سائرہ ـــ!"

جواب میں اس نے فون بند کر دیا۔!

"کس سے باتیں ہو رہی ہیں محترم ـــ؟"

"اشرف اس کے سامنے کھڑا تھا۔!

"اوہ اشرف ---- آؤ ---- بیٹھو ----" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولا۔

"کس کا فون تھا ----!

"نواب زادی کا ----!"

"فون اس نے بند کر دیا ---- اشرف آہستہ سے بولا

"ہاں ---- اس نے رومی کو فون کیا تھا ----!"

"اور تم نے اچک لیا ---- اشرف ہنس دیا۔

ثاقب خاموش سا بیٹھا اب تک ٹیلیفون کی طرف دیکھے جا رہا تھا ----!

"تم ابھی نواب زادی کو بھولے نہیں ----!"

وہ اب بھی خاموش تھا ----!

"بھابھی کی ذمہ داری کو سمجھو ثاقب ----" اشرف دھیمی آواز میں بولا۔

"اسے مجھ سے کوئی گلہ نہیں ----!" وہ جل کر بولا

"تو پھر یہ ----!"

"اشرف میں پاگل ہو جاؤں گا ---- پاگل ہو جاؤں گا ---- میں نے تو اپنے آپ کو ایک خاموش سمندر کی مانند بنا لیا ---- جس کی تہہ میں

ہزاروں بے چینیاں چھپی رہتی ہیں ---- مگر اشرف ---- اب شاید میں اس اداکاری کا جبہ اتار پھینکوں ---- مجھ سے مزید اداکاری نہیں ہوتی ---- میں رومی کو دھوکہ دے رہا ہوں ---- اس سے فریب کر رہا ہوں ----!"

"ثاقب ---- اشرف رنجیدہ سی آواز میں بولا

"وہ بدنصیب بھی بے سکون ہے ---- جس نے مجھے چاہا۔ ثاقب کا ذہن انہیں ویرانوں میں بھٹکنے لگا۔!

"بھابھی کہاں ہے ---- اشرف بات کا موضوع بدلنے کے لئے بولا

"اپنی سہیلی سے ملنے گئی ہے ----!"

"میں تو ڈرتا ہوں ثاقب کہیں بھابھی تم سے بدظن نہ ہو جائے اشرف بولا

"اب اس کی باتیں بھی عجیب ہو گئی ہیں ---- وہ مجھ سے اکثر پوچھا کرتی ہے ---- کہ میں اداس کیوں ہوں ----!

پھر ----!

"میں جھوٹ بولتا ہوں ---- اس کی تسلی کے لئے ---- مگر اشرف اب مجھ میں مزید جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں رہی ----! اگر میری یہی حالت رہی تو ایک دن یہ راز فاش ہو جائے گا ----!

"نہیں ثاقب ـــ نواب زادی نے تمہیں نہیں پایا۔ تو اُسے رسوا نہ کرنا ـــ" اشرف بولا

"کچھ سمجھ نہیں آتا اشرف ـــ کہاں جاؤں ـــ کیا کروں اشرف تم ـــ تم میرے دوست ہو نا ـــ تم ہی کوئی راہ بتا دو ـــ میں اسے بھول سکوں ـــ!

اشرف خاموش سا ہو گیا ـــ!

ثاقب کے دل میں آگ سی لگی ہوئی تھی وہ لاوہ جو اس کے ذہن میں کلبلا رہا تھا آج راہ پاکر بہہ نکلا تھا ـــ!

" اس کا سُونا سُونا سا چہرہ دیکھتا ہوں تو دل ٹکڑے ہو جاتا ہے میرا ـــ! اس نے سب کچھ چھوڑ کر تنہائی کو اپنا لیا ہے۔ اشرف بس یہی احساس جان لیوا ہے۔ کہ اسے کیا ملا ـــ اس حرماں نصیب کا کیا ہو گا ـــ وہ تباہ ہو گئی اشرف ـــ!"

" اس میں تمہارا قصور نہیں ثاقب ـــ!" اشرف آہستہ سے بولا

" میرا قصور ـــ میرا قصور نہیں ـــ" اس کے لبوں پر زہر میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ پھیل گئی ـــ!

کہنے لگا۔

" میں نے اسے کہا تھا کہ میں ساری دنیا چھوڑ دوں گا ـــ!" اس

نے مجھے اس وقت بھی رومی کا احساس دلایا تھا ـــ لیکن میں نے کہا تھا کہ رومی کو صرف شوہر چاہیئے ـــ اور میں ـــ میں سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنا لوں گا ـــ تب وہ ڈری ـــ سہمی ـــ میری محبت میں کھو گئی اس نے کہا تھا اشرف ـــ کہ وہ انتظار نہیں کر سکتی ـــ مگر میں نے اسے انتظار ہی دیا ـــ اسے انتظار سے ڈر لگا کرتا تھا ـــ مگر اب اس کی زندگی صرف انتظار ہے ـــ! میں نے اسے اپنی مجبوری بتائی ـــ اس نے وہاں بھی مجھے شکست دی ـــ میں نے اسے برباد کیا ہے! ایک ملاقات کی بات ہوتی تو شاید وہ بھول جاتی اشرف مگر ـــ میں نے اس محبت کو مستحکم کیا وعدے کئے ـــ قسمیں کھائیں ـــ مگر ـــ میں حالات میں پس کر رہ گیا ـــ اور وہ تباہ ہو گئی ـــ!

" سمجھ لو ثاقب کہ مقدر میں یہی تھا ـــ" اشرف آہستہ سے بولا ـــ!

" ہاں ـــ یہ سمجھ کر ہی تو دل کو تسلی دیتا ہوں ـــ مگر اشرف مجھ سے اس کی ویران زندگی نہیں دیکھی جاتی ـــ اس روز میں نے اسے کہا کہ وہ کہیں شادی کر لے

" پھر ـــ" اشرف نے پوچھا

" وہ چیخ اٹھی ـــ وہ ایسا نہیں کرے گی ـــ" اس نے لوٹ

کر مجھ جیسے کمینے انسان سے پیار کیا ہے ــــ مجھ جیسے بزدل آدمی کو اس نے کتنی اہمیت دی ہے۔ اور وہ اب بھی میری بھلائی چاہتی ہے کتنی عظیم ہے وہ اشرف ــــ اپنے آپ جل کر مر رہی ہے۔ اور ایک بزدل آدمی سے پیار کئے جا رہی ہے ــــ!

ثاقب بولتے بولتے تھک سا گیا ــــ اس کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو رہا تھا ــــ آنکھیں بھیگ گئی تھیں ــــ! میں نے تو یہ بھی کہدیا تھا اس سے کہ وہ خود غرض بن جائے ــــ سب کچھ بھول جائے ــــ میں اب بھی اس کے لئے سب کچھ کر گزروں گا۔ میں رومی کو سب کچھ بتا دوں گا ــــ اور

"نہیں ثاقب ــــ ایسا نہ سوچو ــــ اشرف کانپ گیا

"میں کیا سوچوں گا اشرف ــــ وہ خود نہیں چاہتی ــــ وہ ہمیشہ یہی کہتی ہے ــــ میں اسے بھول جاؤں ــــ!"

"ٹھیک کہتی ہے وہ ــــ!" اشرف بولا

"اسے بھولنا میرے بس میں نہیں اشرف ــــ!"

"تم کچھ روز کے لئے کہیں چلے جاؤ ــــ!"

"سیٹھ صاحب کا کاروبار میرے پاؤں کی زنجیر بنا ہوا ہے ــــ!" اباجان یہاں ہوتے تو میں یہ بھی کر لیتا ــــ" ثاقب بے بسی سے بولا

اس لمحے رومی آ گئی ــــ "اشرف کو دیکھ کر بولی

"آپ یہیں رہتے ہیں ــــ!"

"بس بھابھی کچھ دنوں سے مصروف ہوں ــــ اسی لئے نہ آ سکا وہ شرمندگی سے بولا

"میں تو یہ سمجھی تھی کہ کہیں چلے گئے ہیں ــــ" رومی ہنس کر بولی

"شرمندہ کر رہی ہیں آپ ــــ" اشرف بولا

"جانتی ہوں کیا مصروفیت ہے ــــ" رومی ہنس کر بولی

"بس جی ــــ وہ کچھ پروگرام بن ہی گیا ــــ اشرف کھسیانا سا ہو گیا ــــ!

"مبارک ہو بھیا ــــ کب پروگرام بنا ــــ!"

"بس اگلے ماہ ــــ!"

"اور کیا پروگرام ہیں ــــ!"

"دو ماہ تک باہر ہنی مون منانے کا ــــ!"

رومی کچھ اداس سی ہو گئی ــــ!

"بھابھی امی آپ کو بلا رہی تھیں ــــ!" اشرف بولا

"میں ضرور آؤں گی ــــ خیریت ہے نا ــــ!"

"وہ کچھ زیورات کی پسند کے سلسلے میں آپ سے مدد لینی ہے!"

رومی ہنس دی ــــ!

کہنے لگی ــــ

"ہم تو اپنے میاں کی پسند کے قائل ہیں ــــ ثاقب کی پسند بہت اچھی ہے ــ ! ہاں ثاقب ــــ وہ تاروں والی سفید ساڑھی کا بلاؤز سل گیا ہے ــ آج شام پہن لوں ــ ؟"

"ہاں ــ ہاں ــ !" ثاقب کھویا کھویا سا بولا

"آپ نے کچھ چائے وغیرہ پی یا نہیں ــــ !" رومی کہنے لگی

"نہیں بھابھی ــ اس نے پوچھا ہی نہیں ــــ" اشرف ثاقب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

"آپ سے ناراض ہیں ــ ایک ہی تو دوست ہیں آپ ان کے ــــ وہ بھی کبھی کبھی صورت دکھاتے ہیں ــــ" رومی نے شکوہ کیا ــ !

"آج کل بھابھی ــــ دراصل خواب بہت آتے ہیں ــ" اشرف بولا۔

"کیسے خواب ہوتے ہیں ــــ ؟"

رومی نے پوچھا

"انجانے ــــ انوکھے ــــ" اشرف ہنس کر بولا

رومی بھی ہنس دی ــ !

اور ثاقب ان کی باتوں سے بے خبر سگریٹ پھونک رہا تھا ــ !

"ثاقب ــــ !" رومی کو ثاقب کی خاموشی کھٹکی

"ہوں ــ مجھ سے کچھ کہا ــ ؟"

"بھئی ایسی بھی کیا ناراضگی ــــ میں سفارش کرتی ہوں اشرف بھائی کی ــ ! معاف کر دو انہیں ــــ"

اشرف نے ثاقب کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا دیا رومی چائے کا کہنے باہر چلی گئی ــ !

تو اشرف بولا

"کتنی بھولی ہیں بھابھی ــــ !"

"ہاں ــ !"

"ان کے ساتھ زیادتی ہے ثاقب ــــ !"

"مجھے احساس ہے اس کا ــ !"

"تو پھر بدل ڈالو اپنے آپ کو ــ !"

"کوشش کر چکا ہوں اشرف ــــ !"

"پھر ــــ ؟"

"سب بے سود ــ میں نے اپنے آپ کو رومی کے ساتھ مصروف رکھنے کی بہت کوشش کی ہے ــ مگر ــ سائکہ ــ میرے حواس پر چھائی ہوئی ہے ــ وہ میری نس نس میں سما چکی ہے ــ جسم سے روح الگ ہو سکتی ہے ــ سائکہ نہیں ــ !

ردمی چائے لے آئی —— چائے کے بعد ——

اشرف ثاقب کو اپنے ساتھ ہی باہر لے گیا

اور ردمی ——! محبت سے اس کی تصویر دیکھنے لگی ——!

"ثاقب —— تمہیں کون سا دکھ ہے —— بتاتے کیوں نہیں مجھے ——؟

تصویر سینے پر رکھے ہی وہ سو گئی ——!

دن ہولے ہولے یوں بیتتے جا رہے تھے —— جیسے انسان کا اپنے اوپر سے اعتماد اٹھتا ہے ——!

نواب زادی نے لاکھ چاہا کہ وہ ثاقب سے کیا ہوا وعدہ نبھانے کی کوشش کرے ——!

مگر جب بھی وہ ایسا سوچتی —— تو اس کا دم گھٹنے لگتا چار سو ایک دھواں سا پھیل جاتا —— اور پھر اس میں سکت نہ رہتی۔

اس روز لائنز کلب کی اوپننگ تھی —— اور چیف گیسٹ کے لئے اس سے ریکویسٹ کی گئی تھی ——!

اس نے سوچ سوچ کر اپنے آپ کو آمادہ کر لیا —— کہ وہ وہاں ضرور جائے گی ——!

شاندار لباس کا اہتمام کیا۔۔

مدت بعد بناؤ سنگھار کیا۔۔۔ لیکن عین وقت پر جب۔

گاڑی باہر تیار کھڑی تھی۔

اس نے کہہ دیا۔۔!

"ہم نہیں جا سکیں گے۔۔! ہماری طرف سے معذرت کر دیجئے۔۔"

اور مینجر پریشان ہوتا ہوا معذرت کرنے چلا گیا

مرکز فلاح و بہبود میں بیوہ عورتوں کے لئے امدادی تقریب تھی۔۔!

اسے وہاں بھی جانا تھا۔۔!

اور اس نے جانے کی حامی بھر لی۔۔ مگر تب وہ آدھے راستے سے واپس آگئی۔۔!

"ہم نہیں جا سکتے۔۔" ہماری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔!"

"مگر نواب زادی حضور۔۔۔ وہاں آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔۔! کئی فون آچکے ہیں۔۔" مینجر آہستہ سے بولا

"ہم نے کہہ دیا نا۔۔۔ ہم نہیں جا سکتے۔۔!"

"یہ بیس ہزار کا چیک لے جائیے۔۔۔ ہماری طرف سے دے دیجئے گا۔۔!" اس نے چیک کاٹ کر مینجر کو دے دیا۔۔!

اور مینجر اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔

گرمیوں کا موسم تھا۔۔!

اور اس موسم میں اس کی کئی سہیلیاں اس کے ہاں آیا کرتی تھیں۔۔!

اور اس بار بھی کئی سہیلیوں کے خط آگئے۔۔! کہ وہ گرمیاں گزارنے اس کے پاس آنا چاہتی ہیں۔۔"

مگر اس نے سب کو یہی لکھ دیا۔۔ کہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ آج کل آرام کر رہی ہے۔۔!

جانے کیوں اسے لوگوں سے گھبراہٹ ہوتی ان دنوں۔۔!

تنہائی سے پیار تھا۔۔!

یا اپنی محرومی پر کسی کو ہنسنے کا موقع نہ دینا چاہتی تھی وہ۔۔

آج جب اس نے اپنی ایک جرمن سہیلی کو اپنی بیماری کا خط لکھا تو اسے یاد آیا۔۔!

"پچھلے سال کیسی رونق تھی چاند پور میں۔۔!"

گوشے گوشے سے آئی ہوئی لڑکیاں سارا دن ہنسی مذاق میں گزار دیا کرتیں۔۔!

● رائیڈنگ۔۔۔ سوئمنگ۔۔ اور کئی قسم کی کھیلیں ہوا کرتیں۔۔!

میلہ سا لگا ہوتا ۔۔۔!

اور قوس و قزاح کے رنگوں میں لپٹی ہوئی لڑکیاں اپنی سال

بھر کی بوریت یہاں خوب دور کیا کرتیں ۔۔۔!

اور نواب زادی یوں لگا کرتی

جیسے تاروں کے جھرمٹ میں چاند ۔۔۔!

خوشی ہی خوشی

بے فکری ۔۔۔ لاپرواہی ۔۔۔!

وہ اپنی عمر کے مطابق سوچا کرتی ۔۔۔ جوانی ۔۔۔ اور

ولولے ۔۔۔ ثاقب کی نظمیں ۔۔۔ اسی وقت سے اسے پسند

تھیں ۔۔۔!

اور خصوصاً سالنامے میں چھپنے والی ایک غزل تو اس کے

دل میں کھب کر رہ گئی تھی ۔۔۔!

اس نے ثاقب کو پالیا ۔۔۔ تو دنیا اس کے لئے ۔۔۔!

مسرتوں کا نام تھا ۔۔۔!

ثاقب اس کا آئیڈیل تھا ۔۔۔!

سنجیدہ ۔۔۔ اور خوبصورت ۔۔۔

ان دنوں اسکے زمین پاؤں پر نہ پڑتے ۔۔۔ اڑی اڑی پھرتی

رہ ۔۔۔!

تمنائیں جوان تھیں ۔۔۔ امنگیں اور آرزوئیں مچلتی

رہتیں ۔۔۔!

ہر طرف محبت کے نغمے ابلتے ۔۔۔!

پھولوں کی وادی تھی ۔۔۔ خوشبوئیں تھیں ۔۔۔ اور وہ ۔۔۔

مگر اب ۔۔۔!

اب سوائے تشنگی کے کچھ نہ تھا ۔۔۔!

بڑھتے جنوں کی وحشت تھی ۔۔۔!

خرمنِ دل میں آگ سی لگی رہتی ۔۔۔!

اور وہ تنہا جل رہی ۔۔۔!

شمع کی مانند پگھل رہی تھی ۔۔۔!

کئی بار اس نے اپنے آپ کو آمادہ کیا کہ زندگی کی رنگینی میں

حصہ لے ۔۔۔!

مگر وہاں تو احساس کے تلوے لہولہان ہو چکے تھے ۔۔۔!

چاروں طرف حالات اور تنہائی کا زہر آلود دھواں تھا ۔

اور اس کا دم گھٹ رہا تھا ۔۔۔!

"آپ کہتے ہیں ثاقب ۔۔۔" اس نے بڑے دکھ سے سوچا

"آپ کہتے ہیں ۔۔۔ ہم زندگی کا ساتھی چن لیں ۔۔۔!"

"ہم کسی کو فریب نہیں دے سکتے ۔۔۔!"

"ہم اداکاری نہیں کرسکتے ـــــ ہم کسی کو محبت نہیں دے سکتے

تو فریب کیوں دیں ـــــ!

ہم نے تو ثاقب ـــــ!

ساری زندگی آپ کے خیال سے پیار کیا ہے ـ!

آپ کے تصور کو چاہا ہے ـ!

اور جب ہمارے سامنے آگئے ـــــ! تو

نس نس میں سما گئے ـ!

"اب ہم کیسے زندگی کا ساتھی چن لیں ـــــ!

یہ نہیں ہوسکتا ـــــ یہ نہیں ہوگا ـ!"

"ثاقب ـــــ آپ ہماری روح ہیں ـــــ!"

یہ ہمارا نصیب کہ ہم آپ کو پا نہیں سکے ـ!"

مگر آپ کا دیا ہوا غم بھی ہمیں پیارا ہے ـــــ!"

اس کی لذت ہم ہی جانتے ہیں ـ!

ہمیں انتظار سے ڈر لگتا ہے ـ!

مگر اب ہمیں اس انتظار میں ایک لذت ملتی ہے ـ!

"آہ ثاقب ـــــ درد میں لذت بہت اشکوں میں رعنائی بہت

اے غمِ ہستی تری دنیا پسند آئی بہت"!

اس نے مسکرا کر ثاقب کے آٹوگراف کو آنکھوں سے لگا لیا ـ

کتنے سارے دن بیت گئے

پت جھڑ آگئی ـ!

خزاں نے اپنا سونا پن چار سو بکھیر دیا تھا ـــــ اور نواب زادی آتش دان کے قریب بیٹھی سوچتی رہتی ـ!

سوچ نے اس کے ذہن کو آتش کدہ بنا رکھا تھا ـ اس کے خیالات جل رہے تھے ـ اس کی جوانی جل رہی تھی ـــ اس کا سارا وجود جل رہا تھا ـ

آج کل لوگوں میں بڑی باتیں پھیلی ہوئی تھیں

نواب زادی شادی کیوں نہیں کرتی ـ!

اتنی دولت کو کیا کرے گی ـ!"

پیار میں شکست کھا گئی ہے ---!

کتنی سرگوشیاں ---!

کتنی آوازیں --- جو اس کا پیچھا کئے رہتیں --- دن کی روشنی میں آوازیں بلند ہوتیں --- اور رات سلگتے گزرتی --- وہ خاموشی سے سن لیتی --- کبھی کبھی اسے غصہ آجاتا --- تو وہ کہتی ---!

"لوگ ہمارے ذہن کی سطح سے بہت نیچے پستیوں میں بڑبڑا رہے ہیں --- تو ہمیں کیا ---!

لوگ کتنی غلط باتیں کتنی جلدی کرنے لگتے ہیں ---!

"کیوں ---؟"

"کیوں ---؟

تب وہ زیادہ بے قرار زیادہ بے تاب نظر آنے لگتی ---!

درد بڑھ جاتا ---!

اور درد کے اس سیلاب میں بہتے بہتے زندگی کے حوصلے پست ہونے لگتے ---!

درد کی وحشت سے گھبرا کر وہ اٹھی --- بالکل ایک بے جان لاش کی مانند ---!

"کہاں جا رہی ہیں نواب زادی حضور ---" سنبل آہستہ

سے بولی۔

"باہر ---!" وہ بجھی بجھی سی آواز میں بولی

"میں ساتھ چلوں ---؟"

"نہیں ---!"

"کار میں جائیں گی ---؟"

"نہیں ---!"

"تو پھر ---؟"

"تنگ نہ کیا کرو سنبل --- وہ مُردہ سی چال سے باہر نکل گئی ---!

"حضور بادل آنے والے ہیں ---" اس کا ایک ملازم آسمان کی طرف دیکھ کر بولا

اس نے جیسے اسکی بات سنی ہی نہ تھی ---!

وہ چلتی گئی ---!

ہوا تیز تھی --- اور پتے جھڑ رہے تھے --- اس کی آنکھوں میں اداسی تھی --- دل سب کچھ ہار کر جیسے نزع کی ہچکیاں لے رہا تھا ---!

اس کے قدم جھیل کی طرف تھے ---!

طوفان کی آمد آمد تھی --- اسلئے بستی کے لوگ بغیر کسی کی طرف

دیکھے اپنی اپنی قیام گاہوں کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔

بادل زور سے گرجا

لیکن اسے جیسے خبر ہی نہ تھی ——— باؤلی بنی وہ چلی جا رہی تھی ——!

جب وہ جھیل پر پہنچی تو بارش شروع ہوگئی ——!

پانی کے قطرے اس کے سیاہ بالوں پر موتیوں کی طرح سے چمکنے لگے ——!

تب وہ کھنڈر کی طرف دوڑی

سوکھی گھاس کھنڈر میں جگہ جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ وہیں بیٹھی جھیل کی طرف دیکھ رہی تھی ——— اس کی گہرائی کا اندازہ کر رہی تھی ——!

پھر سوچنے لگی ——!

"ہمارے دکھ کا سمندر تو اس جھیل سے بھی گہرا ہے ——!"

بارش نے زور پکڑ لیا ——!

"ثاقب ——— جیتے جیتے تھک گئے ہم ——!"

اور اُدھر اس موسلا دھار بارش میں سڑک کا سینہ چیرتے ہوئے ایک کار تیزی سے نواب زادی کے بنگلے کی طرف آ رہی تھی۔

ایک دھچکے سے کار پورچ میں رکی ——— اور ——

ثاقب اندر ——!

تھکے تھکے قدموں سے راہداریاں طے کرتا ہوا وہ ڈرائنگ روم میں آ گیا ——!

ڈرائنگ روم میں کوئی نہ تھا ——!

وہ نڈھال سا صوفہ میں دھنس گیا ——!

بارش زور شور سے ہو رہی تھی ——— کھڑکی کے شیشے پر بارش کے قطرے موتیوں کی طرح گر رہے تھے ——!

ہوا کے جھونکوں سے دروازے اور کھڑکیوں کے ریشمی پردے زور زور سے ہل رہے تھے ——!

فضا میں دھندلاہٹ سی چھائی ہوئی تھی ——!

آج وہ اس سے فیصلہ کرنے آیا تھا ——! چاہت سے مجبور ہو کر ——— محبت کی آگ میں جل کر ——— بے تابی کا ایک سمندر دل میں لئے ——!

ہوا کے ایک تیز جھونکے کے ساتھ بارش کی پھوار اس کے چہرے کو بھگو گئی ——!

"آپ ———" سنبل اسے دیکھ کر بولی

"سائلہ کہاں ہے ——!"

"معلوم نہیں کہاں چلی گئی ہیں ——— میں خود پریشان ہوں

ابھی ابھی نوکروں کو دوڑایا ہے ان کے پیچھے ——— " شبنل۔

رو ہانسی ہو رہی تھی ——!

" کیا کہا ——؟" بجھا بجھا سا وہ صوفے سے اٹھا۔

" ایک گھنٹہ ہوا باہر نکل رہی تھیں ——— میں نے کہا میں ساتھ چلوں تو بولیں نہیں ——— کار بھی نہیں لے گئیں ——— پیدل ہی گئی ہیں ——"

" معلوم نہیں کہاں چلی گئیں ——— میں تو سب جگہ دیکھ آیا ——!

بوڑھا نوکر بارش میں بھیگا ہوا اندر آکر بولا

ثاقب گھبرا گیا ——!

" جاؤ بابا ——— میری نواب زادی کو ڈھونڈ کر لاؤ ——— وہ تو گھر سے باہر کبھی نہیں نکلتی اس وقت ——؟"

" میں پھر جاتا ہوں ——" بوڑھا باہر نکل گیا

ثاقب تیزی سے باہر نکل گیا۔

اس کے قدم جھیل کی طرف تھے ——!

دھند کی وجہ سے راستہ دکھائی نہ دے رہا تھا ——— تیز بارش میں بھیگتا ہوا وہ دوڑتا جا رہا تھا ——!

جھیل پر پہنچ کر اس نے زور زور سے آوازیں دیں ——

سائمہ ——— سائمہ ———

مگر اس کی آواز ویرانوں سے ٹکرا کر واپس آجاتی

" سائمہ ——!" اس نے زور سے پکارا

مگر اس بار بھی آواز لوٹ کر واپس آگئی

" سائمہ ——— " اس نے پھر پکارا

جواب میں کھنڈر سے گونجتی ہوئی آواز آئی۔

" ثاقب ——— "

وہ کھنڈر کی طرف بھاگا ——!

ٹوٹی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر اس نے دیکھا ملگجی سی روشنی میں وہ گھاس پھوس کے ڈھیر پر بیٹھی تھی ——!

بال بھیگ کر چہرے سے چپٹے ہوئے تھے ——!

اور اس لمحے ——— بھیگی بھیگی ——— سمٹی سمٹی ——— سوگوار سی سائمہ اسے بڑی پیاری لگی۔

" سائمہ ——— " اسے کندھوں سے تھام کر وہ بولا

" آپ کیوں آئے یہاں ———؟

" تم کیوں آئی ہو ——" وہ اپنی سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے اسے پیار سے دیکھتا ہوا بولا

" ہم ——— ہم تو جھیل پر سیر کرنے آئے تھے ——— بارش

آگئی ـــ وہ اسکی پیار بھری نظروں سے گھبرا گئی ـ

"ہم بھی اسی نیت سے نکلے تھے ـــ" وہ آہستہ سے بولا

"آپ تو ـــ ہمیں آوازیں دے رہے تھے ـــ ہمیں پکار رہے تھے ـ!" وہ دھیمی آواز میں بولی

"اور تم نے میری پکار سن لی ـــ" مجھے جواب دیا

"ہے نا ـــ!" وہ اس کی بھیگی ہوئی لٹ اس کے چہرے سے ہٹاتا ہوا بولا

"آپ ـــ نہیں مانیں گے ـــ" وہ اپنا پیار دبا کر بولی

"اوں ہوں ـــ" اس نے نفی میں سر ہلا دیا

وہ خاموش سی گھاس سے تنکے توڑنے لگی ـ!

اس کا دھلا دھلا سا چہرہ ـــ گلابی سا ہو گیا

ہلکے آسمانی رنگ کی ساڑھی بھیگ کر اس کے جسم سے چمٹ گئی تھی

وہ دونوں خاموش خاموش سی ایک دوسرے کو تکے جا رہے تھے

بارش سے جھیل کے پانی میں بلبلے سے اٹھ رہے تھے ـ بارش کی ایک بوچھاڑ ان دونوں کو بھگو گئی ـ! اور ثاقب کے ماتھے پر بال بکھر گئے ـ!

اور وہ اسکے چہرے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے پلکوں کی اوٹ میں چھپا لینا چاہتا تھا ـ!

وہ کبھی کبھی چور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ لیتی اور نگاہوں کا یہ تصادم دونوں کے دلوں کو جھنجھوڑ دیتا ـ!

"جی چاہتا ہے ـــ" وہ جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولا

"کیا ـــ" اس کے لب آہستہ سے ہلے

"ایک گیت لکھوں ـ ابھی ـ اس وقت ـ!"

وہ تڑپ گئی ـــ اس پر اداسی چھا گئی ـــ دل بجھنے لگا ـ

ہوا کے ایک جھونکے سے اسکی زلفیں بکھر گئیں ـ!

اور ثاقب نے اسکی زلفوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا

دونوں کو پھر چپ سی لگ گئی جیسے ـ!

لیکن دل میں دونوں ہی سوچ رہے تھے ـــ کاش یہ لمحے طویل ہو جائیں ـ!

"سائرہ ـــ" وہ جذبات میں بھیگی سی آواز میں بولا

جواب میں اسکی آنکھیں برسنے لگیں ـــ بالکل باہر ہوتے والی بارش کی مانند ـ!

ایک انجانے خوف سے وہ کانپ گئی ـ!

سائرہ ـــ سامنے دیکھو ـــ حدِ نگاہ تک پھیلی ہوئی خوبصورتی ـــ لیکن سائرہ ـــ ہر شے پر تمہارا عکس پڑ گیا ہے

تم ایک پھول ہو ـــ تم خوشبو ہو ـــ تم گیت ہو ـــ ایک

دلکش گیت ——!

بے آواز اور مجبور روح —— اس کے ہونٹوں پر ایک بے جان سا تبسم رینگ گیا——

"تم کیا جانو ——!" وہ آہستہ سے بولا

"اچھا یہ بتاؤ ——! یہاں کیوں آئی ہو ——؟"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوا بولا

نقشِ پا کو مٹانے کے لئے —— وہ دردبھری آواز میں بولی

"سائرہ ——" وہ تڑپ گیا

اس نے چبھتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

"کہدو سائرہ —— جو کچھ تمہارے دل میں ہے کہدو —— آج بہت ساری باتیں کرو مجھ سے ——"

وہ خاموش رہی۔

"سائرہ یہ خاموشی انسان کو پاگل بنا دیتی ہے ——!"

"ہم تو خاموشیوں میں ہی پلی ہوئی وہ آواز ہیں ثاقب ——! جو دھڑکن بنکر زندہ رہتی ہے ——!

درد کی شدت سے وہ کراہ اٹھا ——!

"دو مخالف سمتوں کو جانے والے راستے کبھی مل نہیں پاتے —— اسکی آنکھیں چھلک آئیں ——!

"راستے کبھی اچانک کسی موڑ پر ختم بھی ہو سکتے ہیں سائرہ ——!

ماضی کے سائے پھر اچانک نمودار ہو جاتے ہیں ——!

"اب تو موت کی امید پر جی رہے ہیں ہم ——!" اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھدیا ——!

کہنے لگا ——!

"مایوسی کی باتیں نہ کرو ——!"

وہ سائرہ کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔ جن میں پیار کا ساگر آنسو بن کر چھلک رہا تھا۔

وہ بے چین سا ہو گیا —— اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوا کہنے لگا۔

"آؤ آج ایک سودا کریں ——!"

سائرہ نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا

"سودے سے مکر تو نہ جاؤگی ——" وہ آہستہ سے ہنسا

وہ خاموش رہی۔

"قسم کھاؤ ——!

"وہ تب بھی خاموش رہی ——!

"سائرہ —— آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ —— ان دوریوں کو قربت میں سمٹ جانے دو —— جن میں میں آج تک بھٹک رہا ہوں

میں ان سایوں سے ہمیشہ کیلئے چھٹکارا پاؤں گا ـــ جنہوں نے تمہیں مجھ سے چھین لیا ہے ـــ!

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں ـــ!" اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپالیا ـــ اور سسک پڑی۔

"سائلہ ـــ!" وہ دکھ سے بولا

وہ کچھ نہ بولی بس اسکی آنکھیں چھم چھم برستی رہیں۔

اور ان چھم چھم برستی آنکھوں میں ثاقب کو اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اور یوں ہی

ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے لمحے بیتے جا رہے تھے

ایک گھنٹہ ـــ!

دو گھنٹے ـــ!

تین گھنٹے ـــ!

اور

باہر بارش تیز ہوتی جا رہی تھی ـــ!

باہر بارش تھم گئی تھی

اور پانی ترم ترم گر کر موسیقی سی بجا رہا تھا ـــ!

"سائلہ ـــ!" وہ آہستہ سے بولا

"جائیے چلے جائیے ـــ ہم نے آپ سے کئی بار کہا ہے یہاں ـــ نہ آیا کیجیے ـــ!

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

"چلا جاؤں ـــ!" وہ دکھ سے بولا

"ہاں ـــ!

"دل سے کہہ رہی ہو ـــ!"

"ہاں ـــ!"

"جھوٹی ——" وہ مسکرا دیا

ایک لمحہ کیلئے وہ سب کچھ بھول گئی —— اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اسے اپنے محبوب —— اپنی دنیا —— اپنی زندگی پر پیار سا آگیا —!

ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر تبسم سا پھیل گیا —!

"سائرہ —!

"ثاقب —! چاہت پر اس کی گرفت جیسے چھوٹ گئی —!

"یہاں نہ آیا کیجئے —— وہ اس کے سینے میں منہ چھپا کر بولی

"اب تو روز آؤں گا —!

"نہیں — نہیں —!" وہ کانپ گئی —!

"ڈرتی کیوں ہو سائرہ —! بھول جاؤ سب کچھ —— اپنے لئے سوچو —— کسی کے لئے نہیں —!

اس نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اس کے ہونٹوں پہ رکھ دیا پھر کہنے لگی —!

"آگے کچھ نہ کہیئے گا ——" آپ کے منہ سے ایسی باتیں سن کر ہمیں دکھ ہوتا ہے ——!"

دور لالٹین کی روشنی لئے اس کے نوکر اسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے

انہیں دیکھ کر وہ آہستہ سے اٹھی —! کہنے لگی۔

"اب چلئے —— وہ لوگ ہماری طرف آ رہے ہیں" اس نے ہاتھ کا سہارا دے کر اسے اٹھایا اور بولا

"چلو —!"

ہوا کا ایک سرد جھونکا آیا تو وہ کانپ سی گئی

"یہ لو —— ثاقب نے اپنا کوٹ اتار کر اس کے کندھوں پر ڈال دیا —!

"یہ کیا —؟

"سردی لگ جائے گی نا ——" وہ مسکرا دیا

وہ شرما سی گئی —— پھر بولی

"ایک بات کہیں ہم ——!

"کیا ——!

"مانیں گے ——!

"ماننے والی ہوئی تو ——!

"ایک بات بھی نہیں مان سکتے ہماری —!

"مانیں گے حضور ——!

"تو پھر کہیں ہم ——!

"کہیئے —!"

"قسم کھائیے —!"

"بعد میں کھائیں گے —!"

"نہیں ابھی —!"

"اچھی زبردستی ہے —! وہ مسکرا دیا

"تو پھر کھائیے نا قسم —!

"تم کہو تو — میں نے وعدہ کیا ہے مانوں گا —!"

"آپ نہیں مانیں گے — وہ روٹھی روٹھی سی بولی

"مانیں گے نا — کہو تو سہی —!"

"اگر آپ نے ہماری بات نہ مانی تو ہمیں دکھ ہوگا — وہ آہستہ سے بولی

ہم آپکو دکھ نہیں دیں گے —!"

"تو پھر کہہ دیں —" وہ آہستہ سے بولی

"ہاں —!"

"آئندہ یہاں نہ آیئے گا —" وہ جی کڑا کر کے بولی

وہ ہنس دیا

"کیوں —؟

"مجھے پہلے ہی شک تھا تم یہی کہو گی —!"

"آپ نے ہماری بات ماننے کا وعدہ کیا ہے —!"

"اچھا — ٹھیک ہے آئندہ یہاں کھنڈر میں نہیں آئیں گے — کوٹھی آیا کریں گے — ٹھیک ہے نا — وہ ہنس دیا

"توبہ ہے —!"

"تم نے یہی وعدہ لیا ہے - کہ یہاں نہ آیا کروں —!"

"یہاں سے مراد — چاند پور ہے —" وہ اپنی مسکراہٹ دبا کر بولی

"اچھا —!" وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ کر بولا

"ہاں —!"

"یہ وعدہ نہیں کیا میں نے — اور نہ کروں گا —!"

"میں یہاں ضرور آؤں گا — مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی — سمجھیں آپ نواب زادی حضور — وہ آج سب کچھ بھول کر خوشیوں میں ڈوبا ہوا تھا —!

"سرکار — ہم تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے —" نوکر اس کے قریب آ کر بولا

"بارش آ گئی تھی نا بابا —" وہ آہستہ سے بولی

تب وہ کیچڑ میں پاؤں سنبھل سنبھل کر رکھتی ہوئی باہر آ گئی

جھیل کے قریب ہی جا کر کھڑا تھا —!

"آپ یہاں ہیں ۔۔۔" لوگ آپ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں ۔۔۔" وہ چھڑی مروڑتے ہوئے بولا

"پاگل ہیں لوگ ۔۔۔ نواب زادی ہنس کر بولی

"آپ ۔۔۔ ثاقب صاحب ۔۔۔ خیریت ہے نا ۔۔۔!"

وہ ثاقب کو گھورتا ہوا بولا

"جی ہاں بالکل اللہ کا شکر ہے ۔۔۔!"

نواب زادی کے کندھوں پر ثاقب کا کوٹ دیکھ کر اس کے دل کی آگ تیز ہو گئی۔

کہنے لگا

"سردی کم ہوئی اس سے ۔۔۔!"

"جی ہاں بہت ۔۔۔" نواب زادی مسکرا کر بولی

وہ بل کھا کر رہ گیا ۔۔۔!

"آیئے ثاقب ۔۔۔ چلیں ۔۔۔" نواب زادی نے ثاقب کا ہاتھ تھام لیا ۔۔۔ اور چل دی

وہ وہیں کھڑا دانت پیس رہا تھا ۔۔۔ لال پیلا ہو رہا تھا ۔۔۔!

کوٹھی کے پورچ میں ثاقب کی کار کھڑی تھی۔

ثاقب کا کوٹ واپس دیتے ہوئے وہ آہستہ سے بولی

"جایئے اب ۔۔۔" رومی پریشان ہو رہی ہو گی ۔۔۔ اور آئندہ نہ آیئے گا ۔۔۔ بڑا کرم ہو گا آپ کا ۔۔۔!

اس کے چہرے پر پھر وہی ویرانی چھا گئی تھی ۔۔۔ آنکھیں بھر بھر آئیں ۔۔۔!

اور وہ تیزی سے اندر چلی گئی۔

ثاقب بجھا بجھا سا کار میں بیٹھا اور حسرت سے کوٹھی کی طرف دیکھ کر کار اسٹارٹ کرنے لگا۔

برفانی ہوائیں چنگھاڑ رہی تھیں۔ آسمان سفید ہو رہا تھا ——!

سردی عروج پر تھی —— اور اس سرد موسم میں ——

ثاقب نے نواب زادی کو فون کیا تھا —— کہ وہ شام کو آ رہا ہے —— نواب زادی نے اسے منع کیا لیکن وہ بضد تھا۔

اس کا کہنا تھا کہ اسے دیکھنے سے اسے سکون مل جاتا ہے۔! اور اس سکون کے لئے وہ ضرور آئے گا ——!

اس نے فون بند کر دیا تھا ——!

رہا تھا۔

اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ——!

ثاقب کا کو کچھ نہیں آئیں گے ثاقب ——؟

اس نے یہ تو کہہ دیا تھا —— مگر اب اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ——!

کہکشاں کی سیڑھیوں سے اس کا پاؤں پھسل گیا ہو ——!

اور وہ اندھیری غاروں میں گر رہی ہو —— جہاں ہر طرف دم گھٹا دینے والا اندھیرا ہے —— روح فرسا اداسیاں اور جان لیوا محرومیاں ہیں ——!

اسے لگا جیسے وہ خود بھی چاہتی ہے۔ کہ ثاقب ضرور آئے۔ اس بیقرار دل اور ان ترستی ہوئی آنکھوں کو اپنی صورت دکھا جائے

جیسے کسی نے اس سے چپکے سے کہا۔

ان لمحوں سے زیادہ حسین کوئی لمحہ کبھی تمہاری زندگی میں نہیں آیا —— نہ آئے گا ——!

اس کا قرب تمہیں بھی تو سکون بخشتا ہے —— تم نے اپنی تمام تر قوتوں سے اسے چاہا ہے ——

تم نے اسے ستاروں کی چمک اور آرزوں کی بہار کہا ہے اس نے تمہارے گیتوں کی زندگی کو ساز دیئے ہیں ——!

اور دل بھی دھڑکن کے نغموں کی نغمگی کو ابھار رہا ہے۔ اس نے تمہیں تنہائی کے سمندر سے نکال کر ہلچل کے ساحل پر لا کھڑا کیا ہے۔

"یاد کرو ——"

تمہاری سپاٹ سی زندگی —— اکیلی —— اداس اور
تنہا —— !

اور اب —— ایک ہلچل —— ایک غم —— ایک کرب —

"ہم جانتے ہیں ثاقب —— وہ سسکنے لگی

"ہم جانتے ہیں ثاقب —— آپ بھی اپنے حسین سپنوں کے ایوانوں
میں ہمیں ہی سجائے ہوئے ہیں —!

مگر ہم —— آپ کے ذہن سے ایسے خیالات چھین لینا چاہتے
ہیں —!"

ہماری تمناؤں کے حسین محل تو جل کر راکھ ہو گئے ہیں —!

ہم آپ کو کیوں برباد کریں —!

ہم مجبور ہیں —!

ہم اگر آپ سے شادی کرکے آپ کی زندگی کی سب سے بڑی
خواہش کو پھولوں کی مالائیں پہنادیں —— تو ثاقب یہ انصاف
نہ ہوگا —!

یہ مالائیں جلد ٹوٹ جائیں گی —— ان کی مہک بکھر جائے
گی — اور آپ کی زندگی کے آبگینوں میں حالات کا زہر
تحلیل ہو جائے گا —!

روح تباہ ہو جائے گی —!

آپ کے ابا خودکشی کرلیں گے —؟

اور دنیا —— ہمیں خود غرض —— اور جانے کیا کیا
کیا کہے گی —؟"

ہم تو آپ سے بھی کہتے ہیں ہمیں بھول جائیے —— جو دکھ
ہماری زندگی سے لپٹ گیا ہے —! ہمیں اس کے ساتھ سمٹ
جانا ہے —!

آپ ہماری یادیں لے کر اپنی زندگی میں درد پیدا نہ
کریں —!

تب —— سلگتے —— سسکتے — ہوئے ماضی بکھر
اس کے ذہن میں سرسرانے لگا۔

جب اسے ثاقب کے زندگی سے بھرپور کلام سے عقیدت تھی
جب سے وہ زندگی سے باخبر ہوتی تو اس کے ذہن میں بھی
ایک الف لیلوی شہزادے نے جنم لیا —— نگاہیں اس کی تلاش
میں بھٹکتی پھریں —!

اور نگاہِ انتخاب میں ثاقب کی تحریروں میں اسکی تصویر
کے نقش پالئے —!

روح کی تلاش تھم گئی —— اور وہ خود کو منزل سے
قریب دیکھ کر مسرت سے جھوم اٹھی —!

ثاقب کو دیکھنے کی پیاس دل کے نہاں خانوں میں ایک آتشِ خاموش کی طرح دھیرے دھیرے سلگتی رہی ۔۔۔ اور پھر ثاقب مل گیا ۔۔۔!

کائنات کی سانسیں جیسے تھم گئیں

احساس کی گہرائیوں میں بھٹکنے والے خوابوں نے اپنی تعبیر پالی ۔ !

انتظار کے اذیت ناک لمحے قربتوں کے روح پرور لمحات سے ہم کنار ہوئے ۔۔!

ماضی میں تو اس نے ثاقب کی پرچھائیں کو سکون و اطمینان کا ٹھنڈا فرحت افزا سایہ سمجھ کر پیار کیا تھا ۔۔ اور اپنے ذہن کی تمام تر رعنائیاں اس کے خیالوں پر نچھاور کر دیں تھیں ۔

لیکن اس کی قربت پاکر اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے تپتی ہوئی ریت پر چلتے ہوئے وہ ہری ہری ٹھنڈی ٹھنڈی گھاس پر گر پڑی ہو ۔۔!

اور اب ۔۔۔ اب آپ ہمیں جینے نہیں دیں گے ۔۔!

یکایک ۔۔۔ اس نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا ۔۔!

آج وہ ثاقب سے نہیں ملے گی ۔۔!

بلکہ ۔۔۔ کبھی نہیں ملے گی ۔۔۔!

اس نے سنبل کو پکارا

" نواب زادی حضور ۔۔۔!"

" سنبل ثاقب صاحب آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ ہم ان سے نہیں ملیں گے ۔۔۔!"

" جی بہتر حضور ۔۔۔!"

" ہم باغ میں جا رہے ہیں ۔۔۔" نواب زادی اٹھتے ہوئے بولی ۔

" مگر حضور باہر ہوا تیز ہے ۔۔۔ برف گر رہی ہے ۔۔ آج تو بڑی سردی ہے ۔۔۔" سنبل بولی

" اچھا ۔۔!"

" حضور کا کوٹ لا دوں ۔۔۔!" سنبل بولی

" نہیں ۔۔ ہم اپنی خواب گاہ میں جا رہے ہیں ۔۔ ہم آرام کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اور ہمیں کوئی نہ بے آرام کرے ۔۔!"

" بہتر حضور ۔۔۔!" سنبل باہر نکل گئی ۔

نواب زادی اپنی خواب گاہ میں آ گئی ۔۔۔ کھڑکیوں کے بھاری پردے ہٹا کر اس نے دیکھا

باہر روئی سی بکھرتی جا رہی تھی

برستے برستے آسمان سے برف گر رہی تھی ۔۔۔ اور فضا دھند

میں ڈوب سی رہی تھی ۔۔ !

اس نے سوچا

" آج موسم بہت خراب ہے ۔۔۔ آج ثاقب نہیں آئے گا ۔۔! "

شام کے سائے اندھیرے میں تبدیل ہونے لگے ۔۔ !

وہ کھڑکی کے پاس ہی کھڑی تھی یہاں سے باہر کا گیٹ صاف نظر آرہا تھا ۔۔ ! بوڑھا دربان گرم کپڑوں میں لپٹا ہوا اپنی کوٹھڑی کی طرف جارہا تھا ۔ !

اس نے دیکھا ۔۔۔ کار گیٹ کے باہر رک گئی ۔۔ !

اور کوئی باہر نکلا ۔۔ !

وہ ثاقب تھا ۔ !

سیاہ اوور کوٹ اور فلیٹ لگائے ہوئے ۔۔ !

اس برفانی موسم میں ۔۔۔ !

اس کا دل دکھا ۔۔ !

مگر فوراً ہی اس نے سوچا ۔۔۔ آج ثاقب سے ہم نہیں ملیں گے ۔۔۔!

اس نے گھبرا کر پکارا

" سنبل ۔۔ ! "

" جی حضور ۔۔۔ " سنبل جلدی سے بھاگی ہوئی آئی

" باہر ثاقب آئے ہیں ۔۔۔ ان سے کہدو ہم ان سے نہیں ملیں گے ۔۔ وہ لوٹ جائیں ۔۔۔! " اور اندرونی دروازہ بند کر لینا ۔۔۔! "

" جی بہتر حضور ۔۔۔ ! "

سنبل چلی گئی ۔۔۔ اس نے کھڑکی سے دیکھا

وہ سنبل سے کچھ کہہ رہا تھا ۔۔۔ برف اس کے کوٹ اور ٹوپ کو سفید بنا رہی تھی ۔۔ !

تھوڑی دیر میں سنبل واپس آگئی ۔۔ !

" کیا کہتے ہیں ۔۔ ! "

" حضور کہہ رہے ہیں ہم ملے بغیر واپس نہیں جائیں گے ۔۔! "

" تم دروازہ بند کر دو ۔۔۔ خود ہی چلے جائیں گے ۔۔! "

اسی لمحے جانے کیسے وہ کہہ گئی ۔۔ !

" دل پتھر کا کر لیا ۔۔۔! "

اور اپنے بستر پر آگری ۔۔ !

رات بیت رہی تھی ۔۔۔ سنبل جا چکی تھی ۔۔۔ اور وہ سونے کی کوشش میں لگی تھی ۔۔ !

جانے کس وقت نیند نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ۔۔ !

باہر برف گر رہی تھی ۔۔ !

صبح پانچ بجے کے قریب ہڑبڑا کر وہ اٹھی ـــ کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا اس نے ـــ!

گھبرا کر وہ کھڑکی کے قریب آئی ـــ پردہ ہٹا کر دیکھا

ثاقب وہیں کھڑا تھا ـــ!

صبح کا اجالا پھیل رہا تھا ـــ اور اس دھندلے سے اجالے میں وہ برف کا بت معلوم ہو رہا تھا ـــ! اس کے پاؤں آدھے برف میں دھنسے ہوئے تھے۔ اور ٹکٹکی لگائے نواب زادی کی خواب گاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

گھبرا کر اس نے گھڑی کی طرف دیکھا

پانچ بج رہے تھے ـــ!

"توبہ ـــ یہ تمام رات یونہی رہے ہیں ـــ!"

دکھ سے اسکی خوبصورت آنکھیں بھر آئیں۔

ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا ـــ اور وہ ننگے پیر ـــ دروازہ کھول کر دیوانہ وار بھاگی ـــ!

"ثاقب ـــ وہ اس سے لپٹ گئی ـــ!

اور اگلے لمحے وہ زمین پر گر پڑا

اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

ثاقب ـــ!

یہ دلدوز چیخ بلند ہوئی ـــ اور ملازم بھاگے ہوئے آئے ـــ

"حضور ـــ یہ ـــ!"

ملازموں نے ثاقب کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ اور نواب زادی کی خواب گاہ میں لے آئے ـــ!

"بابا ـــ جلدی سے ڈاکٹر کو بلا لاؤ ـــ!"

"خدا کے لئے سنبل جلدی دوڑو ـــ!"

"یہ کیا ـــ ہو گیا ـــ ہم ـــ کیا ـــ کریں ـــ یہ کیا ہو گیا ـــ!"

وہ روئے جا رہی تھی ـــ!

اس نے اپنے پلنگ پر ثاقب کو لٹایا ـــ جس کے ہونٹ سردی سے نیلے پڑ چکے تھے ـــ!

اس نے ثاقب کا برف سے بھرا ہوا کوٹ اتار کر ایکطرف پھینک دیا ـــ!

سنبل نے گرم کمبل جلدی سے اس پر ڈالے ـــ

اور ـــ نواب زادی کو سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے

گھبراہٹ تھی ـــ تڑپ تھی ـــ بے تابی تھی ـــ!

ثاقب کے بوٹ وہ اتارتے ہوئے وہ اسکے چہرے پر آنکھیں

رکھے سسک پڑی ــــ!

ثاقب ـــ آپ نے یہ کیا کیا ــ!"

ڈاکٹر آیا اور ـــ!

دوائیں دے کر چلا گیا ـــ!

کچھ دیر بعد ثاقب کو ہوش آیا تو اس پر ایک لرزہ سا طاری تھا ــ نواب زادی کے ہاتھ دعا کے لئے پھیلے ہوئے تھے ــ!

سنبل نے گرم گرم کافی پلائی تو لرزہ کچھ تھما ــ!

کھلے بالوں اور بھیگی پلکوں سے وہ اس پر جھکی ہوئی تھی

ثاقب مسکرا دیا ــ!

ثاقب ـــ ہمیں معاف کر دیجئے ـــ ہم نے آپ کو بڑا دکھ دیا ــ اگر خدانخواستہ آپ کو ہو جاتا ــ تو ہم مر جاتے ــ

کہتے ہوئے وہ رو دی ـــ!

"نہیں ملو گی مجھ سے ـــ وہ آہستہ سے بولا

وہ خاموش ہو گئی ــ!

کاش میں تمہاری دہلیز پر دم توڑ دیتا ـــ!"

مر جاتا ــ یہ بے تابی ــ یہ جلن ـــ یہ گھٹن تو ختم ہو جاتی نا ــ

اس کی آواز بھر آگئی ــ!

"ایسا نہ کہئے ـــ اس نے کانپتا ہوا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا ـــ

اندر وہ دونوں تڑپ رہے تھے ـــ!

اور باہر جابر تلملا رہا تھا

آج صبح ہی وہ شکار سے لوٹا تھا ــــ بنگلے میں ڈاکٹر کو جاتے دیکھ کر وہ اندر آگیا ـــ

نوکروں سے پوچھا ــ!

تو انہوں نے جو گزری تھی کہہ دی ـــ!

جابر کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی ـــ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی ــ کہ کیا کرے ـــ!

نواب زادی کے سامنے وہ بے بس تھا ـــ مگر یہ موقع وہ ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتا تھا ـــ!

جلدی سے اس نے ٹیلیفون ڈائرکٹری اٹھائی اور رومی کا نمبر تلاش کرنے لگا ــ

رومی کا نمبر مل گیا ـــ اس نے جلدی سے نمبر ڈائل کئے

رومی پہلے سے پریشان بیٹھی تھی ـــ جلدی سے بولی

ثاقب ـــ!"

ثاقب نہیں ـــ نواب جابر ـــ وہ طنزاً بولا

"اوہ ــــ جابر ــــ میں سمجھی تھی ــــ" وہ آہستہ سے بولی۔

"ثاقب ــــ رات گھر نہیں آئے ــــ؟" وہ اپنا غصہ دباتے ہوئے بولا

"ہاں ــــ جانے کہاں رہ گئے ہیں ــــ موسم خراب تھا نا ــــ کہیں کسی دوست کے ہاں رک گئے ہوں گے ــــ بڑی پریشان ہوں میں ــــ پہلے کبھی نہیں رکے ــــ ٹیلیفون بھی نہیں کیا ــــ خیریت ہو ــــ"

ردمی بھرائی آواز میں کہہ رہی تھی ــــ!

"بہت بھولی ہو تم ــــ" جابر بولا

"کیا مطلب ــــ؟"

"ثاقب عیش کر رہا ہے ــــ اور تم ــــ انتظار ــــ" وہ ہنس کر بولا

"جابر ــــ تمہاری مجھ سے کوئی بے تکلفی نہیں ــــ اس قسم کا مذاق میں برداشت نہیں کر سکتی ــــ!"

وہ جلدی سے بولی

"مذاق ــــ میں نے تم سے پہلے کوئی مذاق کیا ہے ردمی ــــ میں نے اس وقت تمہیں تمہاری بھلائی کے لئے فون کیا ہے ــــ ورنہ

مجھے کیا ــــ؟"

"کیا مطلب ــــ!"

"ثاقب رات سے نواب زادی کی خواب گاہ میں ہے ــــ!"

"جابر ــــ!" ردمی چیخی

"سچ کہہ رہا ہوں ــــ یقین نہ ہو تو آکر خود دیکھ لو ــــ"

یہ کھیل تو مدت سے کھیلا جا رہا ہے ــــ تم درمیان میں بیوقوف بن رہی ہو ــــ ثاقب روز نواب زادی کو ملنے آتا ہے ــــ دونوں خوب گھومتے پھرتے ہیں ــــ اب تو دونوں کا شادی کا پروگرام ہے ــــ!

"بس جابر بس ــــ میں اور نہیں سن سکتی ــــ!"

ردمی چیخ کر بولی

"ثاقب کو بچا لو ردمی ــــ!" جابر بولا

"اوہ خدایا ــــ یہ میں کیا سن رہی ہوں ــــ" ردمی بولی ــــ!

"تم اس وقت فوراً آجاؤ ــــ اور اپنی آنکھوں سے اپنی عزیز سہیلی کی محبت دیکھ لو ــــ!"

"میں آرہی ہوں ــــ!" ردمی نے فون بند کر دیا

جابر مسکرایا ــــ اور باہر نکل کر ردمی کا انتظار کرنے

لگا ـــ!

اسکی نظریں سڑک پر تھیں

اندر ثاقب تکیوں کے بل لیٹا کہہ رہا تھا ـــ سائرہ چلو
کہیں چلے جائیں ـــ سب کچھ چھوڑ کر ـــ!

اور وہ خاموش بیٹھی تھی ـــ!

جابر اپنی فتح پر خوش ہو رہا تھا ـــ اس کے خیال میں
آج ایک ہنگامہ ہونے والا تھا ـــ!

سڑک پر کار نظر آئی تو ـــ!

وہ آگے بڑھ کر ملا ـــ رومی ہی تھی ـــ جو ساٹھ
کی رفتار سے گاڑی بھگاتی ہوئی آئی تھی ـــ!

" چلو جلدی ـــ میں اس مکار ناگن کا منہ نوچ لوں گی
رومی غصے سے سرخ ہو رہی تھی ـــ!

" تحمل سے کام لو رومی ـــ پہلے چل کر ان کی گفتگو سن
لو ـــ تاکہ تمہیں میری بات پر یقین آجائے ـــ " میں نے
جھوٹ نہیں بولا

ان کی باتیں سن کر تمہیں علم ہو جائے گا ـــ کہ ان کا آئندہ پروگرام
کیا ہے ـــ؟

" مجھے سننے کی ضرورت نہیں ـــ ثاقب کا یہاں ہونا اس کا سب

سے بڑا ثبوت ہے ـــ " رومی تیز آواز میں بولی

" مگر حرج کیا ہے ـــ سن تو سہی ـــ وہ ناگن تمہیں
کس طرح ڈس رہی ہے ـــ ادھر مجھ سے محبت کا ڈھونگ رچا رہی ہے
ادھر ثاقب کو فریب دے رہی ہے ـــ تمہیں لوٹ رہی ہے ـــ!"

جابر بولا

" اوہ ـــ کتنی مکار ہے یہ نواب زادی ـــ! چلو جابر
میں اس کا منہ نوچ لوں گی ـــ کمینی ـــ ذلیل ـــ رومی
غصے سے پاگل ہو رہی تھی ـــ!

" تحمل ـــ تحمل ـــ رومی ـــ آؤ میرے ساتھ ـــ پردے
کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کی گفت گو سنتے ہیں ـــ!

وہ اسے لے کر چور چال سے چلتا ہوا نواب زادی کی خواب
گاہ سے ملے ہوئے کمرے میں آگیا ـــ

دروازہ کھلا تھا ـــ اور اس پر بھاری پردہ پڑا
ہوا تھا ـــ!

دونوں پردے کے پیچھے کھڑے ہو گئے ـــ!

رومی نے پردے کو سرکا کر دیکھ

ثاقب لیٹا ہوا تھا ـــ اور نواب زادی کرسی پر بیٹھی
اسے دیکھ رہی تھی ـــ!

رومی کا سارا جسم تپنے لگا —— وہ پردہ اٹھا کر اندر جانا
چاہتی تھی —— لیکن ثاقب نے اشارے سے روک دیا۔

"سوچو مت سائرہ —— خدا کیلئے میری بات مان جاؤ"
ثاقب کہہ رہا تھا —!

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں —— ہم نے آپ سے ہمیشہ کہا ہے
ہمیں بھول جائیے —— وہ پہلے کی باتیں تھیں ثاقب ہمارا نصیب
کہ ہم آپکو پا نہ سکے —! اب آپ رومی کے ہیں —— رومی بڑی
پیاری لڑکی ہے — آپکو بے انتہا چاہتی ہے — خدا کے لئے
اس پر رحم کیجئے —!

وہ ہڑبڑے ہڑبڑے انداز میں اسے سمجھا رہی تھی —!

"تمہاری تنہائی میرے لئے جان لیوا ہے سائرہ —!
ثاقب تھکی ہوئی آواز میں بولا

"ہم کہیں چلے جائیں گے —— رومی کی اور آپ کی زندگی کے
لئے —— آپ دونوں کی خوشیوں کے لئے ہم یہ بھی کر سکتے ہیں
ہم یہ ملک چھوڑ جائیں گے —!

"نہیں سائرہ نہیں —— وہ تڑپ کر بولا

"ثاقب —— رومی کی بربادی ہم برداشت نہیں کر سکتے ہم
جان دے دیں گے مگر رومی کو برباد نہیں ہونے دیں گے —! بھول

جائیے سب کچھ —— بھول جائیے —— کبھی —— ہم میں چاہ تھی
کبھی ہم میں پیار تھا —!

"نہیں بھول سکتا سائرہ —" ثاقب تڑپ کر بولا

"ٹھیک ہے ہم چلے جائیں گے تو آپ بھول سکیں گے —!"

"خدا کے لئے ثاقب —!"

"نہیں سائرہ —!" نادان نہ بنو —!!

اس کے چہرے پر بے بسی سی چھپ گئی
کہنے لگی —!

"آپ کو ہم سے محبت ہے — ؟

"تمہارے بغیر جی نہ سکوں گا —— اس نے آہستہ سے جواب
دیا —!

"ہم آپ کو عزیز ہیں ——!

"جان سے زیادہ —!"

"تو پھر آپکو اسی محبت کا واسطہ —— ہمیں بھول جائیے ——
اور رومی کے ہو رہیئے —!

"سائرہ —— ثاقب کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔

"ہاں —— ہم آج فیصلہ کر کے رہیں گے —!

"سائرہ ——! وہ سسکا

"ہم نے فیصلہ کر لیا ——"

"سائلہ ——" وہ تڑپا

"ہم اسی ہفتے جا رہے ہیں ——"

"سائلہ ——" وہ رو دیا

"ہم کار نکلواتے ہیں ——!

"آپ اب گھر جائیے —— رومی پریشان ہو رہی ہو گی ——!

وہ سخت اور کھردرے لہجے میں بولی

"دیکھا رومی —— نواب جابر آہستہ سے بولا

"دیکھ لیا —— وہ مسکرائی

"اب تم جاؤ —— اور جا کر نواب زادی سے اس مکاری کا بدلہ لو —— حق یہ ہی ہے ——" وہ جلدی سے بولا

"شکریہ نواب جابر ——" وہ مسکراتے ہوئے بولی

"میں نواب زادی کے پاس جا رہی ہوں ——"

"مگر نرم نہ پڑ جانا —— وہ بہت چالاک عورت ہے۔ تم نے کہا تھا تم اس کا منہ نوچ لو گی —— مجھے امید ہے کہ تم آج اسے بتا دو گی کہ دوستی کیا ہوتی ہے —— رشتے کیا ہوتے ہیں ——

جابر مسکراتا ہوا بولا

"بالکل —— میں اسے یہ ہی بتاؤں گی ——!"

"اچھا —— میں جا رہی ہوں ——!

"میں یہیں کھڑا ہنس رہا ہوں ——!

وہ مسکرا دی —— اور پردہ اٹھا کر آگے بڑھی

"ثاقب ——" رومی والہانہ انداز میں اس کے قریب آ گئی

"اوہ رومی —— تم ——" ثاقب آہستہ سے بولا

"میں تو گھبرا گئی تھی ثاقب —— عجیب عجیب سے خیال آ رہے تھے —— موسم بھی خراب تھا نا ——!

نواب زادی کا رنگ پیلا ہوتا جا رہا تھا —— وہ بیٹھی بیٹھی کانپ گئی۔

"ہیلو سائلہ ——" وہ نواب زادی سے لپٹ گئی

"یہ —— یہ —— دراصل —— نواب زادی کے ہونٹ لرزے ——!

"ہاں ہاں مجھے پتہ ہے —— یہ شام سیر کے لئے نکلے تھے۔ یقیناً طوفان میں پھنس گئے ہوں گے —— تمہاری شکر گزار ہوں سائلہ —— تم نے انہیں اس سردی میں روک لیا —— ورنہ جانے کیا ہوتا —— رومی کہنے لگی۔

"میں برف میں گھر گیا تھا رومی —— اور —— اور —— ثاقب سے بات نہ بن سکی ——!

"چھوڑو ثاقب یاد نہ دلایا ——— میری پیاری سائمہ کا شکریہ
ادا کرو ——— رومی ہنسی ——!

نواب زادی کی جان میں جان آ گئی ——!

ثاقب نے دکھ سے رومی کی طرف دیکھا

اور پردے کے پیچھے کھڑے جابر کی بھنویں تن گئیں

چھڑی پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی ——!

یہ تو سارا معاملہ ہی الٹا ہو گیا تھا ——— اس نے رومی کو
خوب تیار کر کے بھیجا تھا ——— اور وہاں وہ خود ہی پردہ ڈالنے
میں لگی تھی ——— ہمیشہ کی طرح نارمل تھی وہ ——!

"سائمہ ——— ہمارے ہاں کب آؤ گی ——— وہ پیار سے اس
کے پریشان بال سنوارنے لگے ——!

"جلدی آؤں گی ———" وہ آہستہ سے بولی

"ثاقب ——— چلو گھر چلیں ——— تم نے سائمہ کو بھی پریشان
کر دیا ——!

وہ ثاقب کا ہاتھ تھام کر بولی

"ہاں چلو ———" وہ کھویا کھویا سا پلنگ سے اٹھا

"سائمہ ———! رومی بولی

سائمہ نے ندامت سے بھرپور نظریں اٹھائیں ——!

"کل آؤ گی ——!

"کل نہیں ——— پھر کبھی ——!

"کب ———؟ رومی نے پوچھا

"فون کر دوں گی ———!

"ضرور آنا ——— انتظار کروں گی ———" رومی ہنس کر بولی

تب وہ ثاقب کا ہاتھ تھامے باہر نکل گئی ——

ثاقب نے جاتے سمے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی ——!

اور وہ نگاہ محبت کی آگ میں تپتی ہوئی تھی ——!

نواب زادی ابھی تک سہمی سہمی سی بیٹھی تھی ——!

کہ جابر آ گیا ——!

"تیمارداری میں مصروف تھیں آپ ——— وہ طنزیہ بولا

وہ کچھ نہ بولی

"ہم نے آپ سے کچھ کہا ———؟ وہ تیز آواز میں
بولا ——!

"سن لیا ہم نے ———؟ وہ آہستہ سے بولی

"خوب خاندان کا نام روشن ہو رہا ہے ———" وہ ہنسا

وہ تب بھی خاموش رہی ——!

ساری بستی میں باتیں ہو رہی ہیں ——!

"جابر ——" وہ عاجزی سے کہنے لگی۔

"کیوں تنگ کرتے ہیں ہمیں آپ —— کیا بگاڑا ہے ہم نے آپ کا —!"

"کیا بگاڑا ہے —— ہونہہ —— ہم دن رات جل رہے ہیں —— آپ نے ہمیں ٹھکرایا ہے — ہماری محبت کو ٹھکرایا ہے —!"

"محبت —— ہونہہ ——" وہ پھیکی سی آواز میں بولی

"کیا مطلب —؟"

"مطلب یہی کہ —— آپ یہاں سے چلے جایئے — ہم نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا —— آپ ہمیں کیوں تنگ کرتے ہیں —"

"ہم آپ سے ایک بات کا جواب لے کر جائیں گے —" وہ غصہ میں بولا

"ہم نے آپ کی ہر بات کا جواب دے دیا ہے —!" وہ ابھی تک اپنے غم میں کھوئی ہوئی تھی —!

جابر تلملا گیا —!

"جایئے اب —— اور آئندہ ہم پر کرم کیجئے ——" وہ آہستہ سے بولی —!

وہ غصے میں بل کھاتا ہوا —— چھڑی مروڑتا ہوا باہر نکل گیا —!

تو اس نے جہاز کے دفتر فون کر کے اپنے لئے سیٹ کا پوچھا

ایک ہفتہ بعد کی اسے سیٹ مل گئی —!

لہٰذا وہ شبنل کو بلا کر اپنی تیاری کی ہدایت دینے لگی —!

ملازموں کو بلا کر ان کے لئے ہدایات دینے لگیں سب ہی تو نواب زادی کے اس فیصلے پر حیران تھے —!

اچانک اتنے لمبے سفر کا ارادہ سب کے لئے حیرت کا باعث تھا —!

دیوار پر لگے ہوئے کلاک نے بارہ بجائے ـــ اور رومی کے خیالوں کی لڑیاں بکھر گئیں ـــ!

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی ـــ اور اس کے ذہن میں نواب زادی کی عظمت تھی۔

سامنے ثاقب کمبل اوڑھے جانے سو رہا تھا یا جاگ رہا تھا

وہ برابر سوچے جا رہی تھی ـــ!

جس وقت اسے جابر کا فون آیا تھا ـــ اس کا وجود سلگ اٹھا تھا ـــ!

ثاقب کی سرد مہری ـــ بات بات پر کہیں ڈوب جانا

نواب زادی کی دکھی سی زندگی ـــ اور وہ تمام واقعات جو

یکے بعد دیگرے ہوتے رہے ـــ ایک فلم کی مانند اس کے سامنے چل رہے تھے ـــ!

"کچھ بھی ہو ـــ!"

ثاقب اس کا شوہر تھا ـــ!

اور اسے ثاقب سے محبت تھی ـــ!

ایک چاہنے والی وفا شعار بیوی کی مانند ـــ!

پھر بھلا وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی ـــ!

کہ اس کا شوہر کسی اور کو چاہے ـــ!

غصے کی بھٹی میں جلتی ہوئی وہ نواب زادی کی کوٹھی پہنچی تھی!

جابر ملا ـــ اس نے اس کے شک کو اور ہوا دی۔

اسے نواب زادی کے خلاف بھڑکایا ـــ!

اور پردے کے پیچھے ان کی گفتگو سننے پر آمادہ کیا۔

اور وہ گفتگو ـــ!

غصے کی آگ ایک دم سرد کر گئی

نفرت کا جوالا اس کے ذہن میں کلبلا رہا تھا ـــ وہ جیسے منجمد ہو گیا ـــ اور اس کی جگہ عظمت ـــ اور محبت ـــ آ گئی ـــ!

"آہ ـــ نواب زادی بے چاری ـــ!"

"کتنا ظلم ہوا اس پر ــــ!"

اور اب جبکہ اس کی محبت چھن چکی ہے ۔ وہ میری اور ثاقب کی بھلائی چاہتی ہے ــــ!

میری خوشیوں کے لئے ملک چھوڑ کر جانے کہاں جانا چاہتی ہے ــ!

وہ تڑپ گئی ــ!

نواب زادی کی بے بس زندگی اس کے سامنے تھی

ثاقب کا دکھ اس کے سامنے تھا ــ!

اور وہ ان میں الجھی ہوئی تھی ــ!

"کیا کروں ــــ میں ــــ" وہ بے بسی سے بولی

مگر جیسے کسی نے اس سے کہا

"نواب زادی کا چلا جانا ہی اچھا ہے ــــ"

وہ چلی جائے گی تو ثاقب اسے بھول جائے گا ــ!"

"تم اسے نواب زادی سے بڑھ کر پیار دینا ــــ وہ سب کچھ بھول جائے گا ــــ تو اس کی بیوی ہے ــــ مگر نواب زادی ــــ اس نے ہراساں ہو کر پوچھا

نواب زادی کا کیا ہوگا ــــ!

نواب زادی ــــ جیسے کسی نے کہا ــ!

وہ بھی آہستہ آہستہ بھول جائے گی ــــ شائد مستقبل اس کے لئے اچھا ساتھی ــــ اور خوشیاں لے آئے ــ!

اس طرح تم سب بربادی سے بچ جاؤ گے ــ!

سوچ سوچ کر اس کا دماغ ماؤف ہو گیا ــ!

ثاقب نے کروٹ بدلی ــــ اسے جاگتے دیکھ کر بولا

"ابھی تک جاگ رہی ہو ــ!"

"نیند نہیں آئی ــــ!" وہ مسکرائی

"کیوں ــــ!"

"معلوم نہیں ــــ!"

"ردی ــــ" ثاقب اٹھ کر بیٹھ گیا

"پریشان دکھائی دیتی ہو ــــ" وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"نہیں تو ــــ!"

"جھوٹ ــــ!"

"سچی ــــ پریشانی کیسی ــــ!" وہ ہنس دی۔

"شائد کل والی بات ہے ــــ!" وہ آہستہ سے بولا

"ہاں کل پریشان تھی ــــ! تم آئے نہیں نا ــــ بس دعا کرتی رہی ــ اور خدا کا شکر اس نے میری دعا سن لی ــ!" وہ

اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ثاقب نے اسکی طرف دیکھا

اسکی یہ سادگی دیکھ کر دل میں جیسے کچھ چبھنے لگا۔

"سہیلی ہو تو نواب زادی جیسی ——— دیکھا کتنی پریشان تھی وہ

اور کتنا بڑا احسان کیا مجھ پر اس نے ——!

"ہاں ——" وہ کھویا کھویا سا بولا

"ثاقب ——" وہ آہستہ سے بولی

"ہوں ——؟"

"وہ جابر اسے بڑا تنگ کرتا ہے ——! ذلیل کہیں کا ——؟"

ثاقب کی آنکھیں گہری ہوگئیں ——— گھبرا کر اس نے سگریٹ

سلگا لیا —— !

"ثاقب ——؟"

"ہوں ——؟"

"نواب زادی بے چاری پر مجھے بڑا ترس آتا ہے ——؟"

"کیوں ——!" وہ چونک گیا

"سنا ہے۔ اس نے پیار کیا اور ناکام رہی ——" وہ آہستہ

سے بولی ——؟

"اب سو جاؤ ردمی ——" وہ گھبرا کر بولا

وہ ہنس دی —— کہنے لگی۔

"تمہارے پاس آجاؤں —— سلا دو مجھے ——" جانے اس

کے دل میں کیا آیا ——!

"میرے پاس ——؟"

"ہوں —— تشنگی بڑھ گئی —— !

"آجاؤ ——" وہ آہستہ سے بولا

تب وہ اسے تھپکیاں دے کر سلانے لگا ——!

"ثاقب —— تم میرے ہو نا ——" وہ بے تابی سے بولی

"پگلی ——" وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"کبھی کبھی مجھے ڈر لگتا ہے ——؟"

"کیوں ——؟"

"جیسے —— جیسے تمہیں مجھ سے کوئی چھین رہا ہے ——!

اس کا عورت پن بولنے لگا ——!

"وہم ہے تمہارا ——؟"

"تو —— تو تم میرے ہو نا ——" وہ جذباتی ہو رہی تھی

"اور کس کا ہوں ——؟" وہ کھویا کھویا سا بولا

"صرف میرے ——؟"

"ہاں ——؟"

رومی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ــــ اور وہ اس کے سینے میں منہ چھپا کر رونے لگی ــــ!

"کیا ہوا رومی ــــ؟"

"کچھ نہیں ــــ!"

"بتاؤ نا ــــ رو کیوں رہی ہو ــــ؟"

"کبھی کبھی یوں ہی رونا آ جاتا ہے ثاقب ــــ معلوم نہیں کیوں!"

"پگلی ــــ اب سو جاؤ ــــ!"

وہ اسے یوں سمجھا رہا تھا ــــ جیسے وہ ننھی بچی ہو۔ مگر دل میں کچھ تھا جو بُری طرح چبھ رہا تھا ــــ!

نواب زادی جا رہی ہے ــــ!

نواب زادی ملک چھوڑ رہی ہے ــــ!

نواب زادی پیار میں مات کھا گئی ہے ــــ!

وہ مایوسی میں ایسا کر رہی ہے ــــ!

کہاں جائے گی ــــ!

بیوقوف ہے ــــ!

طرح طرح کی باتیں لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں ــــ!

ثاقب کے دل کے زخموں کے گویا ٹانکے ادھڑ گئے تھے وہ دن رات بے چین سا پھرتا ــــ کئی بار چاند پور گیا ــــ لیکن نواب زادی نہ ملی ــــ اور پھر اب تو رومی بھی سائے کی طرح اس کے ساتھ

رہنے لگی تھی ــــ!

وہ دفتر ہوتا ـــ!

تو کئی کئی بار فون کرتی ــــ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ثاقب دفتر میں موجود ہے یا نہیں ـــ!

شام سیر کیلئے اسے ساتھ لے جاتی ـــ!

کلب باقاعدگی سے جانے لگی ـــ!

یہاں تک کہ جب وہ کہیں فون کرنے لگتا ــــ تو بھی اس کے سامنے رہتی ـــ!

کچھ بھی تھا ــــ ثاقب اس کا شوہر تھا ـــ اور کوئی بھی محبت کرنے والی بیوی اپنے سہاگ پر کسی کا قبضہ برداشت نہیں کرسکتی ـــ!

لہٰذا اس روز کے بعد وہ ثاقب کے ساتھ گویا چمٹ کر رہ گئی تھی ـــ!

نواب زادی کے جانے کی خبر سے وہ رنجیدہ بھی تھی اور ــــ خوش بھی ـــ!

نواب جابر کا ان دنوں بُرا حال تھا ــــ اس کی تمام تدبیریں ناکام ہوچکی تھیں ـــ اسے یہ بھی پتہ چلا تھا کہ نواب زادی ــ جائیداد کی دیکھ بھال کے لئے اپنے والد کے دوست جسٹس رفیق کی وفات

حاصل کرچکی ہیں ـــ

اپنی شہر والی جائیداد اس نے ایک رفاعی ادارے کے لئے وقف کردی تھی ـــ!

نواب جابر اپنی ماں کو بھی نواب زادی کے پاس بھیج چکا تھا اس نے بھی لاکھ سمجھایا ــــ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا ـــ!

اب نواب جابر حیران تھا کہ کیا کیا جائے جسٹس رفیق نے نواب جابر کی طرف سے خطرہ محسوس کیا تو اسکی ضمانت لے لی۔

اور یوں نواب جابر بالکل مفلوج ہو کر رہ گیا

نواب زادی کے جانے میں صرف دو دن باقی تھے۔

اور

شہر کے کچھ لوگوں نے مل کر اسے ڈنر دیا۔

اس میں نواب زادی کی سہیلیاں اور تمام ملنے والے مدعو تھے ـ!

جابر بھی ــ اشرف بھی بمعہ اپنی نئی نویلی دلہن کے ـ!

ڈنر شہر کے بڑے ہوٹل میں ہو رہا تھا ـ!

رومی دیر سے تیار ہو رہی تھی ـ!

آج اس نے وہی سفید تاروں والی ساڑھی باندھی تھی چہرے پر میک اپ اور سفید نگینوں کا زیور پہن کر خوشبو سے مہکتی ہوئی

وہ ثاقب کے کمرے میں آئی۔

ثاقب ابھی تک اسی طرح بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا

"ارے تیار نہیں ہوئے تم ـــ دیر ہو رہی ہے ـــ" وہ اس کے قریب آ کر بولی

"رومی ـــ تم چلی جاؤ ـــ میری طبیعت ٹھیک نہیں ـــ میں نہیں جا سکوں گا ـــ!" وہ آہستہ سے بولا

"چلو ثاقب ـــ! نواب زادی برا مان جائے گی ـــ!"

"کہہ دیا نا ـــ میں نہیں جا سکتا ـــ" وہ تلخ آواز میں بولا۔

"ثاقب ـــ!"

"تمہیں جانا ہے تو جاؤ ـــ" وہ تیز آواز میں بولا

رومی سہم گئی ـــ آج پہلی مرتبہ ثاقب نے اس سے اس لہجے میں بات کی تھی ـــ!

چند لمحے وہ خاموش بیٹھی رہی ـــ!

پھر آہستہ سے بولی

"اکیلی جا کر کیا کروں گی میں ـــ؟"

"تم جاؤ ـــ نواب زادی تمہاری سہیلی ہے ـــ میری کیا ہے وہ ـــ! میں کیوں جاؤں ـــ میرا اس سے کیا رشتہ

ہے ـــ میرے نہ جانے سے اسے کیا فرق پڑے گا ـــ!

وہ جنونی سا لگ رہا تھا ـــ!

وہ ڈری ڈری سی اس کے چہرہ کو دیکھ رہی تھی ـــ!

"رومی ـــ!" وہ آہستہ سے بولا

وہ خاموش رہی

"ناراض ہو گئی ہو ـــ" اس کے لہجے میں نرمی آ گئی

وہ تب بھی خاموش رہی ـــ!

"چلو آؤ ـــ میں تمہیں پہنچا آؤں ـــ!"

"میں نہیں جاؤں گی ـــ!" وہ روٹھ گئی ـــ!

"چلو ـــ تمہیں ضرور جانا چاہیے ـــ میرا کوئی پوچھے تو کہہ دینا میری طبیعت ٹھیک نہیں ـــ" وہ اسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگا ـــ!

وہ آہستہ سے اٹھی اور اس کے ساتھ چل دی ـــ!

کار اسٹارٹ کرتے ہوئے وہ پھر بہک گیا ـــ کہنے لگا۔

"رومی ـــ تم اس لباس میں بڑی اچھی لگ رہی ہو ـــ!"

وہ خاموش رہی ـــ!

"یہ لباس ـــ یہ سفید تاروں بھرا لباس ـــ!"

اور ـــ یہ

"ثاقب — تم آج کیسی باتیں کر رہے ہو —" ردمی قدرے
پریشان ہو کر بولی

"مجھے بخار ہے نا — اسی لئے کچھ دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔"

وہ ہنس دیا —!

ہوٹل آ گیا — تو وہ نیچے اتر آئی —!

"ڈرائیور کو بھیج دینا —" ردمی نے کہا

"میں خود آ جاؤں گا — یہیں اسی جگہ پر —!"

"اچھا —!"

ردمی روشنیوں کے غبار میں گم ہو گئی — اور وہ وہیں کھڑا
رہا — لوگ آ رہے تھے — گرم کپڑوں میں لپٹے ہوئے - ہوا
تیز ہوتی جا رہی تھی — رنگ برنگی کاروں کی قطار لگتی جا رہی
تھی —!

اور تھوڑی دیر میں اس نے دیکھا — نواب زادی کی مرسڈیز
آ کر رکی ہے —!

لوگوں نے اسے ریسیو کیا — اور ساتھ اندر لے گئے —!

وہ تب بھی وہیں کھڑا رہا —!

اور اندر —

لوگوں کے ہجوم سے نواب زادی فارغ ہوتی تو ردمی کی طرف

بڑھی —!

مگر اسے اکیلا دیکھ کر دھک سی رہ گئی —!

اس کی تمنا گھٹ سی گئی — آج تو اس نے سوچا تھا
کہ ثاقب کا تصور آنکھوں میں لہرائے گی —! آج آخری بار ملنے
کی خواہش وہ دبا نہ سکی تھی —!

آج اس نے سوچا تھا —!

وہ اس سے باتیں بھی کرے گی —!

اسے آخری بار دیکھنے کی غرض سے ہی اس نے اس ڈنر میں
آنا منظور کیا تھا —!

مگر — وہ آیا کیوں نہیں —!

"ہیلو ردمی —!" وہ بجھی بجھی سی بولی

"ہیلو —!" ردمی آہستہ سے بولی

"اکیلی آئی ہو —!" بیمار سے تبسم کے ساتھ وہ بولی

"ہاں —!"

"کیوں —!"

"ثاقب بیمار ہیں —" ردمی اس کے چہرے کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی

وہ تڑپ گئی —!

"کب سے ـــ؟" اس نے بے تاب لہجے میں پوچھا

"آج ہی طبیعت خراب ہوئی ـــ!"

وہ خاموش سی ہو گئی ـــ چہرے پر محرومی تھی ـــ مایوسی تھی ـــ اور ـــ بے چارگی تھی ـــ!

"سائرہ ـــ!"

"ہوں ـــ!"

"یکایک ملک چھوڑنے کی کیا سوجھی ـــ" رومی آہستہ سے بولی ـــ!

وہ ہنس دی ـــ!

"بتاؤ نا ـــ؟"

"یوں ہی رومی ـــ جی اکتا گیا تھا ـــ!"

"اپنے ملک سے ـــ؟"

"ہاں ـــ!"

"اگر وہاں بھی جی اکتا گیا تو ـــ؟"

"تو پھر جہان چھوڑنے کی سوچیں گے ـــ" اس کے لبوں پر زہر میں بھری ہوئی مسکراہٹ پھیل گئی ـــ!

"پگلی ہو تم ـــ" رومی کی آواز بھرا گئی ـــ!

"رومی ـــ" وہ آہستہ سے بولی

"ہوں ـــ!"

"اپنے گھر نہیں بلاؤ گی ہمیں ـــ؟" اک تمنا بے تاب اس کے دل میں مچلی ـــ!

"بلانے سے آؤ گی تم ـــ ویسے نہیں ـــ" رومی نے شکوہ کیا ـــ!

"تو پھر کل شام ہم ضرور آئیں گے ـــ کھانا بھی وہیں کھائیں گے ـــ اور ڈھیر ساری باتیں کریں گے ـــ؟" اس کے دل کی خواہش کو یہی راستہ ملا ـــ

"مجھے خوشی ہو گی ـــ" رومی بولی

"رومی ـــ!"

"ہوں ـــ!"

"اگر ہم سے کوئی شکایت ہو تو للہ ہمیں معاف کر دینا ـ" کہتے ہوئے اس کی خوبصورت آنکھیں بھر آئیں ـ

"کیسی باتیں کرتی ہو ـــ" رومی کا دل دہل گیا ـ

"یوں ہی ـــ شاید کبھی کوئی صدمہ پہنچا ہو ہماری وجہ سے ـــ!"

وہ اپنی آنکھوں کے گوشے صاف کرتی ہوئی بولی

"یہ بتاؤ ـ جا کہاں رہی ہو ـــ" رومی بات بدلنے کی خاطر

بولی ــــ!

"پہلے تو سوئٹزرلینڈ جائیں گے ــــ اور پھر جانے کہاں کہاں ــــ؟"

کچھ اور خواتین آگئیں ــــ نواب زادی کو انہوں نے گھیر لیا ــــ!

رومی اشرف اور اس کی بیوی سے باتیں کرنے لگی ــــ نواب جابر دور بیٹھا اسی طرف دیکھ رہا تھا ــــ!

ڈنر کے بعد نواب زادی نے مختصر الفاظ میں لوگوں کا شکریہ ادا کیا ــــ اور ڈائس سے نیچے اتر آئی ــــ!

جب وہ باہر نکل رہی تھی ــــ تو رومی اس کے ساتھ تھی!

وہ اپنی کار میں بیٹھ کر چلی گئی ــــ!

تو رومی اپنی کار کی طرف آئی ــــ ثاقب بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا ــــ!

"کب آئے ہو ثاقب ــــ مجھے اطلاع کروا دی ہوتی ــــ رومی بولی ــــ!

"ابھی تو آیا ہوں ــــ" وہ جھوٹ بول گیا ــــ حالانکہ وہ گیا ہی کب تھا ــــ؟

"کل میں نے نواب زادی کو ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے ــــ رومی

نے کہا ــــ!

"آئے گی وہ ــــ؟"

"ہاں ــــ اس نے خود ہی تو کہا ہے ــــ کہ رات ڈھیر ساری باتیں کرے گی ــــ کچھ وقت ہمارے ساتھ گزارے گی ــــ؟"

"اچھا ــــ" وہ کھویا کھویا سا بولا

"ہاں ــــ!" میں نے پوچھا ــــ کچھ اور لوگوں کو بھی انوائیٹ کروں تو کہنے لگی ــــ

"کسی کو بھی نہیں ــــ!"

اس کے ہاتھ سے اسٹیئرنگ پھسل سا گیا ــــ

"سوچتی ہوں ــــ اسے کوئی تحفہ دوں ــــ؟"

رومی بولی

"جیسے تم کہو ــــ!"

وہ بمشکل بولا

"اس نے ہماری شادی پر یاد ہے ایک لاکھ روپے دیئے تھے ــــ!

وہ بولی

اس کا جیسے دم گھٹنے لگا تھا ــــ کہنے لگا ــــ!

"ہاں ــــ!"

"تو پھر ہمارا تحفہ بھی قیمتی ہونا چاہیئے — ؟"

گھر آ گیا تو وہ تیزی سے اتر کر اندر چلا آیا — روحی مسکرا کر رہ گئی — اسے نواب زادی سے ہمدردی تھی — لیکن کوئی جذبہ اسے اکسا رہا تھا کہ وہ اس سے حسد کرے — اور اسی لئے نواب زادی کے جانے پر وہ خوش تھی —!

ہوا تیز تھی —!

برف کا جیسے طوفان آیا ہوا تھا —!

بڑی تیزی سے برف زمین پر گر کر ڈھیر ہوتی جا رہی تھی۔

نواب زادی نے نارنجی خوبصورت ساڑھی باندھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی کب سے خاموش اپنے چہرے میں نہ جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی —!

"ثاقب — اس کے دل کی کسک بڑھ گئی — کہنے لگی

"ثاقب — ہم کتنے حرماں نصیب ہیں — ہم آپ کو پا نہیں سکے — اور تباہ ہو گئے — مٹ گئے —!

اب تو ثاقب — آپ کی یادوں کو رختِ سفر بنا کر صحرا نوردی

سے رشتہ جوڑ لیا ہے ہم نے ۔۔۔!"

" نواب زادی حضور ۔۔۔۔ " سنبل قریب آکر بولی

" کیا ہے ۔۔!"

" یہ نیکلس منگوایا تھا حضور نے ۔۔!"

" لاؤ ۔۔۔۔ اس نے ہیروں کا جگمگاتا ہوا نیکلس تھام لیا

" پہناؤں حضور ۔۔۔۔!"

" پہنادو ۔۔۔!" آج ہمیں خوب سجادو سنبل ۔۔!"

" امی حضور والا ہار بھی لاؤ ۔۔۔۔ ہم وہ بھی پہنیں گے ۔۔!"

" بہتر حضور ۔۔!" سنبل آہستہ سے بولی

جڑاؤ زیورات پہن کر اس کا اداس سا حسن دمک اٹھا ۔۔!

" سنبل ۔۔۔!" وہ اپنے آپ پر نظر ڈالتے ہوئے بولی

" جی حضور ۔۔۔!"

" ہم کیسے لگ رہے ہیں ۔۔!"

" بلائیں لوں میں نواب زادی حضور کی ۔۔۔۔ کہیں نظر نہ لگ جائے ۔" سنبل کی آنکھیں بھیگ سی گئیں ۔۔!

" تم رو رہی ہو ۔۔۔!" اس کے لبوں پر غمزدہ سی مسکراہٹ پھیل گئی ۔۔!

" نواب زادی حضور ۔۔۔۔ " سنبل سسک کر رو دی

" کیوں سنبل ۔۔!"

" آپ جا رہی ہیں نا ۔۔۔۔ جانے کب واپس آئیں گی ۔۔" سنبل ہچکیاں لیتی ہوئی بولی

" پگلی ۔۔۔!" اس کی اپنی آنکھیں چھلک آئیں

" گاڑی تیار ہے حضور ۔۔۔!" بوڑھا نوکر آکر بولا

" اچھا ۔۔۔ ہم آرہے ہیں ۔۔۔ سنبل ہمارا فر کا کوٹ لا دو ۔۔!"

" جی ۔۔!" سنبل کوٹ لینے چلی گئی ۔۔۔ تو نوکر بولا

" حضور ۔۔!"

" کہو بابا ۔۔۔!"

" دل ٹکڑے ہو رہا ہے حضور کے پردیس جانے کا سن کر ۔۔!"

وہ اداس سی ہو گئی ۔۔!

صبح سے اس کی بستی کے لوگ ۔ مرد ۔ عورتیں ۔ بچے سبھی آنسوؤں کا نذرانہ لے کر آئے اور دعائیں دے کر چلے گئے ۔۔!

سنبل کوٹ لے آئی ۔۔۔ اور پہناتے ہوئے کہنے لگی

" باہر طوفان آرہا ہے ۔ ذرا رک جائیے حضور ۔۔!"

" آج ہمیں کوئی طوفان نہیں روک سکتا سنبل ۔۔!"

"حضور رک جائیے ___ باہر ہوا بھی تیز ہے ___!"

مگر اس نے کچھ نہ سنا اور باہر نکل گئی ___!

ڈرائیور سنبھل سنبھل کر گاڑی چلا رہا تھا ___!

ہوا ویرانوں سے ٹکرا کر ایک خوفناک آواز پھیلا رہی تھی۔

ساری بستی ___ برف میں ڈوبی ہوئی تھی ___!

آج دو روز سے لگاتار برف گر رہی تھی ___ اور اب تک کئی انچ برف گر چکی تھی ___!

گاڑی کے آدھے پہیے برف میں دھنستے ہوئے چل رہے تھے۔

دس میل کا راستہ بمشکل طے کیا ___ راستے میں دو بار گاڑی خراب ہوئی ___ ڈرائیور کی کوشش سے بمشکل چلنے کے قابل ہوئی۔ جب وہ رومی کی کوٹھی پہنچی ___ تو کار کی خرابی بڑھ چکی تھی ___!

"حضور ___ گاڑی خراب ہو گئی ہے ___"

ڈرائیور بولا

"ٹھیک نہیں ہو سکتی ___؟"

"صبح ہی ہو سکے گی ___ بڑی مشکل سے یہاں تک لایا ہوں"

"اچھا ___؟"

"ورک شاپ سے مکینک لانے ہوں گے ___!"

"اچھا آپ گاڑی یہیں چھوڑ جائیے ___ ہم رومی کی گاڑی

میں چاند پور چلے جائیں گے ___!"

وہ اترتے ہوئے بولی

ڈرائیور تو چلا گیا۔

اور وہ اندر آ گئی ___!

ثاقب اکیلا بیٹھا تھا ___!

اسے دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا ___ دونوں ایک دوسرے میں کھو گئے ___!

"رومی کہاں ہے ___؟" اس کی نگاہوں کی تپش سے وہ گھبرا کر بولی

"دوسرے کمرے میں ___"

"تو ___ تو ہم وہیں چلے جاتے ہیں ___؟"

"میرا اتنا ساتھ بھی گوارہ نہیں ___" ثاقب نے کہا

وہ تڑپ سی گئی ___!

"بولو ___" وہ اس کے قریب آ گیا

"ایسی بات نہیں ہے ___" وہ لٹی لٹی سی آواز میں بولی

"تو پھر یہ گریز ___؟"

"حالات کا تقاضہ ہے ___"

"مجھے اب ایسی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ___" وہ جلتی

ہوئی نگاہیں اس پر ڈالتے ہوئے بولا

"ثاقب —— " ہمیں رسوا نہ کیجیے —!"

"سائرہ —— وہ سسک پڑا —— کہنے لگا —!

"سائرہ —— نہ جاؤ —— نہ جاؤ سائرہ —— میں مر جاؤں گا —!"

"ردمی آجائے گی ثاقب —— خدا کیلئے خاموش رہیئے۔

"نہ جاؤ سائرہ —— اس کے لہجے میں التجا تھی — تڑپ تھی —— بے بسی تھی —!

"ہم نے آپ کی خوشیوں کے لئے تو صحرانوردی سے ناطہ جوڑا ہے ثاقب —— ہم چلے جائیں گے تو ہمارے قدموں کے نشان آہستہ آہستہ مٹ جائیں گے۔"

کہتے ہوئے اس کے تمتماتے ہوئے سرخ رخساروں پر آنسوؤں کی لڑیاں سی لوٹ پڑیں۔

اور ثاقب اسکی ویران غزالی آنکھوں سے امڈتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھ کر جذباتی ہو گیا

کہنے لگا —!

"سائرہ —— نہ جاؤ —— تمہارا ثاقب مر جائے گا۔"

"ہمیں نہ روکیئے ثاقب —— ہم نہ گئے تو مصیبت آجائے گی

اس کا چہرہ بجھے ہوئے چاند کی مانند پھیکا پڑتا جا رہا تھا

اسی لمحے ردمی کمرے کے اندر آ گئی —!

"ارے —— میں تو تمہیں فون کرنے جا رہی تھی —!

"کیوں —— " نواب زادی آہستہ سے بولی

"موسم خراب تھا نا —— میں نے سوچا تم نہیں آؤ گی —!

وہ مسکرا کر رہ گئی

"ثاقب —— ردمی بولی

"اشرف کو فون کر دو ——!"

"رہنے دو —— " وہ بیزاری سے بولا

"کیوں —؟"

"اتنا موسم خراب ہے۔ وہ کہاں آئے گا —!"

"جنہیں آنا تھا وہ چاند پور سے آ گئے —— اور اشرف تو قریب رہتا ہے —!"

ردمی نہ چاہتے ہوئے بھی کہہ گئی —!

لیکن اس طنز کو کسی نے محسوس نہ کیا —!

"آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو —— " ردمی نواب زادی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

"شکریہ —— " اس کے خشک لب کانپ گئے۔

ثاقب کی تپتی ہوئی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں

"تم دونوں باتیں کرو ــــ میں ذرا کھانا لگواؤں ــــ" ردمی باہر جاتے ہوئے بولی

ردمی باہر نکل گئی

ثاقب اسے دیکھ رہا تھا ــــ!

اس کی نظروں کی تپش سے نواب زادی کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں ــــ!

چاہت کی آگ سلگ اٹھی ــــ وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور بولی

"ثاقب ــــ!"

وہ کچھ نہ بولا

"ثاقب ــــ بولئے نا ــــ!"

وہ تب بھی خاموش رہا ــــ!

"دل نہیں چاہتا ہم سے بات کرنے کو ــــ!" اسکی نظروں میں شکوہ تھا ــــ

"دل ــــ" وہ بے چارگی سے ہنسا ــــ پھر کہنے لگا۔

"دل تو بجھ چکا سائرہ ــــ اور اس بجھی ہوئی لو سے اب دھواں ابھر رہا ہے ــــ جو بہت جلد فضاؤں میں تحلیل ہو کر

زندگی کے احساس کو اندھیروں میں گم کر دے گا ــــ

"تم جاؤ ــــ مجھے بھٹکنے دو ــــ!

"ثاقب ــــ!" وہ گھٹی ہوئی جذباتی کیفیت کو چھپاتے ہوئے کہنے لگی ــــ!

"ایک تمنا تھی ہماری ــــ!

"کیا ــــ؟" وہ کراہنے کے انداز میں بولا

"ہم چاہتے تھے ــــ آج کی رات ــــ ساری رات ــــ آپکو دیکھتے رہیں ــــ جی بھر کر باتیں کریں ــــ!

اس نے اپنے جذبات پر قابو پانے کی سعی کی تو اس کے ہونٹ گھٹے ہوئے جذبات کی شدت سے کسی زخمی پرندے کے پروں کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گئے ــــ!

"سائرہ ــــ" ثاقب کا دل پگھل گیا

"مگر یہ کیسے ممکن ہے ثاقب ــــ آپ تو پرائے ہیں اور ہمارا آپ پر کوئی حق نہیں ــــ!"

درد کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا یوں جیسے بلوریں ساغر میں بھری ہوئی ارغوانی شراب کا رنگ دمکتا ہے ــــ!

"میں نہتا آیا ہوں سائرہ ــــ صرف تمہارا ــــ میری بات مان جاؤ سائرہ ــــ یا اگر تم یہاں کے لوگوں سے ڈرتی

ہو تو مجھے اپنے ساتھ لے چلو ـــــ" وہ اپنے حواس پر قابو نہ رکھ سکا ـــ!

درد قطرہ قطرہ ہو کر اس کی زبان سے پھسلنے لگا۔

"اور رومی ــــ!" وہ آہستہ سے بولی

"رومی ـــ! وہ سوچ کر پریشان سا ہو گیا ــ پھر کہنے لگا ـــ!

"میں رومی کو سب کچھ بتا دوں گا ـــ"

"نہیں نہیں ـــ" وہ کانپ گئی

"فیصلہ وہ ہی کرے گی ـــ!"

"اگر اس کا فیصلہ اپنے حق میں ہوا تو ــــ وہ آہستہ سے بولی ـ

"ایسا نہیں ہو گا ــ!"

اس کے لبوں پر ایک اجنبی جیلی مسکراہٹ پھیل گئی اور کہنے لگی

"سب بیکار ہے ثاقب ــــ کچھ نہیں ہو سکتا ــ نہ ہی ہم چاہیں گے کہ ہمارا وجود کسی کے لئے دکھ کا باعث ہو ــ! وقت بڑا چارہ گر ہے ــ اس کے پاس ہر درد کا مداوا اور ہر زخم کا مرہم ہے ــ ہماری وجہ سے جو غم آپ کو ملا ــ ہم

دعا کریں گے کہ آپ کو خوشیاں ملیں ـــــ ثاقب ــ! لیکن جو درد آپ نے ہمیں بخشا ـــــ وہ بھی آپ کی عنایت ہے۔ ہمیں اس غم سے بڑا پیار ہے ــ کیونکہ یہ آپ کا دیا ہوا ہے۔ وہ ہلکی ہلکی سی آواز میں بغیر سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی ــ!

اور ثاقب کا دل کٹ رہا تھا ـــ!

اسی لمحے رومی آ گئی ــ!

"تم رو رہی تھیں ـــــ" رومی اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر بولی ــ!

"ایسے ہی ــــ آنسو نکل آئے ـــ! اختیار نہ رہا ان پر ـــ!"

"مگر ــ!

"یہ سوچ کر دل پریشان ہے۔ کہ جانے آپ سب سے پھر کب ملاقات ہو ـــ!"

رومی نے مزید کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا ــــــ اور بولی ــ!

"کھانا لگ چکا ـــ!"

وہ تینوں کھانے کے کمرے میں آئے ــــ رومی نے خاصا اہتمام کیا ہوا تھا ــ!

ثاقب بے بس سا تھا ۔۔!

رومی خوش ۔۔!

اور نواب زادی اداس اور غم زدہ ۔۔!

کھانا اس نے برائے نام ہی کھایا ۔۔!

رومی بے تکان بولے جا رہی تھی ۔۔ اور وہ دونوں محض اس کا ساتھ دیے رہے تھے ۔۔! ثاقب تو بالکل گم صُم تھا ۔۔ وہ سوچ رہا تھا ۔۔ کہ نواب زادی کے چلے جانے کے بعد اسکی زندگی کیسے گزرے گی ۔۔ جو کچھ بھی تھا ۔۔ نواب زادی دور ہوتے ہوئے بھی اس کے قریب تھی جب بھی وہ بے قرار ہوتا ۔۔ جا کر اسے مل آتا ۔۔! چاہے وہ ملاقات اذیت اور تشنگی ہی دیا کرتی ۔۔ مگر اسے دیکھ لینے سے اسے جو سکون حاصل ہوتا تھا ۔۔ وہی اس کے لئے بہت تھا ۔۔!

مگر اب ۔۔!

وہ اتنی دور جا رہی تھی ۔۔!

جہاں وہ پہنچ نہ سکتا تھا ۔۔!

اسکی محبت بچھڑ رہی تھی ۔۔!

اسکی محبوب جدا ہو رہی تھی ۔۔!

اس کا دل ۔۔ دماغ ۔۔ اور وجود جل رہا تھا ۔۔!

وہ سامنے بیٹھی تھی ۔۔!

ہیروں کا نیکلس اس کی صراحی دار گردن کو لپیٹے جگمگا رہا تھا ۔ خوبصورت لباس میں لپٹا ہوا افسردگی اور سوگواری کا پیکر لرز رہا تھا ۔۔!

رومی نے کافی بنائی ۔۔ ان دونوں کو دی

نواب زادی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پیالی تھامی لیکن ثاقب کی نظریں نواب زادی کے چہرے پر تھیں

اور پیالی چھلک رہی تھی ۔۔!

"ثاقب ۔۔!" رومی ہنس کر بولی

"کیوں ۔۔؟" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولا

"نواب زادی کو نظر نہ لگا دینا ۔۔!"

وہ مسکرا دیا ۔

"اتنی غور سے دیکھ رہے تھے نا ۔۔!" رومی نے طنز کیا

وہ بھی مسکرا دی

باہر ہوا تیز ہوتی جا رہی تھی ۔۔!

اور یوں ہی ۔۔!

ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ۔۔ کتنی دیر بیت گئی ۔۔!

بارہ بجے ۔۔۔! ایک بجا ۔۔۔! دو بج گئے ۔۔۔!

رومی جمائیاں لے رہی تھی ۔۔۔ اور ثاقب اپنی بیاض سے اپنا کلام سنا رہا تھا ۔۔۔!

اور نواب زادی مدہوش ہوئی جا رہی تھی ۔۔۔!

ثاقب کا ایک ایک شعر اس کے دل میں کھب رہا تھا ۔۔۔!

اسکی رگ و پے میں سرایت کر رہا تھا ۔۔۔!

آج ثاقب اپنے کلام پر خود رو رہا تھا ۔۔۔ اسکی آواز تھرا رہی تھی ۔۔۔!

ثاقب ۔۔۔ جو کہا کرتا تھا ۔۔۔ دنیا کی وہ ہستی اس کے سامنے کبھی نہ آئے جو اسے متاثر کر سکے ۔۔۔ اس طرح اس کا آئیڈیل کمتر ہو جائے گا ۔۔۔! مگر وہ ہستی اس کے سامنے آئی ۔۔۔!

اسے روح کی گہرائیوں سے چاہا اور وہ خود کمتر ہو گیا ۔۔۔ شکست کھا گیا ۔۔۔!

وہ ثاقب جو کہا کرتا تھا ۔۔۔ مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا ۔۔۔ مجھے کوئی قائل نہیں کر سکتا ۔۔۔ محبت کو جس نے صرف ضرورت کہا تھا ۔۔۔ اگر محبت ضرورت تھی ۔۔۔ تو آج رومی جیسی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے وہ کیوں تڑپ رہا تھا ۔۔۔! کس کے لئے بے تاب تھا ۔۔۔!

"کیوں ۔۔۔؟

اس کے تمام دعوے ۔۔۔ اسکی تمام بحثیں جیسے اس کا منہ چڑا رہی تھیں ۔۔۔!

"ہم اب چلتے ہیں ۔۔۔" وہ مدہوشی کے سمندر میں ڈولتی ہوئی بولی

"مگر ۔۔۔ تمہاری گاڑی تو یہاں نہیں ۔۔۔" رومی بولی

"میں پہنچا آتا ہوں جا کر ۔۔۔!" ثاقب جلدی سے بولا

"آپ تکلیف نہ کیجئے ۔۔۔ ہم فون کر کے دوسری گاڑی منگوا لیتے ہیں ۔۔۔!" نواب زادی بولی

"اس موسم میں اور آدھی رات کے وقت دوسری گاڑی چاند پور سے آئے گی ۔۔۔! مشکل لگتا ہے ۔۔۔!" رومی بولی

"میں پہنچا آتا ہوں ۔۔۔!" ثاقب بولا

"چلئے ۔۔۔ دونوں چلتے ہیں ۔۔۔" رومی خود بھی تیار ہو گئی ۔۔۔! "مگر ۔۔۔" ثاقب بولا

"چلو ثاقب ۔۔۔ نواب زادی سے تھوڑی سی باتیں اور ہو جائیں گی ۔۔۔!" رومی نے کہا۔

وہ تینوں باہر آئے ۔۔۔ رومی کچھ فاصلے پر تھی ۔۔۔ کہ ثاقب نے اپنی بیاض اس کی طرف بڑھا دی ۔۔۔ اور آہستہ

سے بولا " یہ قبول کرو گی ___ ؟"

"ثاقب ___ !" وہ بے تاب ہو گئی ___ ! بیاض لے کر اس نے آنکھوں سے لگالی ___ !

رومی قریب آ گئی ___ !

دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں ___ ثاقب کار ڈرائیو کرنے لگا ___ !

کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ برف پھر گرنے لگی تمام راستے برف میں ڈوبے ہوئے تھے ___ گاڑی کو دھکا لگا تو رومی جلدی سے بولی

"ثاقب سنبھل کر ___ !"

مگر ثاقب کے سامنے تو برف میں اَٹے ہوئے راستے بھی تھے اور آئینے میں نظر آتی نواب زادی کی بھیگی بھیگی سی آنکھیں بھی ___ !

اور وہ بھیانک دُوری بھی ___ !

رومی بار بار اسے گاڑی ٹھیک سے چلانے کی ہدایت کرتی ___ مگر وہ تو اس دھند میں لپٹے ہوئے ماضی میں کھویا ہوا تھا ___ !

جہاں نواب زادی اسکی باہنوں میں باہیں ڈالے گھومتی

پھر رہی تھی ___ !

اسٹیرنگ بار بار گھوم جاتا ___ !

اور گاڑی ڈگمگانے لگتی ___ !

"ثاقب ___ کہاں ہو ___ دھیان راستے پر لگاؤ نا ___ !"

رومی جھلا کر بولی

آگے پہاڑی موڑ تھا ___ !

گاڑی توازن قائم نہ رکھ سکی ___ اور زور دار آواز کے ساتھ پہاڑی سے ٹکرا کر الٹ گئی ___ !

"میں ـــ میں کہاں ہوں ـــ؟" ثاقب ہوش میں آتے ہی بولا

"آپ اسپتال میں ہیں ـــ" اس کے قریب کھڑا ڈاکٹر بولا ـــ

"مگر ـــ" وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے بولا

"آپ کی گاڑی الٹ گئی تھی ـــ" ڈاکٹر بولا

"ہاں ـــ ہاں ـــ مگر ـــ نواب زادی ـــ" اس کے ذہن میں صرف نواب زادی تھی ـــ ندی نہیں تھی ـــ!

"آپ کے ساتھ دو خواتین تھیں ـــ جو بری طرح زخمی ہیں ـــ! ان کی پوری طرح دیکھ بھال کی جارہی ہے ـــ

شاید بچ جائیں ـــ" ڈاکٹر نے بتایا۔

اور اس کا دل دھک سے رہ گیا ـــ وہ چیخ کر بولا ـــ!

"ڈاکٹر ـــ!"

"خدا کا شکر ادا کریں صاحب ـــ بچ گئے۔ آپ کو تو صرف کندھے پر چوٹ آئی ہے ـــ مگر وہ دونوں بہت خطرناک حالت میں ہیں ـــ!"

"وہ ـــ وہ کہاں ہیں ـــ میں ان کے پاس جاسکتا ہوں ـــ؟"

اسکی آواز لرز رہی تھی ـــ چہرہ پسینے سے تر تھا

"ابھی نہیں ـــ سرجن صاحب ان کی زندگی بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں ـــ دعا کیجئے ـــ!"

"مگر ڈاکٹر ـــ" وہ تڑپ کر پلنگ سے نیچے اتر آیا اور اس کے کمرے کی طرف دوڑا ـــ

"ٹھہریئے ـــ" ڈاکٹر چلایا

"مجھے نہ روکو ڈاکٹر ـــ مجھے نہ روکو ـــ" وہ چیخ کر بولا

اور عین اسی لمحے سرجن کمرے سے باہر نکلا

"ڈاکٹر ——" ثاقب کا چہرہ سوال بن گیا

" ان دونوں کے جسم سے خون بہت نکل چکا تھا —!"

"تو پھر ——" وہ بے تابی سے بولا

"خون کی ضرورت ہے —!" ڈاکٹر بولا

"اسپتال میں خون نہیں ہے ——!" دوسرا ڈاکٹر کہنے لگا

"کچھ کیجئے ڈاکٹر —! انہیں بچا لیجئے ——!" وہ گڑ گڑا کر بولا

"موسم بہت خراب ہے — بڑے اسپتال سے خون آنے میں وقت لگے گا —! آپ تو جانتے ہیں کہ یہ بستی کا چھوٹا سا اسپتال ہے —!"

"تو ڈاکٹر صاحب میرا خون ٹیسٹ کیجئے ——!" ثاقب جلدی سے بولا

"آپ کا —— مگر —— اچھا —— ڈاکٹر انور ان کا خون فوراً ٹیسٹ کریں —!"

ڈاکٹر اسے لے کر لیبارٹری میں آگیا —— جب وہ خون ٹیسٹ کر رہا تھا —— تو اس نے بتایا کہ کس طرح اسپتال کی ایمبولینس شہر سے آرہی تھی —— اور ثاقب کی گاڑی اسی وقت پہاڑی سے ٹکرائی تھی —! اور پھر ایمبولینس میں ڈال

کر ان تینوں کو اسپتال پہنچایا گیا —!

ثاقب نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا —— اور بولا —— خدا کے لئے —— ڈاکٹر —— خون کا آخری قطرہ بھی میرے جسم سے نکال لیجئے — مگر ان کو بچا لیجئے —!"

مگر —— آپ کا گروپ اتفاق سے دونوں میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملتا ——!

ڈاکٹر رپورٹ پڑھتے ہوئے بولا

"تو پھر ڈاکٹر ——" اس کے چہرے پر مایوسی کی تہہ جم گئی —!

"ساری ——!" ڈاکٹر مایوسی سے بولا

"آپ ہمت کریں تو شائد ان کی جان بچ جائے —— یہاں سے صرف دو کوس پر احمد پور کی بستی ہے —— وہاں کے اسپتال میں خون موجود ہے —— اور دونوں خواتین کے نمبر کا خون وہاں مل سکتا ہے —— ہمارے پاس اس وقت اسٹاف کا کوئی آدمی نہیں —— جو وہاں جا سکے —! اور پھر موسم کی خرابی کی وجہ سے سڑک پر گڑھے پڑ چکے ہیں —— گاڑی نہیں جا سکتی —— آپ کو پیدل ہی جانا ہوگا —!

"میں جاؤں گا ڈاکٹر —! مجھے نمبر دیجئے —!"

"اور ہسپتال کہاں ہے —؟" اس نے ایک راہ گیر سے پوچھا
جو کمبل لپیٹے تیز تیز کہیں جا رہا تھا —!

"وہ سامنے —؟" راہگیر نے اشارے سے اسے بتایا —

تھکن سے چور وہ ہسپتال پہنچا —!

برآمدے سے گزر کر وہ کمروں کی طرف آیا —!

برآمدے میں کمرے پر بورڈ دیکھ کر اس نے دروازہ کھولا
آتش دان میں لکڑیاں چٹخ رہی تھیں اور کوئی ان کے
قریب کرسی پر بیٹھا تھا — اس کی دروازے کی طرف
پشت تھی — جس کی وجہ سے اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا

"ڈاکٹر صاحب —" وہ لڑکھڑائی ہوئی آواز میں بولا

آتش دان کے قریب بیٹھے آدمی نے گردن ذرا سی گھمائی —!
اور بولا

"کون —؟"

"ڈاکٹر صاحب — میں — بڑی جلدی میں ہوں —
مجھے خون چاہیئے — یہ نمبر میرے پاس ہیں — خدا کے
لئے جلدی کیجئے —" وہ دروازے کو پکڑے ہوئے تھکی
تھکی آواز میں بولا

"تم —" آدمی نے ایکدم مڑ کر دیکھا

"اوہ — تم ہو نواب جابر —" ثاقب اپنے سامنے نواب

جابر کو دیکھ کر آہستہ سے بولا

"کیسے آئے ہو —" نواب جابر کی بھنویں تن گئیں

"نواب زادی کی ہمارے ہاں دعوت تھی — میں اور
رومی نواب زادی کو چاند پور پہنچانے جا رہے تھے — راستے
میں گاڑی الٹ گئی — وہ دونوں بری طرح زخمی ہیں۔
اور سامنے والی بستی کے اسپتال میں ہیں —! ان کی زندگی بچانے
کے لئے خون کی ضرورت ہے — یہ لو نمبر — اور یہ خون
مجھے دے دو — مجھے جلدی پہنچنا ہے —؟"

وہ ہانپتا ہوا کرسی پر گر گیا —!

"کیوں —؟" جابر ہنسا

"جلدی کرو نواب جابر — ان دونوں کی زندگی خطرے
میں ہے —" وہ دونوں —!

نواب جابر نے زور سے قہقہہ لگایا — اور کہنے لگا

"اچھا ہے وہ دونوں مر جائیں —"

"یہ کیا کہہ رہے ہو —" ثاقب اٹھ کر کھڑا ہو گیا

جابر نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا اور الماری کی
طرف بڑھا

"نواب جابر — خدا کے لئے جلدی کرو —" ثاقب
گھٹے ہوئے لہجے میں بولا

جابر نے ہنستے ہوئے خون کی دو بوتلیں نکالیں ـــ اور
کہنے لگا ـــ !

" ایک بوتل میں نواب زادی کی زندگی ہے ـــ اور
دوسری میں ردی کی ـــ !

" نواب جابر مجھے یہ بوتلیں دے دو ـــ میں تمہارا یہ احسان
کبھی نہ بھولوں گا ـــ " ثاقب لجاجت سے بولا

" تمہیں دے دوں ـــ " جابر نے قہقہہ لگایا

" نواب جابر ـــ " وہ بیتابی سے آگے بڑھا

" یہ بوتلیں ـــ تمہیں نہیں ملیں گی ـــ سمجھے مسٹر ثاقب
جابر اسے گھورتا ہوا بولا

" مگر نواب جابر ـــ !" ثاقب پریشان ہو گیا

" نواب زادی مر جائے گی ـــ ردی مر جائے گی ـــ اور
تم پاگل کتے کی طرح زندگی گزارو گے ـــ تم جیسے انسان کا
یہی انجام ہونا چاہیئے تھا ـــ !

" یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں جابر ـــ ان دونوں کی
زندگی خطرے میں ہے ـــ "

ثاقب نے پھر اسے سمجھانا چاہا ـــ لیکن وہ جنونی
انداز میں قہقہے لگا رہا تھا ـــ !

بوتلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا ـــ !

" یہ بوتلیں صرف تمہیں دکھانے کیلئے نکالی ہیں میں نے
دینے کیلئے نہیں ـــ !

" جابر ـــ ثاقب نے اسے تیز نظروں سے گھورا

" نواب زادی مر جائے گی ـــ ردی مر جائے گی ـــ اور
تم ـــ تم ـــ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے چیخ رہا تھا خوش ہو
رہا تھا ـــ ثاقب کے ہاتھ پیچھے تھے ـــ پیچھے ایک گلدان
پڑا تھا ـــ گلدان ثاقب کے ہاتھوں سے ٹکرایا ـــ تو
لیکایک جیسے اس نے کوئی فیصلہ کر لیا ـــ !

جابر دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا ـــ !

ثاقب نے گلدان اٹھایا ـــ اور پوری قوت سے نواب
جابر کے سر پر دے مارا ـــ !

جابر چکرا کر گر پڑا ـــ اور ثاقب نے دونوں بوتلیں اٹھائیں
اور باہر نکل گیا ـــ

ہانپتا ـــ کانپتا ہوا وہ بوتلیں ہاتھ میں لئے ہوئے چلا جا
رہا تھا ـــ !

" ثاقب ـــ !" ویرانے میں آواز گونجی ـــ وہ پلٹا دیکھا
جابر زخمی حالت میں اس کے پیچھے پیچھے تھا ـــ !

"ٹھہرو ــــ!" وہ دیوانوں کی طرح چیخا

ثاقب نے اپنے قدم اور تیز کر دیئے ــــ!

جابر دوڑ رہا تھا ــــ! اور آخر اس نے اسے آ لیا ــــ!

ثاقب نے بوتلیں ایک طرف رکھ دیں ــــ اور جابر کے حملے کا مقابلہ کرنے لگا ــــ!

دونوں گتھم گتھا تھے ــــ کبھی ثاقب کمزور پڑ جاتا اور کبھی جابر ــــ ثاقب نے مٹھی میں برف لے کر جابر کی آنکھوں میں ٹھونسنا چاہی لیکن جابر نے اسے پاؤں سے زور سے دھکا دیا ــ ثاقب دور جا گرا ــــ اب جابر بوتلوں کی طرف لپکا اس کی یہی کوشش تھی کہ کسی طرح وہ بوتلوں کو توڑ ڈالے ــ قریب تھا کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتا ــــ کہ ثاقب نے اُسے کندھوں سے پکڑ کر زور کا دھکا دیا ــــ اور خود بوتلیں اٹھا کر چل دیا ــــ!

برف سے لٹے ہوئے راستے تھے ــــ!

اور ثاقب زخمی ــــ نڈھال ــــ تھکا ہوا تقریباً اپنے آپ کو گھسیٹ رہا تھا ــــ!

جابر بھی اس کے پیچھے تھا ــــ! سامنے دو راستے تھے ــ

ایک راستہ وہ جو بل کھا کر پہاڑی موڑ کاٹنے کے بعد بستی تک جاتا تھا ــــ!

دوسرے راستے میں ایک گہری کھائی تھی ــ اور وہ کھائی پار کرنے کا کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا ــــ!

چاروں طرف سفیدی چھائی ہوئی تھی ــــ برف نے کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ــــ!

جابر نے پھر ثاقب کو آ لیا ــــ! اب کے حملہ شدید تھا ــــ

ثاقب کی قوت جواب دے رہی تھی ــــ مگر وہ جابر کو پچھاڑنے کی پوری کوشش کر رہا تھا ــــ! جابر نے ثاقب کو گھونسے مارنے شروع کر دیئے جواب میں ثاقب نے اس کی ناک پر پوری قوت سے ٹکر دیا ــــ جابر کا دماغ چکرا گیا ــــ اور وہ گر پڑا ــــ!

ثاقب نے پھر بوتلیں اٹھائیں اور اس راستے کی طرف ہو لیا جہاں گہری کھائی تھی ــــ یہ راستہ نزدیک تھا ــــ لیکن خطرناک ــــ!

ثاقب نے دیکھا ــــ کھائی کے سرے پر ایک پتلی سی ٹہنی جو برف سے سفید ہو رہی تھی ــــ! دوسرے سرے تک چلی گئی ہے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا ــــ جابر چند قدم کے فاصلے پر رہ گیا تھا ــــ ثاقب نے ٹہنی پر پاؤں رکھا تو اس کے چٹخنے کی آواز آئی

لیکن ثاقب نے ہمت نہ ہاری ـــــ ٹہنی پر پاؤں رکھا اور کھائی پار کر گیا ـــــ پتلی لکڑی چرخ گئی ـــــ لیکن ٹوٹی نہیں جابر بھی اسی طرح آگے بڑھا ـــــ ! تو ثاقب دوسرے سرے سے چلایا

"جابر ـــــ مر جاؤ گے ـــــ لوٹ جاؤ ـــــ ٹہنی ٹوٹ چکی ہے اس پر پیر نہ رکھنا ـــــ مر جاؤ گے ـــــ !"

جابر نے وحشیانہ قہقہہ لگایا ـــــ اور بولا

"تم کھائی پار کر سکتے ہو ـــــ میں نہیں ـــــ !"

اور دوسرے ہی لمحہ اس نے پاؤں ٹہنی پر رکھ دیا ـــــ ٹہنی ٹوٹ گئی ـــــ ایک زوردار چیخ ویرانے میں گونجی ـــــ اور جابر کھائی میں ہزاروں فٹ نیچے جا گرا ـــــ !

ثاقب نے آنکھیں بند کر لیں ـــــ اور دکھ سے کہنے لگا۔

"میں نہ کہتا تھا جابر ـــــ لوٹ جاؤ ـــــ !"

اگلے لمحہ وہ پھر ہانپتا ہوا تیزی سے اسپتال کی جانب بڑھنے لگا ـــــ !

خون کی بوتلیں دیکھتے ہوئے اسے یوں لگا جیسے ایک بوتل میں ردمی بند ہے ـــــ اور دوسری میں نواب زادی ـــــ !

ردمی کی طرف اس نے توجہ نہ دی ـــــ

اور نواب زادی اس کے خیالوں کی وسعت میں روشن

کی طرح پھیل گئی ـــــ !

اس کا چہرہ کندن کی طرح دمک رہا تھا عنابی ہونٹ نیم وا تھے ـــــ سوگوار سی آنکھیں ـــــ اور ان میں ایک عجیب سی تشنگی ـــــ کانپتی ہوئی سرمگیں نوکیلی پلکوں کی جنبش ـــــ !

اسے یوں لگا ـــــ جیسے بوتل میں بند نواب زادی باہر نکل آئی ہو ـــــ !

اور اس کے تمتماتے ہوئے رخساروں پر چنگاریاں سی اڑنے لگی ہوں ـــــ ! آنکھوں کی سرمگیں پرچھائیوں میں جادو سمٹ آیا ہو ـــــ اور ہونٹوں کی لکیریں جیسے جلنے لگی ہوں ـــــ اس کے جسم کی خوشبو اسے مدہوش بنانے لگی ـــــ اور جیسے وہ کہہ رہی ہو ـــــ !

"ثاقب ہمیں اپنی دنیا میں لے آئیے ـــــ ہم تھک گئے ہیں ثاقب ـــــ ہمیں اپنی محبت میں ڈوب جانے دیجئے ـــــ !"

اس کے ذہن میں ایک عجیب سا خیال آیا! وہ کانپ گیا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا ـــــ !

اونچی نیچی پہاڑیوں پر دھند سی پھیل رہی تھی ـــــ اور خیالات بالکل اسی دھند کی مانند اس کے دل و دماغ کو اپنی گرفت میں لے رہے تھے کوئی ایسا خیال تھا ـــــ [illegible]

کو منتشر کر دیا تھا ــــ!

اس کا وجود ذرّوں کی طرح بکھرا جا رہا تھا ــــ خیالوں کی پرچھائیاں سیاہ ہو گئیں ــــ!

اور پھر ان سیاہ پرچھائیوں میں دو ستارے جھلملانے لگے

دو آنکھیں ــــ!

روشن آنکھیں ــــ!

جن میں آنسوؤں کی روشنی تھی ــــ اور کپکپاتی ہوئی ٹھنڈی نرم روشنی ــــ

یہ نواب زادی کی آنکھیں تھیں ــــ!

جن میں محبت تھی ــــ!

خلوص تھا ــــ ایثار تھا ــــ!

اور ثاقب تو ــــ ایک مرد تھا ــــ عشق میں ڈوبا ہوا مرد تھرا گیا ــــ اسے یوں لگا ــــ!

کہ فن کی وہ چادر جو اس نے نمائش کے لئے اپنے جسم سے لپیٹ رکھی ہے۔ ایک چھلکے کی مانند اس کے وجود سے اتر گئی ہے ــــ!

اور وہ ثاقب رہ گیا ہے ــــ!

وہ ثاقب ــــ جو نواب زادی سے محبت کرتا ہے ــــ!

جو نواب زادی کا پجاری ہے ــــ رومی کا شوہر نہیں ــــ!

اس نے گھبرا کر پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتلوں کو دیکھا

رومی کا A اے گروپ تھا

نواب زادی کا B گروپ ــــ!

خیالوں کی دھند پھیل رہی تھی اور وہ نڈھال سا ہو رہا تھا ــــ!

اسے لگا جیسے نواب زادی دنیا جہاں کا غم اپنی آواز میں سمیٹے کہہ رہی ہو ــــ!

"ثاقب ہم زندگی کے ویرانے میں یوں ہی کب تک بھٹکتے رہیں گے ــــ!

"ہم زندگی کا بوجھ اٹھائے تھک گئے ہیں ــــ ہمیں اپنا لو"

ثاقب بے جان لاش کی مانند کھڑا بوتلوں کو گھور رہا تھا ــــ اس کی آنکھوں میں خوف نہیں تھا ــــ محبت تھی ــــ!

چند قدم پر اسپتال کی عمارت نظر آ رہی تھی ــــ!

سوچ نے اس کے ذہن کو آتش کدہ بنا رکھا تھا نیم مردہ سا بجھا بجھا دل پہلو میں زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

سائرہ ــــ اس کے ہونٹ کپکپائے ــــ!

"سائرہ ــــ تم کب تک حالات کی سولی پر چڑھی جھولتی

رہو گی ——!

دل کی ویرانی لئے کب تک باؤلی بنی بھٹکتی رہو گی ——!

"آج فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے —— یہ موقع —— یہ موقع
شاید تمہاری ویران زندگی کو منور کرنے کیلئے میرے ہاتھ آیا ہے"

اس نے جو کچھ سوچا تھا —— ایک لمحہ کیلئے وہ اپنی سوچ
پر کانپ گیا —— لیکن محبت تمام جذبوں پر حاوی ہو گئی۔

اور اس نے خون کی وہ بوتل توڑ دی —— جو ردمی کی
زندگی تھی ——!

ایسا کرتے وقت اسکی حالت ایسی تھی جیسے اس نے ردمی کو
قتل کر دیا ہو —— اس یخ بستہ موسم میں —— اس کی پیشانی
پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے ——!

اپنے فعل پر جہاں وہ ڈرا سہما تھا —— جہاں ضمیر کی
چبھن تھی ——! وہاں ایک سکون بھی تھا ——!

نواب زادی اب میری ہے ——! اور میں اس کا ہوں ——

اس سوچ نے اس کے تپتے ہوئے وجود میں ایک ٹھنڈک
سی پھیلادی۔ اور تیز تیز اسپتال پہنچا

"آپ نے بڑی دیر کر دی ——! ڈاکٹر بولا

"کیوں ——؟" وہ لرز گیا "خون مل گیا ——؟"

"جی ہاں —— یہ لیجئے —— نواب زادی کو بچا لیجئے" اس
نے بوتل آگے کر دی ——!

"نواب زادی ——؟" ڈاکٹر بولا

"جی ہاں —— وہ دوسری خاتون ——!

"اور آپکی بیگم کے بمز کا خون نہیں ملا ——" ڈاکٹر نے پوچھا

وہ خاموش ہو گیا —— چہرہ پیلا پڑ گیا —— ڈاکٹر نے
اس پر ہمدردانہ نظر ڈالی

اور —— خون لے کر اندر چلا گیا ——!

اور ثاقب —— تھکن سے چور —— وہیں کرسی پر گر سا
پڑا ——!

خیالوں کے شعلے تھے ——!
ضمیر کی گھٹن تھی ——!

اور

اس پر بیہوشی سی طاری ہو گئی ——!

اندر ڈاکٹر اپنی کوششوں میں مصروف تھے ——!

اور

وہ کرسی پر بیہوش پڑا تھا ——!

"اٹھیئے مسٹر ـــــ مریضہ آپکو یاد کر رہی ہے ـــــ" نرس
اسے ہوش دلاتے ہوئے بولی

"جی ـ کیا وہ ـــــ" ثاقب نے کھوئی کھوئی آواز میں پوچھا

"ہمیں افسوس ہے کہ ایک خاتون کی جان ہم نہیں بچا سکے"!

اس کے قریب کھڑا سرجن بولا

"مجھے علم تھا ـــــ وہ بیمار سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور
اٹھ کر اندر چل دیا۔

"ردی مجھے معاف کر دینا ـــــ اس کے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر
آنکھوں سے گرنے لگے ـــــ مگر ساتھ ہی اسے وہ ہستی بھی یاد آئی
جس کے لئے اس نے یہ سب کچھ کیا تھا ـــــ بے تاب جذبات

لئے ہوئے اس نے دروازہ کھولا ـــــ!

"سائلہ ـــــ تم نے کہا تھا نا ـــــ کہ ثاقب ہمیں اپنی دنیا میں
لے جائیے اب میں تمہیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گا ـــــ"!

بے تابی ـــــ تڑپ ـــــ اور محبت سے وہ آگے بڑھا

"مبارک ہو مسٹر ـــــ"! ڈاکٹر بولا

چاہت کا ایک سمندر آنکھوں میں لئے وہ پلنگ کے قریب آیا

"آپکی بیگم بچ گئی ہیں ـــــ" ڈاکٹر نے کہا اور ثاقب
نے دیکھا ـــــ ردی آنکھیں کھولے مسکرا رہی تھی ـ

اور ـــــ اور ـــــ وہ ـــــ ثاقب کو لگا ـ جیسے قیامت
ٹوٹ پڑی ہو ـــــ"!

نواب زادی کو ہم نہیں بچا سکے ـــــ!

ثاقب کو جیسے سکتہ ہو گیا ـــــ دیوانوں کی طرح
وہ دوسرے پلنگ پر جھک گیا ـــــ!

چادر اٹھا کر دیکھا

نواب زادی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ان میں انتظار تھا
پیار تھا ـــــ تڑپ تھی ـــــ اور ہونٹوں پر ایک سکون ـــــ"!

جیسے وہ کہہ رہی ہو ـــــ!

ثاقب ــــ ہم سے انتظار نہیں ہوتا ــــ ہم مر جائیں گے ثاقب

ثاقب کو لگا ــــ!

جیسے وہ ایک بار پھر شکست دے گئی ہو

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے اس کے چہرے پر چادر ڈال دی

اور باہر نکل گیا ــــ!

جہاں برف گر رہی تھی ــــ!

اور فضا میں دھند تیر رہی تھی ــــ!

ختم شد

حرفِ آخر سترہ مارچ ۱۹۷۰ء

۴۵/D چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ ۔ لاہور